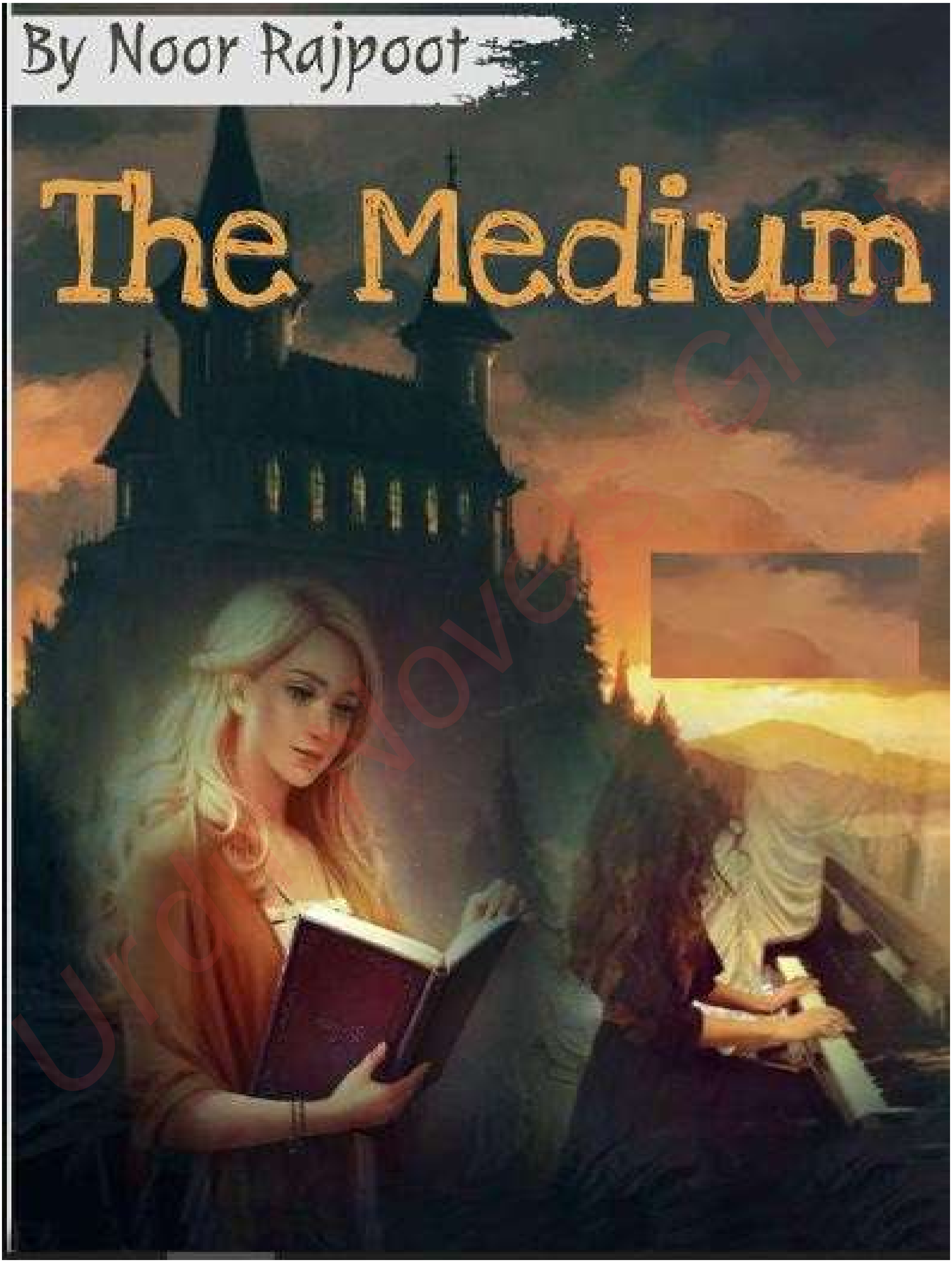
By Noor Rajpoot
The Medium

دی میڈیم

(سٹوری آف اے میڈیم)

از قلم: نور راجپوت

پورے کمرے میں ایک بھونچال سا آیا ہوا تھا۔ کمرہ بری سے ہل رہا تھا۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے ابھی کھڑکیاں اور دروازے ٹوٹ جائیں گے۔۔

مجھے باہر نکالو“ کوئی چیخ رہا تھا۔ ”

باہر نکالو مجھے۔۔۔“ کوئی غرا رہا تھا۔ غصہ، خوف، دہشت بری طرح اُسکی آواز سے جھلک رہا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے ” کوئی پاگلوں کی طرح پورے کمرے میں گھوم رہا ہو اور دروازہ توڑ کر باہر نکلنے کی کوشش کر رہا ہو۔۔ لیکن اندر جو بھی تھا وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو پا رہا تھا۔۔ سالوں سے جاری اُسکی یہ کوشش ہمیشہ ناکام ہو جاتی تھی۔

باہر نکالو مجھے۔۔۔“ اب کی بار اس آواز میں ایک اذیت سی گھلی تھی۔ رات کی ہولناکی میں وقفے وقفے سے پیدا ہونے والی یہ آواز ” مزید ہولناک لگتی تھی۔

اچانک ایک پھڑ پھڑاہٹ کی آواز ابھری اور اس حویلی کے منار پر۔۔ جس میں وہ بند کمرہ تھا۔۔ ایک خوفناک اُلو نے اپنے قدم جمائے۔۔

اس اُلو نے اب ساری رات وہیں بیٹھ کر گزارنی تھی۔ ان چیخوں کو بھی سالوں سے سنتا آ رہا تھا.. اور نا جانے کب تک سننا تھا۔

آوازلہروں کی شکل میں سفر کرتی ہے۔۔ اور لہروں کو گزرنے کے لیے ایک

میڈیم#

کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔ وہ میڈیم جو آواز کی لہروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچا سکے۔۔

میڈیم آواز کو پہنچاتا ہے ایک پوائنٹ سے دوسرے پوائنٹ تک۔۔۔ ایک انسان سے دوسرے انسان تک۔۔

بالکل اسی طرح کچھ میڈیمز رابطہ قائم کرتے ہیں ایک دنیا کا دوسری دنیا سے دو دنیاؤں کو جوڑتے ہیں۔۔ راستہ بناتے ہیں ہماری دنیا اور دوسری دنیا کے درمیان۔۔۔

اور وہ دوسری دنیا کونسی دنیا ہے۔۔؟؟

ہلکی ہلکی سی سسکیاں وقفے وقفے پورے کمرے ابھر رہی تھیں۔۔ وہ کمبل میں منہ چھپائے مسلسل رونے میں مگن تھی۔ یہ کوئی نئی بات نہیں تھی جب سے وہ اس بورڈنگ سکول میں آئی تھی روزانہ رات کو رونے کا شغل کرتی تھی۔۔ وجہ اسکا یہاں پر دل نہ لگنا تھا۔

پاس پڑے ٹیڈی بیئر کو اس نے مزید خود سے چپکایا اور سونے کی کوشش کی مگر نہیں۔۔۔ نیند ہمیشہ کی طرح آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔

وہ دس سال کی بچی۔۔ جو اپنے ہم عمر بچوں کے مقابلے میں کافی کم گو تھی۔۔ اکثر خاموش رہتی تھی۔۔ ایک مہینہ ہو گیا تھا اُسے اس سکول میں آئے ہوئے مگر وہ ابھی تک خود کو یہاں ایڈجسٹ نہیں کر پائی تھی۔۔

جیسے ہی گھڑی نے 12 بجنے کی خبر دی۔۔ اچانک کمرے میں ایک تیز خوشبو سی پھیلی۔۔ کمبل کے اندر منہ ہونے کے باوجود بھی وہ اس خوشبو کو اچھی طرح محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

اُسے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا اور اس نے بند آنکھوں کو مزید زور سے میچا جیسے کسی ان دیکھی چیز سے خود کو بچانا چاہتی ہو۔ کوئی ی اسکی طرف بڑھ رہا تھا وہ محسوس کر سکتی تھی۔

سوجاؤ ہنی“ ایک طلسماتی سی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی ی۔۔ کسی نے اسکی پیشانی پر ہاتھ رکھا۔۔ اور اسکے سانس ” اٹک گ ئی ے۔۔ چند ہی پل کی بات تھی اسے اپنا سر بھاری ہوتا ہوا محسوس ہوا۔

سوجاؤ “پھر سے سرگوشی ہوئی ی۔ ”

اب کی بار کسی نے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔ ایک پل کے ہزارویں حصے میں نیند جیسے اُسکی آنکھوں پر قیامت کی طرح وارد ہوئی ی اور وہ سو گ ئی ی تھی ہمیشہ کی طرح۔

اُسکے رونے اور پھر تیز خوشبو کے ساتھ اِس طلسماتی آواز کے اُبھرنے کا کام جب سے وہ یہاں آئی ی تھی تب سے جاری تھا۔۔ وہ روزانہ ایسے ہی سوتی تھی۔ اب بھی وہ سوچکی تھی یہ الگ بات تھی کہ صبح اٹھ کر وہ اس خوشبو کو بھول جاتی تھی۔۔ ہمیشہ کی طرح۔۔

وِجے پور#

(انڈیا)

صِلہ تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو چلو اندر۔۔“ دادو نے صلہ کو لان میں گملوں میں لگے پودوں میں پانی ڈالتے دیکھا تو غصے سے کہا۔”

غضب خدا کا مغرب ہونے والی ہے اور تم اس وقت باہر ہو۔۔“ دادو کے تیور خطرناک لگ رہے تھے وہ عصر کے بعد کسی لڑکی کو لان” میں نہیں آنے دیتی تھیں۔

دادو بس میں اندر ہی جا رہی تھی“ صلہ نے جواب دیا۔ ”

المیرہ کہاں ہے۔۔؟؟“ ایک اور سوال آیا۔ ”

پتا نہیں دادو ابھی تو یہیں تھی ابھی اندر گئی تھی۔۔“ ابھی صلہ بتا ہی رہی تھی جب وہ سپاٹ سے چہرے کے ساتھ باہر” آئی اور گیراج کی طرف چل پڑی۔

دادو وہ رہی میرہ۔۔“ صلہ نے اسکی طرف اشارہ کیا جو گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی تھی۔ ”

المیرہ۔۔۔“ دادو نے سخت سے لہجے میں اسے پکارہ۔ ”

وہ رکی۔۔ ٹھہری اور پھر پلٹ کر دادو کی طرف دیکھا۔ وہ دادو کے چہرے پر غصہ دیکھ سکتی تھی جو اپنی موٹے شیشوں والی عینک ناک پر جمائے اسے ہی گھور رہی تھیں۔

جی دادو۔۔۔“ وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی انکی جانب بڑھ رہی تھی۔ ”

کہاں جا رہی ہو اس وقت؟“ دادو نے پوچھا۔ ”

جی وہ میں درگاہ جا رہی تھی۔“ میرہ نے جواب دیا۔ ”

تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے کیا؟ اس وقت تم درگاہ جاؤ گی۔۔ وہ بھی ان کپڑوں میں۔۔؟“ دادو نے غصے سے سرخ ہوتے ” چہرے کے ساتھ اسکے سیاہ کپڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

کیا ہوا ان کپڑوں کو۔۔؟؟“ میرہ نے معصومیت سے پوچھا۔ ”

"بہت ڈھیل دے رکھی ہے تمہیں سب نے ایک تو تم یہ منحوسیت والا رنگ پہننے سے باز نہیں آتی اور اب تم پر درگاہ جانے کا بھوت سوار ہو چکا ہے کیا میں پوچھ سکتی ہوں ایسا کیوں کیوں۔۔؟؟" دادو گرجیں۔

"ہاں دادو یہ نماز کے بعد دعا تو مانگتی نہیں اور پتا نہیں درگاہ پر کیا منت ماننے جاتی ہے۔۔۔" صلہ کی بات پر میرہ نے گھور کر اُسے دیکھا۔ لیکن بتیسی نکال کر دادو کا پارہ مزید ہائی کر چکی تھی۔

"اسے کیا گھور رہی ہو وہ ٹھیک کہہ رہی ہے تم درگاہ نہیں جاؤ گی وہ بھی اس وقت، ارے راستے میں وہ اتنا خوفناک مندر آتا ہے اللہ جانے وہاں کون کونسی شیطانی بلائیں بھٹکتی پھرتی ہیں۔۔۔"

"پر دادو آپ جانتی ہیں میں ان باتوں کو نہیں مانتی اور مجھے درگاہ جانا ہے تو جانا ہے بس۔۔" وہ کہہ کر رکی نہیں بلکہ گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"ڈرائیور کو تو ساتھ لے جاؤ۔۔" دادو کی پریشان سی آواز گونجی۔ اس سے پہلے کہ دادو کسی ڈرائیور کو آواز دیتی میرہ زن سے گاڑی بھگا کر گیٹ سے باہر نکل گئی تھی۔

اور دادو کا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ چکا تھا جو اب پورے گھر پر اترنا تھا انکی اس پوتی نے انہیں بری طرح سے زِچ کر دیا تھا۔

درگاہ پر لوگوں کا ہجوم لگا تھا لوگ آ جا رہے تھے نئی چادریں چڑھائی جا رہی تھیں۔ وہ ایک طرف بیٹھی خاموشی سی یہ منظر دیکھ رہی تھی۔۔

کچھ ملنگ مٹی سے اٹے اور پھٹے پرانے سبز کپڑے پہنے دھمال ڈالنے میں مگن تھے۔۔ کچھ لڑکیاں اور عورتیں ایک درخت پر دھاگے باندھ رہی تھیں جانے کیا منتیں مانی جا رہی تھیں۔

وہ مٹی کے بنے چبوترے بیٹی سب کچھ دیکھ رہی تھی۔

دیکھتے ہی دیکھتے اُسکی آنکھیں نم ہونا شروع ہوئی یں۔ اسے بھی کچھ مانگنا تھا۔۔ مگر کیا؟؟ وہ خود نہیں جانتی تھی۔

وہ تو دعا مانگنا ہی جیسے بھول چکی تھی۔

جیسے ہی رات کا اندھیرا پھیلنا شروع ہوا وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔

یہ دھاگہ لیتی جا بیٹی یہ تمہاری مراد پوری ہونے میں مدد کرے گا۔۔“ ایک مردانہ آواز پر وہ پلٹی۔ سامنے ایک ملنگ ہاتھ میں ایک ”
سبز دھاگہ لیئے کھڑا تھا۔

مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔۔“ میرہ نے ایک نظر اس دھاگے کو دیکھا اور پھر کہا۔ ”

تمہاری مرضی۔۔۔“ وہ ملنگ دھاگہ لیے آگے بڑھ گیا اور میرہ سر جھٹک کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ کچھ دیر بعد وہ ”
اپنے گھر کی طرف رواں دواں تھی۔

شاٹ ریڈی ہے سر آ کر چیک کر لیں۔“ وہ فون پر بزی تھا جب اسکے پاس آکاش کی آواز گونجی۔ ”

ہاں میں آتا ہوں۔“ ڈائریکٹر نے اسکی بات سن کر جواب دیا اور پھر کچھ دیر بعد وہ شاٹ دیکھنے چلا گیا۔ ”

میں تمہارے ساتھ جینا چاہتی ہوں“ ہیروئن اپنے ڈائیلاگ بول رہی تھی۔ ”

مجھے اندھیروں کی دنیا سے نکال کر ستاروں کے جہاں میں لے جاؤ“ ہیروئن کسی ٹرانس کے زیر اثر سامنے کھڑے ہیرو سے ”
کہہ رہی تھی۔ ڈائریکٹر کے چہرے پر ایک چمک ابھری۔

کٹ “بہت زبردست شاٹ دیا تم ایشا۔ ڈائریکٹر نے کہا جس پر ایشا مسکرا اٹھی۔ باقی فلم کی شوٹنگ انگلینڈ میں ہو گی ہمیں رات کو ”
نکلنا ہے سب اپنا سامان پیک کر لیں۔

ڈائریکٹر نے اونچی آواز میں کہا اور پورے سیٹ پر ایک ہلچل سی مچ گئی تھی۔

آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد اسکی گاڑی ایک جھٹکے سے رک گئی تھی۔۔ میرہ کا دل ہلکہ سا کانپا تھا۔

ہمیشہ کی طرح اسکی گاڑی اس پرانے مندر کے پاس آکر رک گئی تھی۔ ایسا واپسی پر ہی ہوتا تھا جب اندھیرا ہوجاتا تھا اور وہ گھر واپس جارہی ہوتی تھی۔

گاڑی کی لائٹس بند ہوئی تو میرہ کی پیشانی پر پسینے کے ننھے سے قطرے ابھرے۔ اس سنسان راستے پر وہ جان بوجھ کر آتی تھی اور ہر بار اسکے ساتھ ایسا ہی ہوتا تھا۔

وہ ہمت کر کے گاڑی سے باہر نکلی اور ویران مندر کو دیکھا جو رات کی ہولناکی میں مزید خوفناک لگتا تھا۔

کسی نے اسے پکارہ تھا۔ آواز نسوانی تھی اور وہ بنا سوچے سمجھے کسی ٹرانس کے زیر اثر مندر کی طرف بڑھی۔۔ "میرہ"

آؤ میرہ۔۔۔" کوئی اسے بلا رہا تھا اور وہ چلی جا رہی تھی۔ اس ویران پرانے مندر کی طرف جسکی گھنٹیاں خودبخود " بجنا شروع ہوگئی تھیں۔

میرہ کسی ٹرانس کے زیر اثر تھی۔ وہ بے اختیار ہی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔ انجام کی پرواہ کیے بغیر یا پھر اسے پتا ہی نہیں تھا کہ آگے کیا ہونے والا ہے۔

آؤ میرہ آؤ" کی صدائیں جیسے ہواؤں میں رقص کر رہی تھیں۔۔ "

بورڈنگ سکول کے لان میں بچوں نے ایک اودھم مچار کھا تھا۔۔ سارے بچے سب کچھ بھلائے کھیل رہے تھے۔ ایک وہ تھی جو خاموش بیٹھی تھی۔۔

اسکی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر تھا۔ سامنے سیکنڈ فلور پر گرل کے پاس کھڑے ایک بچے پر اسکی نظریں آکر رک گئیں۔۔ وہ اسے چند پل دیکھتی رہی۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسکی آنکھوں میں خوف ابھرا۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔۔

پیچھے ہٹ جاؤ تم گر جاؤ گے” وہ چلائی لیکن اس بچے تک اُسکی آواز نہیں پہنچی تھی شاید تبھی وہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ ”

پیچھے ہٹ جاؤ۔۔۔” وہ پھر سے چیخی۔ وہ ہاتھ ہلا ہلا کر اسے اپنی طرف متوجہ کر رہی تھی۔ آس پاس کے بچے اسے ” عجیب عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ اوپر کھڑے لڑکے کی بھی نظر اس پر پڑی۔ وہ چونکا لیکن اپنی جگہ سے ہلا نہیں۔

وہ اوپر کی جانب بھاگی۔ لان میں خاموشی چھاگئی تھی۔ سارے بچے اسے دیکھ رہے تھے اور وہ پاگلوں کی طرح اوپر کی طرف بھاگ رہی تھی۔ جب وہ آخری سیڑھی پر پہنچی گرل حیرت انگیز طور پر ٹوٹی اور وہ لڑکا جو اس گرل پر ہاتھ ٹکائے کھڑا تھا گرل سمیت نیچے گرا۔۔۔

ایک دھماکے کی آواز ابھری اور پھر خاموشی چھاگئی۔

سارے بچے پھٹی پھٹی نظروں سے کبھی نیچے پڑے لڑکے اور کبھی اُسے دیکھ رہے تھے جسکا رنگ سفید پڑھ چکا تھا۔

"دیکھو ایشا تمہیں کریکٹر میں گھسنا ہوگا یہ ایک ہارر مووی ہے۔ شاٹ کے وقت تم بھول جایا کرو کہ تم ایشا ہو۔ بلکہ یہ محسوس کیا کرو کہ تم رامنی ہو۔ صرف رامنی۔۔ وہ رامنی جسکے درد کو ہم دکھانا چاہتے ہیں۔“ ڈائریکٹر بہت پیار سے اپنی چہیتی ہیروئن کو سمجھا رہا تھا۔

فلم کی تیس فیصد شوٹنگ مکمل ہوچکی تھی اور باقی ستر فیصد انگلینڈ میں ہونی تھی جسکے لیے وہ لوگ انگلینڈ پہنچ چکے تھے۔

جے کے پروڈکشن کی پوری ٹیم اس وقت اس فلم کو لے کر بہت پر جوش تھی وجہ شاید یہ ہارر سٹوری تھی جس پر وہ لوگ فلم بنا رہے تھے۔۔ انکی گاڑیاں آگے پیچھے بڑے سے گیٹ سے داخل ہو کر اس شاہی محل کے سامنے رکی تھیں جہاں فلم کی باقی شوٹنگ کی جانی تھی۔

ایشا نے گاڑی کے شیشے سے اس بڑے سے محل کو دیکھا جو اپنی پراسراریت کے ساتھ اُسے بہت عجیب سا لگا تھا۔ وہ کچھ دیر نظریں جمائے اسے دیکھتی رہی اچانک اسے خود پر کسی کی نگاہیں محسوس ہوئیں اور پھر ایک جھرجھری سی لے کر وہ رخ پھیر گئی۔

جیسے ہی میرہ اس مندر کے سامنے پہنچی اچانک گھنٹیاں بجنا بند ہو گئیں۔ وہ چونک کر جیسے ہوش میں آئی۔

اپنے آپکو اس مندر کے سامنے دیکھا تو گھبرا کر اس نے اپنا ہاتھ گلے میں پہنے لاکٹ پر رکھ دیا۔ اندھیرا ہونے کے وجہ سے اسے کچھ خاص نظر نہیں آ رہا تھا۔

وہ واپس مڑنے لگی تھی جب اسکی نظر اچانک مندر کی سیڑھیوں پر پڑی۔

اسے وہاں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تھا۔

غور سے دیکھنے پر وہ اسے پہچان گئی تھی۔

"ریحان" میرہ نے زیر لب پکارہ۔ ریحان اس وقت یہاں کیا کر رہا ہے؟؟ وہ حیران ہوئی۔

“پرانے مندر کے ارد گرد شیطانی بلائیں گھومتی ہیں”

اسکے ذہن میں دادو اور صلہ کی آواز گونجی۔ وہ گھبرا کر پلٹی اور واپسی کیلیے قدم بڑھا دیئے۔

کہاں جا رہی ہو میرہ۔۔؟؟“ آواز پر وہ کرنٹ کھا کر پلٹی۔ وہ ریحان کی آواز تھی۔ وہ اسے پہچانتی تھی اچھی طرح۔۔”

بورڈنگ ہاؤس میں ایک عجیب سا خوف پھیل گیا تھا۔ اس بچے کی اوپر سے گر کے موت ہوجانے کی وجہ سے باقی سارے بچے سہم گئے تھے۔

"تم نے اس گرتے ہوئے دیکھا تھا کیا۔؟؟" ہیڈماسٹر نے اپنے سامنے کھڑی بچی سے پوچھا۔

"ہاں میں نے اسے منع کیا تھا کہ پیچھے ہوجاؤ تم گر جاؤ گے مگر اسے میری بات سمجھ ہی نہیں آئی۔۔" وہ بتا رہی تھی۔

اور تم کیسے پتا چلا کہ وہ گر جائے گا۔۔؟؟

"میں نے دیکھا تھا۔"

کیا دیکھا تم نے؟؟ ہیڈماسٹر نے موٹے شیشوں والی عینک کو ناک پر جمائے اس سے پوچھا۔

میں نے دیکھا کہ وہ نیچے گرنے والا ہے" وہ کنفیوز سی بتا رہی تھی۔"

ہیڈماسٹر اسکی بات پر چونکا۔

"جب وہ نیچے گر چکا تھا تب سب نے دیکھا تھا۔"

نہیں جب میں نے دیکھا تب وہ نیچے نہیں گرا تھا میں نے اسے کہا تھا کہ پیچھے ہوجاؤ تم گر جاؤ گے مگر اس نے میری بات نہیں "سنی۔۔" اس نے ہیڈ ماسٹر کی بات کاٹی اور کانپتی آواز میں بتایا۔۔

"وہی تو میں پوچھ رہا ہوں کہ پہلے ہی کیسے دیکھ لیا تم نے وہ سب جو ابھی وقوع پذیر بھی نہیں ہوا تھا۔۔۔؟؟"

ہیڈماسٹر کی بات پر وہ سر جھکائے کھڑی رہی۔ یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتی تھی کہ اس نے کیسے دیکھ لیا۔

بیٹا ہیڈماسٹر آپ سے کچھ پوچھ رہے ہیں انہیں جواب دو۔۔" اسکی خاموشی پر ایک ٹیچر نے اسے مخاطب کیا۔"

کچھ دیر تک وہ بے بسی سے ہونٹ کچلتی رہی اور پھر جب اس نے نظریں اٹھائیں تو سب حیران رہ گئے تھے۔۔

اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں اور پھر ایک آنسو نکل کر اسکے نازک گال پر پھسل گیا۔۔ اسکے پاس ہیڈ ماسٹر کے سوال کا جواب نہیں تھا۔

”یہ مڈر کیس ہے یا ایکسیڈنٹ ابھی تک اسکا پتا نہیں چل پایا ہے۔ سر میڈیا والے سوال کر رہے ہیں کہ پولیس اپنا کام ٹھیک سے نہیں کرتی۔۔“ پولیس انسپکٹر داؤد نے اپنے سامنے بیٹھے آفیسر سے کہا۔

“ ہمم۔۔۔ کیس بہت الجھا ہوا ہے۔۔”

”جی سر اب بس ایک ہی انسان ہماری مدد کر سکتا ہے۔ انفیکٹ کر سکتی ہے۔“ داؤد نے آہستہ سے کہا۔

”تمہیں لگتا ہے کہ وہ لڑکی سچ بولتی ہے۔۔ ہو سکتا ہے وہ ڈرامہ کرتی ہو۔۔“ آفیسر کے چہرے پر بے یقینی تھی۔

”یہ تو آپ اس سے مل کر ہی جان سکتے ہیں کہ وہ فیک ہے یا سچ میں وہ ایک عجوبہ ہے۔۔“ داؤد نے ہلکے سے مسکرا کر جواب دیا۔

“کیا نام ہے بتایا تھا تم نے اس لڑکی کا۔۔؟؟”

”حائنہ گیلانی“۔۔۔۔۔ داؤد نے بتایا۔

”میں یہ کیس حل کر لونگا بہت جلد مجھے سراغ مل چکا ہے لیکن تم اسکی اتنی تعریف کر رہے ہو تو میں اس لڑکی سے ملنا چاہوں گا۔۔“ آفیسر صاحب کو اپنی قابلیت پر پورا بھروسہ تھا۔ تبھی وہ بے نیازی سے کہہ رہا تھا۔

“جی ضرور سر۔۔ اور مجھے امید ہے کہ آپ اس سے متاثر ہوئے بنا نہیں رہ پائیں گے۔”

“آفیسر دانش تیمور کو متاثر کرنا اتنا آسان ہے کیا۔۔؟؟”

اس نے ایک ابرو اٹھا کر پوچھا۔

بالکل بھی نہیں۔۔“ داؤد مسکرایا۔”

“لیکن آپ اس سے متاثر ہوئے بنا رہ نہیں پائی یں گے۔ ”

“اچھا بس بس۔۔ اتنی تعریف نہیں سنتا میں کسی کی۔۔ ”

دانش نے ہاتھ اٹھا کر داؤد کو منع کیا۔ اور داؤد مسکرا کر رہ گیا۔ وہ کولیگ ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے دوست بھی تھے اور داؤد اس سے اچھی طرح واقف تھا۔ وہ کسی سے متاثر نہیں ہوتا تھا۔۔۔ ہو نہیں سکتا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو ریحان۔۔؟؟“ میرہ نے حیرت سے پوچھا۔”

تمہارا انتظار“۔۔۔ وہ مسکرایا۔”

تم پاگل ہو۔۔۔“ وہ واپسی کیلیے مڑی۔”

ہمم۔۔۔ تم نے کر دیا ہے۔"وہ پھر مسکرایا۔"

کوئی اتنی رات کو مندر کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر کیا کرتا ہے۔۔؟؟“ وہ غصے میں تھی۔”

کیا کوئی اتنی رات کو مندر کے پاس سے گزرتا ہے بھلا۔۔؟؟ وہ بھی روزانہ۔۔“ وہ بھی ریحان تھا۔ پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ ”

اوووہ تو تمہیں دادو نے بتایا۔۔ انفیکٹ انہوں نے تمہیں یہاں بھیجا مجھ پر نظر رکھنے کیلیے۔۔“وہ جو گاڑی کا دروازہ کھولنے لگی تھی”

ریحان کی بات سن کر رکی اور پھر جو غلط سمجھا وہی سنا دیا۔

“اونہوں۔۔۔ دادو نے نہیں بھیجا۔۔ ”

تو پھر۔۔؟؟

میں خود آیا ہوں۔۔" ریحان نے جواب دیا۔"

"تو تم میرا پیچھا کرتے رہتے ہو۔۔؟؟"

کرنا پڑتا ہے۔۔" وہ پھر مسکرایا۔ اور میرہ کو اسکے مسکرانے سے چڑ ہوتی تھی۔"

وہ بنا کچھ کہے گاڑی میں بیٹھی اور اسے سٹارٹ کیا۔ مگر گاڑی سٹارٹ نہیں ہوئی۔۔ وہ بار بار سٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر گاڑی تو جیسے جم گئی تھی۔

یہ سٹارٹ نہیں ہوگی میڈم کیونکہ یہ جان چکی ہے ریحان آگیا ہے۔۔" وہ گاڑی کے ادھ کھلے شیشے سے جھک کر کہہ رہا تھا۔ اور میرہ" ایک گہری سانس لے کر رہ گئی تھی۔ بادل ناخواستہ اب اسے ریحان کے ساتھ جانا تھا۔ کچھ دیر بعد وہ اسکے ساتھ اسکی گاڑی میں بیٹھی تھی اور شیشے سے باہر نظر نہ آنے والے درختوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

ریحان خاموش تھا۔۔

مجھ سے کتنا پیار کرتے ہو۔۔؟؟" وہ پوچھ رہی تھی۔"

بہت زیادہ۔۔" وہ مسکرایا تھا۔"

"کتنا۔۔؟؟"

اتنا کہ جان دے سکتا ہوں۔۔۔

"کیا کسی کی جان لے بھی سکتے ہو میری خاطر۔۔؟؟"

"ہاں تمہارے لیے میں کسی کی جان لے بھی سکتا ہوں۔۔"

وہ اسے یقین دہانی کرا رہا تھا۔

"ریحان"

میرہ نے اسے خاموش دیکھا تو پکارہ۔

ہم۔۔وہ جیسے خیالوں کی دنیا سے میرہ کی پکار پر چونک کر باہر آیا۔

تم انڈیا کیوں آئے ہو۔۔؟؟" وہ پوچھ رہی تھی۔ "

اپنی جان کی خاطر۔۔۔"ریحان نے چار جواب دیا اور پھر ڈرائیونگ کی طرف توجہ مرکوز کر دی۔ وہ خلاف توقع ایک دم سنجیدہ ہو گیا" تھا۔

اور میرہ خاموش۔۔۔وہ مزید کچھ پوچھ نہیں سکتی تھی۔

وہ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے گہری نظروں سے گاڑی کو دیکھ رہی تھی۔۔جو بری طرح سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی تھی۔ آس پاس پولیس والے پھر رہے تھے۔ داؤد اسکے ساتھ تھا جبکہ آفیسر دانش تیمور دور کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

"گاڑی اس راستے سے ہائی وے پر چڑھی اور پھر فٹ پاتھ کو توڑتے ہوئے جنگل کے اس طرف جا گری۔۔"

داؤد نے بتایا۔

جبکہ وہ غور سے ہر چیز کو دیکھ رہی تھی۔ شاید محسوس کرنا چاہتی تھی۔

"مقتول کی پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق وہ نشے میں تھا اور اسی وجہ سے اسے پتا نہیں چلا۔۔"

داؤد بولے جا رہا تھا جبکہ وہ خاموش تھی۔

“کیا میں گاڑی کو اندر سے چیک کر سکتی ہوں۔۔؟؟”

داؤد کی بات پر اس نے پوچھا۔

“شیور۔۔”

اور وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔۔

اندر شراب کی ایک بوتل پڑی تھی۔ اس نے وہ بوتل ٹشو کی مدد سے اٹھائی اور پھر داؤد کی طرف اشارہ کیا۔

کہ کیا وہ اسے چھو سکتی ہو۔۔

اور داؤد نے دانش تیمور کی طرف دیکھا جس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اس نے ٹشو کو نیچے گرا کر بوتل کو اپنے ہاتھوں میں پکڑا۔ کچھ دیر اسے پکڑے رکھا اور پھر واپس رکھ دیا اسکے بعد اس نے اسٹیرنگ پر ہاتھ رکھے۔۔ چند سیکنڈز کے بعد وہ ایک جھٹکے سے باہر نکلی۔

میں نے کہا تھا نا کہ یہ ایک ایکسیڈنٹ ہے۔۔” داؤد نے اسکے باہر نکلنے پر کہا۔ ”

ہرگز نہیں۔۔۔ یہ ایکسیڈنٹ نہیں ہے۔“ اس نے داؤد کی بات کاٹی۔ ”

“تو مس حائنہ گیلانی کیا ثبوت ہے آپکے پاس کہ یہ ایک ایکسیڈنٹ نہیں ہے۔۔؟؟”

حائنہ کی پیچھے آفیسر دانش تیمور کی آواز گونجی۔

وہ اسکی آواز پر پلٹی جو گہری نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

ثبوت وہ بوتل ہے جو گاڑی کے اندر موجود ہے۔۔” حائنہ نے جواب دیا۔ ”

اچھا۔۔۔ وہ کیسے۔۔؟؟” وہ اسے پوری طرح چیک کر رہا تھا۔ ”

جو شخص گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اس نے اس بوتل کو نہیں چھوا۔۔ یہ کسی اور نے اس گاڑی میں رکھی تھی۔۔" وہ سنجیدہ سی بتا رہی تھی۔

ہاہا اچھا۔۔۔ کس نے بھوت نے۔۔؟ اور اب آپ کہیں گی کہ بھوت بھی ہوتے ہیں۔۔" آفیسر دانش نے اسکا مذاق اڑایا۔"

جبکہ وہ خاموش رہی اور پھر چند قدم چل کر سڑک کے درمیان میں کھڑی ہو گئی۔۔ جہاں سے گاڑی فٹ پاتھ کو توڑ کر جنگل میں گری تھی وہاں سے کچھ فاصلے پر۔۔

"یہ ایک بے قوف لڑکی ہے"

میجر دانش نے داؤد سے کہا اور پھر فون کی طرف متوجہ ہو گیا جس پر کوئی نمبر جگمگ کر رہا تھا۔

یس۔۔۔" اس نے کال اٹھانے کے بعد کہا۔"

سر فنگر پرنٹ کی رپورٹ آگئی ہے۔۔ اس رپورٹ کے مطابق گاڑی کے اسٹرینگ اور اس میں موجود بوتل پر دو الگ"
"الگ لوگوں کی انگلیوں کے نشانات ہیں۔۔۔

ڈاکٹر کی بات سن کر آفیسر دانش چونکا۔۔ ڈاکٹر کچھ اور بھی بتا رہا تھا لیکن وہ حیرت سے حائی نہ گیلانی کو دیکھ رہا تھا جو اسکی طرف بڑھ رہی تھی۔

"جو چیز نظر نہ آئی ے اسکا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ موجود نہیں آفیسر صاحب۔۔ اور پھر

Ghosts

کا انکار تو کبھی سائی نس نے بھی نہیں کیا" وہ کہہ کر رکی نہیں تھی بلکہ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈال کر ایک طرف بڑھ گئی تھی۔

اور وہ حیرت سے اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

وہ گہری نیند سوئی ہوئی تھی۔ کمرے میں پر سکون سی خاموشی چھائی تھی۔۔ گھڑی کے ٹک ٹک کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔۔

کمرے کی ادھ کھلی کھڑکی سے ایک ہوا کا جھونکا اندر داخل ہوا اور اسکی طرف بڑھا۔۔

وہ جھونکا ایک گولے کی شکل میں تھا۔۔ اور پھر کسی نے دونوں ہاتھوں سے اسکی گردن دبوچ لی۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔۔ اسے کچھ نظر نہیں آرہا تھا لیکن اسے اپنی گردن پر واضح دباؤ محسوس ہو رہا تھا۔ اور پھر کچھ دیر بعد کسی نے اسے گردن پکڑے نیچے پٹخا۔۔

میرہ کی ایک خوفناک چیخ بلند ہوئی تھی۔ کمرے میں کوئی بھی نہیں تھا۔ وہ بری طرح سے ڈر گئی تھی۔

اور پھر وہ چیختی ہوئی کمرے سے باہر بھاگی۔

وہ جیسے ہی لاؤنج میں داخل ہوئی۔۔ تو حیران رہ گئی۔

لاؤنج لوگوں سے بھرا ہوا تھا اُسکی چیخیں کہیں دب کر رہ گئی تھیں۔۔ شاید وہاں کوئی پارٹی چل رہی تھی۔

تم اٹھ گئی میرہ۔۔” صلہ اسکی طرف بڑھی اور وہ گھبرائی گھبرائی سی سب دیکھ رہی تھی۔ ”

تم نے تو کہا تھا کہ تم پارٹی میں نہیں آؤ گی۔۔؟؟” صلہ پوچھ رہی تھی۔ ”

چلو اچھا ہوا کہ تم آگئی ہو لیکن اگر آنا تھا تو چینج کر لیتی۔” صلہ نے اسکی پاؤں کو چھوتے سیاہ گاؤن کی طرف اشارہ کیا۔۔ جس میں سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں۔

گھر کے باقی لوگ مہمانوں کو مہمان نوازی میں لگے ہوئے تھے۔۔ میرہ نے آنکھوں میں آئی نمی کو اندر کی طرف کھینچا۔۔

مجھے پانی چاہیے۔۔"وہ ایک طرف بیٹھتے ہوئے بولی۔ "

اچھا میں لاتی ہوں۔"صلہ کہتے ہوئے ایک طرف چلی گئی۔ "

وہ خاموشی سے اس چکاچوند کو دیکھ رہی تھی۔ سب بہت خوش نظر آرہے تھے۔۔۔ گوش گپیوں میں مصروف۔۔ شاید کسی کا اسکی طرف دھیان ہی نہیں گیا تھا۔

یہ لو پانی پی لو اور پھر اچھے سے تیار ہو کر نیچے آجانا۔۔" صلہ نے اسکے سامنے پانی کا گلاس رکھتے ہوئے کہا۔ اور پھر اپنی فرینڈز "کی طرف چلی گئی۔

وہ ایک ہی سانس میں پورا گلاس ختم کر گئی تھی۔۔ ایک نظر چاروں طرف ڈال کر وہ خاموشی سے اٹھی اور واپسی کیلیے قدم بڑھا دیئے۔ آنکھوں میں پھر نمی سی چمکی۔۔

راز آنکھیں تیری۔۔"

سب بیاں کر رہیں

سن رہا دل تیری

"خاموشیاں۔۔۔۔

خوبصورت سی آواز پر اسکے قدم رکے۔۔

ہال میں ایک دم خاموشی چھا گئی تھی۔۔ گٹار پر دھن کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔

سن رہا دل تیری"

"خاموشیاں۔۔۔۔

میرہ نے پلٹ کر دیکھا تو وہ ہاتھ میں گٹار پکڑے۔۔ گنگناتا اُسی کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔

کچھ کہو نہ سنو۔۔”

پاس میرے رہو۔۔

عشق کی کیسی ہیں

“یہ گہرائیاں۔۔

ریحان اب اسکے پاس پہنچ کر اُسکے گرد دائرے میں گھوم رہا تھا۔۔ ہال میں موجود ہر شخص کی نظریں ان پر مرکوز تھیں۔ اور ریحان کی میرہ پر جمی تھیں۔۔ وہ گنگنانے کے ساتھ ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔

سایہ بھی جسم سے۔۔”

ہوتا ہے کیا جدا۔۔

جتنی بھی زور کی

“ہو آندھیاں۔۔۔

میرہ نے واپس جانے کیلیے قدم بڑھائے مگر وہ گٹار لیے اسکے راستے میں حائل ہو گیا۔

راز آنکھیں تیری۔۔”

سب بیاں کر رہی

سن رہا دل تیری

“خاموشیاں۔۔۔

میرہ سر جھکائے کھڑی تھی۔۔ جیسے ہی وہ خاموش ہوا پورا ہال تالیوں سے گونج گیا۔

ایک لڑکا ریحان کی طرف بڑھا اور اس نے اپنا گٹار اس لڑکے کو پکڑا دیا۔

روکیوں رہی ہو میرہ۔۔؟“ریحان نے منہ کے پاس لگے مائیک کو اتار کر پوچھا۔ اس نے یہ گانا میرہ کیلیے ہی گایا تھا۔ ”

بہت سے لوگ انہیں رشک جبکہ کچھ لوگ حسد کی نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

میرہ آنکھیں نیچے کیے ان میں آئی ی نمی کو چھپانے کی کوشش کر رہی تھی۔

کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے۔۔؟؟“ جب اس نے کوئی ی جواب نہ دیا تو ریحان نے دوبارہ پوچھا۔ ”

“میرا راستہ چھوڑیں پلیز۔۔ مجھے اندر جانا ہے۔۔ ”

میرہ بولی تو اسکی آواز کانپ رہی تھی۔

ریحان نے اسکا ہاتھ تھامنا چاہا مگر وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی ی۔

پلیز“میرہ نے منت کی۔ وہ لوگوں کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی تھی۔ ”

کیا ہم اچھے دوست نہیں بن سکتے میرہ۔۔؟؟“ ریحان نے پوچھا۔ ”

مجھے کسی دوست کی ضرورت نہیں۔۔“ میرہ نے سختی سے جواب دیا۔ ”

دادو گہری نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ انکی دلی خواہش تھی کہ انکی یہ ابنارمل پوتی کسی طرح نارمل ہو جائے۔

اور صرف انہی کو نہیں بلکہ پوری حویلی کو ریحان کے روپ میں امید ملی تھی۔ وہ میرہ کو چاہتا تھا۔ اور سب کو لگتا تھا کہ شاید وہ میرہ کو جینا سکھا دے گا۔ اسی لیے جہاں میرہ ہوتی وہاں ریحان پایا جاتا تھا۔ وہ شاید اسکے درد کو محسوس کرتا تھا۔

مجھے نیند آرہی ہے۔۔“ میرہ کہہ کر رکی نہیں تھی بلکہ وہ چلی گئی تھی جبکہ ریحان نے ایک گہری سانس لے کر دادو کی ” طرف دیکھا جنہوں نے اثبات میں سر ہلادیا۔

وہ ہولے سے مسکراتا دادو کی طرف بڑھ گیا۔

بہت محنت کرنی پڑے گی دادو آپکی پوتی پر۔۔“ دادو کے پاس جاکر اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ”

دیکھ لو بیٹا ہماری آخری امید تم ہو۔۔“ دادو نے کہا تو انکی آواز میں جیسے خوف تھا کہ کہیں ریحان بھی میرہ کو چھوڑ کر چلا نہ جائے۔ ”

“بے فکر رہیں دادو۔۔میرہ بہت جلد ٹھیک ہو جائے گی۔۔”

وہ خوش دلی سے مسکرایا تھا۔ اسکی نظریں بار بار اوپر میرہ کے کمرے کی طرف اٹھ رہی تھیں جس میں لائٹ جلتی نظر آرہی تھی۔ یعنی وہ جاگ رہی تھی۔

وقت تیزی سے گزر رہا تھا وہ دس سالا بچی اب تیرہ سال کی ہو چکی تھی۔ وہ مانوس سی خوشبو وہ گھمبیر سا لہجہ آج بھی اسے سنائی دیتا تھا۔

بورڈنگ ہاؤس کے سارے بچے اس سے ایک فاصلے پر رہتے تھے۔ وہ ان سب میں عجیب تھی۔ یا شاید سب کو لگتی تھی۔ سکول کے سارے ٹیچرز بھی اسے عجیب سمجھتے تھے۔۔ وجہ اسکا مستقبل میں ہونے والے واقعے کے بارے میں پہلے بتا دینا تھا۔۔

اب اسکا ذہن اس خوشبو کو پہچاننے لگا تھا۔ یا شاید وقت کے ساتھ ساتھ وہ خوشبو اسکے دماغ میں رچنے بسنے لگی تھی۔ جیسے ہی گھڑی نے بارہ بجائے اس نے فٹ سے منہ کمبل سے باہر نکالا۔۔

وہ جاننا چاہتی تھی جو اسکے ساتھ ہوتا ہے وہ خواب ہے یا حقیقت۔۔

تیز خوشبو نے کمرے کو اپنی لپیٹ میں لیا۔۔ اسکی آنکھیں نہ چاہنے کے باوجود بھی بند ہونے لگیں۔۔

سوجاؤ ہنی”کسی نے پھر اسکے کان کر قریب سرگوشی کی۔ اسے اپنے پاس کسی کی موجودگی کا احساس ہو رہا تھا۔ لیکن ” اسکی آنکھیں نہیں کھل رہی تھیں۔۔ وہ محسوس کر سکتی تھی کہ کوئی اسکے پاس ہے۔۔ لیکن وہ آنکھیں کھول نہیں سکتی تھی۔۔

ایسا لگتا تھا جیسے ٹنوں وزن اسکی پلکوں پر رکھ دیا گیا ہو۔۔ تاکہ وہ انہیں کھول نہ پائے۔

پھر کسی نے اپنا ہاتھ اسکی پیشانی پر رکھا۔۔ ایک سکون سا اسے اپنے اندر اترتا محسوس ہوا۔

"Who are you..?"

وہ پوچھنا چاہتی تھی لیکن الفاظ جیسے اسکے گلے میں اٹک کر رہ گئے۔۔۔ اور وہ چند ہی پل کے اندر گہری نیند سو گئی تھی۔

پارٹی ختم ہو چکی تھی۔ سبھی مہمان جا چکے تھے۔

ایک وہ تھا جو ابھی تک حویلی میں موجود تھا۔

“وہ سو چکی ہوگی ریحان بھائی۔۔۔ اب آپ بھی سو جائیں”

وہ جو میرہ کے کمرے کو ٹکٹکی باندھے گھور رہا تھا صلہ کی آواز پر چونکا۔

وہ جاگ رہی ہے۔۔“ ریحان نے آہستہ سے کہا۔”

اچھا آپکو کیسے پتا۔۔؟؟ صلہ حیران ہوئی۔

“لائٹس آن ہیں اسکے کمرے کی۔۔ مطلب وہ جاگ رہی ہے۔”

ریحان نے جواب دیا۔ میرہ کے کمرے کی کھڑکی سے روشنی نظر آ رہی تھی۔

“ویسے آج کل وہ لائٹس آن کر کے ہی سوتی ہے۔۔ ”

جانتا ہوں۔۔ “وہ ہلکا سا مسکرایا جیسے پہلے سے ہی سب جانتا ہو۔ ”

لگتا ہے جیسے اسے کسی چیز سے ڈر لگتا ہے۔۔ وہ اکثر جاگ رہی ہوتی ہے۔۔ “ صلہ کی بات پر ریحان چونکا۔۔ اسکے دل کو کچھ ہوا۔۔ ” لیکن پھر کچھ سوچ کر اسکے چہرے کی مسکراہٹ لوٹ آئی ی تھی۔ اور دل پہلے والے انداز پر دھڑکنا شروع ہو گیا تھا۔

ہاں مجھ سے ڈرتی ہے وہ۔۔۔ اسکے لیے تو میں ایک بھوت ہی ہوں۔۔ “وہ پھر دلکشی سے مسکرایا۔ ”

ہائے اتنا اچھا بھوت۔۔۔ کیا سارے جن بھوت آپ جیسے ہوتے ہیں۔۔؟؟ “ صلہ نے پوچھا۔ ”

کیا تمہیں بھی میں بھوت نظر آتا ہوں۔۔ “ ریحان نے اسے خفگی سے گھورا۔ ”

ارے نہیں ریحان بھائی ی میں مذاق کر رہی تھی۔۔ “ صلہ نے معذرت کی۔ ”

ہمم۔۔۔ میں چلتا ہوں۔۔ تم میرہ کو دیکھ آنا۔۔ یقیناً وہ جاگ رہی ہو گی۔ “ ریحان کہہ کر رکا نہیں بلکہ دروازے کی طرف بڑھ گیا” تھا۔

یہ ریحان بھائی ی بھی نا بہت ہی عجیب ہیں۔۔ کبھی اتنے کھڑوس بن جاتے ہیں اور کبھی اتنے فرینک ہو جاتے ہیں۔۔ ” مجھے انکی بالکل سمجھ نہیں آتی۔۔ “ وہ بڑبڑاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گ ئی ی تھی۔

مین گیٹ سے اپنی گاڑی باہر نکالنے سے پہلے ریحان نے اوپر میرہ کے کمرے کو دیکھا تھا۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے اسکے لبوں پر مسکراہٹ ابھری۔۔ اسکا کام ہو چکا تھا۔۔

بلکہ کام ہونا شروع ہو چکا تھا۔۔ پھر وہ زن سے گاڑی بھگا کر لے گیا۔

جے کے پروڈکشن کی پوری ٹیم کو انگلینڈ آئی ے آج دوسرا دن تھا۔۔ سیٹ ارینج کیا گیا تھا کل سے فلم کی شوٹنگ شروع ہونی تھی۔

امیشا(ہیروئن) اپنے کمرے میں ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی اپنے ہاتھوں پر لوشن لگا رہی تھی۔۔۔ رات کے ۲ بجے کا وقت تھا۔۔ تقریباً سبھی سو چکے تھے۔ جب سے وہ یہاں آئی ی تھی ٹھیک سے سو نہیں پا رہی تھی۔ وجہ ناجانے کیوں اسے یہاں خوف محسوس ہوتا تھا۔

ہاتھوں سے ہوتے ہوئی ے اسکی نظر سامنے کھڑے قد آور آئی ینے پر گ ئی ی اور وہ ایک جھٹکے سے کھڑی ہو گ ئی ی۔۔

چیخ اسکے حلق میں اٹک گ ئی ی تھی۔۔ وہ جھٹکے سے پلٹی اور کمرے کی کھلی ہوئی ی کھڑکی کو دیکھا جہاں کوئی ی بھی نہیں تھا۔۔

پھر اس نے مڑ کر دوبارہ آئی ینے کو دیکھا جس میں اسکا عکس ابھر رہا تھا۔۔

امیشا کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔۔ اسکی پیشانی پر پسینے کے قطرے ابھرے۔۔۔

اس نے ابھی آئی ینے میں کسی کو دیکھا تھا۔۔ ہاں کوئی ی اسکی ونڈو میں کھڑا تھا۔۔

شاید کوئی ی لڑکی۔۔ سیاہ بالوں سے اسکا چہرہ چھپا ہوا تھا۔۔

لیکن اب وہاں کوئی ی نہیں تھا۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔؟؟ امیشا نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئی ے سوچا۔

یہ فلم اسکے ل ئی ے بہت اہم تھی۔ لیکن جب سے اس نے اس فلم کی شوٹنگ کو کو سٹارٹ کیا تھا تب سے اسکے ساتھ کچھ نا کچھ ہو رہا تھا۔

شاید میں تھک چکی ہوں۔۔ اسی لیے میرے دماغ میں یہ سب چل رہا ہے۔۔“ ایشا نے خود کو سمجھایا۔ ”

مجھے سوجانا چاہیے۔۔۔" وہ بستر پر لیٹتے ہوئے خود سے کہنے لگی۔۔ ابھی جو کچھ اس نے دیکھا وہ اسے اپنا وہم سمجھ کر " سائیڈ ٹیبل پر رکھے لیمپ کو آف کر کے سونے کیلیے آنکھیں بند کر چکی تھی۔

---

کیسا لگا سر آپکو اس لڑکی سے مل کر۔۔؟؟“ داؤد مسکراہٹ چھپائے اپنے سامنے فائل میں سر گھسائے دانش سے ” پوچھ رہا تھا۔

پہلی بات تو یہ کہ تم مجھے گھر میں سر مت کہا کرو۔۔ اور دوسری بات اس لڑکی میں کچھ بھی ایسا نہیں ہے جس سے میں امپریس ہو ” جاؤں۔۔ تو پلیز اب اپنی زبان بند کر کے بیٹھو“ دانش تیمور نے فائل سے سر اٹھا کر داؤد کو گھورتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں ایک ہی اپارٹمنٹ میں رہتے تھے۔۔

"اگر تم گھر کو بھی پولیس اسٹیشن بناؤ گے تو مجھے یہاں پر بھی تمہیں سر بلانے پڑے گا نا۔۔“ داؤد نے منہ بسورتے ہوئے بتایا۔

اچھا جاؤ چائے بنا کر لاؤ اپنے اور میرے لیے۔۔“ دانش نے حکم دیا۔ ”

"اب ایسی بھی بات نہیں کہ حائنہ گیلانی میں کچھ خاص نہیں ہے میں نے تمہاری شکل دیکھی تھی۔ تم شاکڈ ہو گئے تھے جب تمہیں وہ کال آئی۔۔ “داؤد نے کچن میں جاتے ہوئے ہانک لگائی۔

دانش نے فائل بند کر کے جھلاتے “اچھا اگر اس میں کچھ خاص ہے تو میں کیا کروں۔۔؟؟ تعریفیں کروں کیا اسکی۔۔؟؟” ہوئے پوچھا۔ وہ حائنہ گیلانی نامہ سے تنگ آچکا تھا۔

ہاں تعریف بنتی تو ہے لیکن میں جانتا ہوں تم جیسا شخص اپنے علاوہ کسی اور کی تعریف نہیں کر سکتا۔۔ تعریف کرنا تو دور کی بات تم تو” “تعریف سن بھی نہیں سکتے اسکی۔۔

داؤد نے بھی جیسے اسے جلانے کا پورا انتظام کر رکھا تھا۔

داؤد اگر مجھے اب تمہاری آواز آئی نا تو میں نے تمہارا جبڑا توڑ دینا ہے۔۔“ دانش نے اسے وارن کیا۔۔ تو داؤد ” کے نکلتے دانت ایک دم اندر کو ہوئے۔۔ وہ اب بول نہیں سکتا تھا لیکن مسکرا ضرور رہا تھا۔۔ جبکہ دانش فائلوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

ویسے جن فائلوں اور کیس میں تم سر کھپا رہے ہو نا جائینہ گیلانی منٹوں میں انہیں حل کر سکتی ہے۔۔“ ابھی چند منٹ ” ہی گزرے تھے کہ داؤد کی آواز پھر سے ابھری۔۔

داؤد تم نا۔۔“ دانش کچھ کہتے کہتے رک گیا تھا۔۔ پھر وہ جھٹکے سے اٹھا اور اپنی فائلز اٹھا کر سٹڈی روم میں گھس گیا ” جبکہ داؤد سے اپنا قہقہہ ضبط نہیں ہوا تھا۔۔۔ اب وہ آرام سے بیٹھ کر ٹی وی پر میچ دیکھ سکتا تھا۔۔

رات کے بارہ بجنے والے تھے۔۔ وہ بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ اسکی آنکھیں سامنے کھلی ہوئی کھڑکی پر جمی تھیں۔۔ آج اس نے پکا تہیہ کیا ہوا تھا کہ وہ سوئے گی نہیں۔۔ بلکہ جان کر رہے گی کہ اسکے کمرے میں رات کو کون آتا ہے۔۔۔

انتظار مشکل تھا۔۔۔ وہ بیٹھی رہی۔۔ اور پھر بارہ بج گئے۔۔

مگر غیر معمولی طور پر نا تو آج کمرے میں خوشبو پھیلی تھی۔۔۔ اور نہ اسے نیند آئی تھی۔۔

انتظار اور مشکل ہوتا جا رہا تھا۔۔ لیکن کوئی نہ آیا۔۔ وہ جاگتی رہی۔۔ ساڑھے بارہ بج چکے تھے۔۔ مگر وہ خوشبو نا آئی جسکی وہ پچھلے پانچ سالوں سے عادی ہو چکی تھی۔۔

اب وہ پندرہ سال کی ہو چکی تھی۔۔ اب اس نے لوگوں کے درمیان رہنا سیکھ لیا تھا۔۔ اب وہ کچھ بھی غیر معمولی ہوتا یا ہونے والا ہوتا کسی کو نہیں بتاتی تھی۔۔

ہاں البتہ فرینڈ اب بھی کوئی ی نہیں تھا اسکا۔ بورڈنگ ہاؤس میں وہ آج بھی اکیلی ہی نظر آتی تھی۔

”کہاں ہو تم۔۔؟؟“ وہ ہلکہ سا بڑبڑائی ی۔ اور اسکے ساتھ ہی کھڑکی پر لٹکا سفید پردہ ہلا۔۔ موسم نے ایک دم کروٹ لی۔ بادلوں کی گرج چمک کی آواز اندر تک آنے لگی۔

بج چکا تھا۔۔ اب اسکی آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگی تھیں۔۔ پانچ منٹ بعد وہ سونے کیلیے لیٹ گئی ی تھی۔۔ اور اسکے ا لیٹتے ہی سب کچھ نارمل ہو گیا۔۔ اس نے شاید دھیان ہی نہیں دیا کہ بادلوں کے گرجنے کی آواز اب بند ہو چکی تھی۔۔

وہ نیند کی گہری وادی میں اتر گئی ی تھی جب اسکے بیڈ کے پاس رکھے صوفے پر وہ بیٹھا نظر آیا۔۔ انتہائی سنجیدہ تاثرات لیے وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔ شاید گھور رہا تھا۔

سیاہ لباس پہنے وہ انسان نظر آنے کے باوجود انسان نہیں لگ رہا تھا۔۔

”میرہ کیسی ہے نانو۔۔۔؟؟“ لندن سے زینیہ کا فون تھا۔

”ویسی ہی ہے، ریحان بھی کوشش کر رہا ہے مگر وہ لڑکی اپنی ذات سے باہر نہیں نکل رہی۔۔“ دادو نے تاسف سے بتایا۔

””ہمم۔۔۔ آپ لوگ ایسا کریں اسے میرے پاس بھیج دیں۔ یہاں آئے گی۔۔ دنیا گھومے گی تو ٹھیک ہو جائے گی۔۔“

”پاکستان سے انڈیا آکر بھی وہ ویسی ہی ہے۔۔ لندن جا کر اس میں کیا تبدیلی آئے گی بھلا۔۔ کاش مناظر بیٹا یہاں ہوتا تو ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔۔“ دادو بولیں تو انکی آواز میں رنج تھا۔

کوشش کر لینے میں کیا حرج ہے نانو۔۔ پانچ سال سے وہ ابنارمل لوگوں کی طرح زندگی گزار رہی ہے۔۔ ۲۳ سال کی ہونے والی ”“ ہے۔۔ اگر وہ ایسے ہی رہی تو کیا بنے گا اسکا۔۔

زینیہ کے لہجے میں خوف سا تھا۔

“ہاں مجھے یہ فکر بھی ہے کہ کہیں ریحان تنگ آ کر نا چلا جائے۔۔۔ ”

نہیں نانو۔۔ ریحان چھوڑ کر جانے والوں میں سے نہیں ہے۔۔ وہ نہیں جائے گا میں اسے اچھے سے جانتی ہوں۔۔“ زینیہ ” کے لہجے میں ایک مان سا تھا ریحان کیلیے۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو۔۔“ دادو نے دل سے کہا۔”

“ اچھا میری میرہ سے بات کروا دیں آپ۔۔ اسکا فون آف جا رہا تھا۔۔ ”

اللہ جانے یہ لڑکی کیا کرتی ہے۔۔ فون کا بھی ہوش نہیں ہوتا اسے۔۔“ دادو بڑبڑاتی اٹھیں اور صلہ کو آوازیں دینے لگی۔۔ تا کہ وہ ” فون میرہ کو دے آئے کیونکہ انکے لیے سیڑھیاں چڑھنا مشکل ہو جاتا تھا۔

وہ لان میں بیٹھی تھی زمین پر۔۔ کیاریوں میں موجود مٹی پر وہ جو کہ کچھ گیلی سی تھی کچھ لکھ رہی تھی۔۔

وہ اپنے کام میں اتنی مگن تھی کہ کسی کے آنے جانے کا ہوش نہیں تھا۔۔

ایم فار میرہ۔۔۔“ اچانک اسے اپنے عقب سے ریحان کی آواز سنائی دی۔ ”

ایم فار مناظر۔۔۔“ وہ پہلے تو چونکی پھر بنا اسکی طرف دیکھے جواب دیا۔”

ریحان کے چہرے پر پھیلی مسکراہٹ مدھم ہوئی۔

آرسے تم ریحان بھی لکھ سکتی ہو۔۔" وہ اپنی جگہ سے ہلا نہیں تھا۔۔ البتہ میرہ کی مٹی پر پھسلتی انگلیوں میں لرزش ہوئی۔ وہ کچھ " دیر ایسے ہی بیٹھی رہی پھر کچھ کہے بنا اٹھی اور واپسی کیلیے مڑی۔۔ لیکن اسے پتا نہیں تھا کہ اسکے پیچھے شاور پڑا ہوا تھا جس سے وہ پودوں کو پانی دیتی تھی۔۔ اسکا پاؤں شاور سے الجھا۔۔ اس سے پہلے کہ وہ دھڑام سے گرتی ریحان نے آگے بڑھ کر اسے تھاما۔

“کیا ہے۔۔؟؟ کتنی بار کہا ہے فاصلے پر رہا کریں۔۔”

بجائے اسکے کہ وہ ریحان کو شکریہ ادا کرتی۔۔ میرہ پھاڑ کھانے والے انداز میں اس سے الگ ہو کر بولی تھی۔

“اگر میں فاصلے پر رہتا تو تم نیچے پڑی ہوتی اس وقت۔۔”

ریحان نے انگلی سے زمین کی طرف اشارہ کیا۔

تو۔۔؟؟“ میرہ نے بے زاری سے کہا۔”

تو یہ کہ مجھے اچھا نہ لگتا کہ میرے ہوتے ہوئے میرہ زمین بوس ہو۔۔“ وہ اپنی مسکراہٹ چھپا کر کہہ رہا تھا۔”

اور مجھے بھی اچھا نہیں لگتا کہ آپ میرے قریب آئیں۔۔ دور رہا کریں۔۔ فاصلے پر۔۔“ میرہ نے سخت لہجے میں کہا۔ ”

یہ تمہاری بھول ہے کہ ریحان میرہ سے دور رہے گا۔۔ ہاں البتہ میرہ، ریحان کے قریب رہنا چاہے تو ریحان کو اچھا لگے گا۔۔“ وہ ” شرارت سے کہہ رہا تھا۔

اور میرہ اسے گھورتے ہوئے بنا جواب دیے ہاتھ دھونے چلی گئی تھی۔

زمین میں دراڑیں پڑی ہوئی تھیں۔۔۔ آس پاس کے گھر ملبے کی شکل اختیار کر گئے تھے۔۔ بہت ہی خطرناک زلزلہ آیا تھا۔۔ جسکا میگنیٹیوڈ 8 سے اوپر ریکارڈ کیا گیا تھا۔۔

بہت سے

Seismologist

اور پولیس والے وہاں موجود تھے۔۔ یہ ایک پہاڑی علاقہ تھا۔

Seismologist

پہاڑوں پر کھڑے زلزلے کے بارے میں معلومات لے رہے تھے۔

“یہاں کے باشندوں کو ہاسپٹل منتقل کر دیا گیا۔۔ پتا لگایا جا رہا ہے کہ اتنے خطرناک زلزلے کی وجہ کیا تھی۔۔”

داؤد بتا رہا تھا جبکہ دانش غور سے وہاں موجود ہر چیز کا جائی زہ لے رہا تھا۔

اچانک اسکی نظر سامنے پہاڑی پر کھڑی لڑکی پر پڑی۔۔

یہ یہاں کیا کر رہی ہے۔۔؟؟“ دانش نے غصے سے داؤد سے پوچھا۔ ”

واؤو۔۔ جائی نہ گیلانی۔۔ مس ونڈر۔۔ میں جانتا تھا کہ وہ یہاں ضرور آئے گی۔۔“ داؤد پرجوش سا جائی نہ کی طرف بڑھا جبکہ دانش دانت پیس کر رہ گیا تھا۔ ”

ہیلو مس ونڈر۔۔“ داؤد نے اسکے پاس جا کر کہا۔ ”

اووہائے۔۔ کیسے ہیں آپ۔۔؟؟ وہ مسکرائ ی۔

میں ٹھیک ہوں۔۔ اور میں جانتا تھا کہ آپ یہاں موجود ہونگی۔۔“ داؤد نے سرشار سے لہجے میں کہا۔ ”

اچھا۔۔ دیکھ لیں پھر۔۔ میں یہیں ہوں۔۔“ وہ پھر مسکرائ ی۔ ”

دونوں ہاتھوں کو اس نے ہمیشہ کی طرف جیبوں میں ڈالا ہوا تھا۔۔ دانش تیمور دور کھڑا دونوں کو دیکھ کر جل رہا تھا۔ اسے داؤد پر انتہا کا غصہ آ رہا تھا۔

تو کیا خیال ہے آپکا اس آفت کے بارے میں جو یہاں وقوع پذیر ہوئی ہے۔۔؟؟“ داؤد نے پوچھا۔ ”

وہی جاننے آئی ہوں۔۔ " حائنہ نے کہتے ہوئے ہاتھ پاکٹس سے نکالے اور ایک جگہ اچھی طرح سے چیک کر " کے وہاں گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔

اس جگہ میں پڑی دراڑ پر اس نے اپنے دونوں ہاتھ رکھے۔۔ اور آنکھیں بند کیں۔۔ وہ جانے کیا محسوس کرنا چاہتی تھی۔۔۔ یا کہیں پہنچنا چاہتی تھی۔۔

چند ہی سیکنڈز گزرے تھے کہ وہ ایک جھٹکے سے پیچھے ہوئی۔۔ اسکی آنکھوں میں خوف ابھرا۔۔

آر یو اوکے۔۔۔؟؟“ داؤد نے اسکی زرد پڑتی رنگت کو دیکھ کر اسکے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا۔ ”

ہاں۔۔ مم۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔“ حائنہ نے فٹافٹ اپنے ہاتھ واپس جیبوں میں ڈالے۔ ”

وہ کھڑی ہو گئی تھی۔۔ البتہ اسکے چہرے پر خوف نمایاں تھا۔۔

دانش تیمور اب سائی سمولوجسٹ کے پاس کھڑا ان سے بات کر رہا تھا۔۔

ابھی کچھ ہی پل گزرے تھے کہ اسے ایک اور جھٹکہ لگا۔۔ وہ پہاڑی سے نیچے کی طرف بھاگی۔۔ اسکے چہرے پر خوف واضح ہو چکا تھا۔۔

کہاں جا رہی ہیں آپ مس ونڈر۔۔؟؟ داؤد نے اسکے اس طرح بھاگنے پر حیرت سے پوچھا۔۔

شہر۔۔۔ وہ شہر۔۔ جلدی چلو۔۔“ وہ بس اتنا ہی کہہ پائی تھی۔۔ اور داؤد بنا کچھ سوچے سمجھے اسکے پیچھے بھاگا تھا۔ ”

آگئے تم ریحان۔۔۔؟؟“ریحان اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا جب اسے پیچھے سے آواز آئی۔۔”

جی تائی ماں۔۔ "ریحان نے مڑ کر جواب دیا۔ "

لیٹ ہوگئے ہو آج تو کافی۔۔“ تائی ماں کے لہجے میں پریشانی تھی۔ ”

جی بس۔۔سوری۔۔“ وہ نادم ہوا۔”

کوئی بات نہیں بیٹا۔۔ فریش ہو کر نیچے آ جاؤ میں اور تمہارے تایا کھانے پر انتظار کر رہے ہیں۔۔“ تائی ماں نے” مسکرا کر کہ اور نیچے کی طرف بڑھ گئی۔ جبکہ ریحان اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔

اندر آنے کے بعد اس نے کندھے پر لٹکا گٹار اتار کر صوفے پر رکھا اور خود دیوار میں لگے آئینے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔۔

کچھ دیر وہ اس آئینے کو گھورتا رہا۔۔ اچانک اسکے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ ابھری اور پھر آئینے کی طرف بڑھا۔۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ آئینے کے اندر کہیں غائب ہو گیا۔۔

وہ ایک سنسان سی جگہ پر کھڑا تھا۔۔ وہاں ایک پرانی سی سیاہ حویلی نظر نہیں آ رہی تھی جو رات کے اندر میں زیادہ خوفناک معلوم ہو رہی تھی۔۔ اسکے کے قدم خود باخود حویلی کی طرف بڑھے۔۔

بڑے سے صحن سے گزر کر وہ اندر داخل ہو گیا تھا۔۔

جھینگروں کے بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔

چلتے چلتے وہ ایک کمرے کے سامنے رکا تھا۔۔ جسکا دروازہ بند تھا۔۔ بند دروازے کے باہر کچھ لکھا تھا۔۔ وہ اسے دیکھنے لگا۔۔

آگئے تم۔۔۔؟؟ اتنی دیر کر دی۔۔ ایک خوفناک سی آواز دروازے کے اندر سے ابھری۔۔

اتنی دیر لگادی تم نے۔۔"کوئی جیسے بہت ہی غصے میں تھا۔۔ "

“معاف کردو۔۔ آج تھوڑا سا لیٹ ہو گیا۔۔”

“مجھے بچالو۔۔ مجھے یہاں سے باہر نکالو جان۔۔”

وہ خوفناک آواز اب خوبصورت نسوانی آواز میں ڈھل گئی تھی۔۔ وہ لڑکی جو اندر بہت ہی تکلیف میں تھی۔

ہاں۔۔ بہت جلد میں تمہیں باہر نکال لونگا۔۔“ وہ کہہ رہا تھا پھر اس نے اپنے کوٹ کی جیب سے کچھ نکالا۔ وہ ایک چھوٹا سا پیکٹ” تھا۔۔ وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھا اور پھر اس نے وہ پیکٹ کھولا۔۔ اندر ایک لڑکی کا بال تھا۔۔

وہ کچھ دیر اسے دیکھتا رہا۔۔ پتا نہیں وہ کس کشمکش میں تھا۔ اسکی نگاہوں کے سامنے کسی کا چہرہ ابھر رہا تھا۔

اچانک آواز پھر ابھری۔ “جلدی کرو جان۔۔۔”

ہاں کررہا ہوں۔۔“ وہ کسی ٹرانس کے زیر اثر بول رہا تھا۔”

اور پھر اس نے دوسری جیب سے لائٹر نکال کر اس بال کو آگ لگا دی۔۔۔ ایک سیکنڈ کے اندر آگ نے اس بال کو جلا دیا تھا۔۔

میرہ ہاتھ میں ٹرے اٹھائے دادو کے کمرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔ دادو نے اسے چاہے بنانے کا کہا تھا۔

ٹرے میں دو کپ چائے کے رکھے تھے۔۔ وہ پرسکون سی چائے لے کر لاؤنج سے گزرتی دادو کے کمرے کی طرف جا رہی تھی۔۔

اچانک اسے ایک جھٹکہ لگا اور ٹرے اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری۔۔ میرہ نے خوفزدہ نظروں سے اپنے ہاتھوں کو دیکھا جنکا رنگ سرخ پڑ چکا تھا۔۔

وحشت میرہ کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا۔۔ لیکن دھیرے دھیرے اسکے ہاتھوں میں تکلیف شروع ہوئی۔

جو اتنی زیادہ ہو گئی تھی جیسے اُسکے دونوں ہاتھوں کو جلتی بھٹی میں ٹھونس دیا گیا ہو۔۔ وہ درد اسکے ہاتھوں سے ہوتا اب اسکے پورے جسم مس سرائیت کر رہا تھا۔

میرہ نے کسی کو بلانا چاہا۔۔ مگر آواز اسکے گلے میں دم توڑ گئی۔۔ وہ چلا بھی نہ سکی۔

اور اُسکے بعد وہ ہوش و خرد سے بیگانہ لاؤنج کے کارپٹ پر ڈھیر ہوئی پڑی تھی۔

”کیا تم بتاؤ گی مجھے مس ونڈر کہ ہم شہر میں کیوں آئے ہیں۔۔؟؟“ داؤد نے ہانپتے ہوئے اپنے سامنے کھڑی حائنہ سے پوچھا جو بہت پریشان نظر آ رہی تھی۔ داؤد اسکے پیچھے دوڑتا ہوا آیا تھا اور اسی وجہ سے اسکا سانس پھولا ہوا تھا۔

”بتاؤ نا۔۔“ وہ آپ سے تم پر اتر آیا تھا۔ حائنہ نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔

”کیا کچھ عجیب ہونے والا ہے۔۔؟؟“ اسے خاموش دیکھ کر داؤد نے دوبارہ پوچھا۔

داؤد کے اس سوال پر حائنہ نے اپنی بند آنکھیں کھولیں۔

”کچھ عجیب نہیں بہت برا ہونے والا ہے داؤد۔۔“ اسکی آواز میں خوف واضح تھا۔

ہمیں کرنا چاہیے۔۔؟ داؤد نے اسکے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا۔

تین منٹ۔۔ ہمارے پاس بس تین منٹ ہیں۔۔ اسکے بعد یہاں سے وہ گزرے گی۔۔" وہ تیز تیز چلتے ہوئے بتا رہی تھی۔ "

مگر کون۔۔؟ کون گزرے گی۔۔؟؟ داؤد حیران تھا۔

"یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے۔۔ پلیز یہاں موجود لوگوں سے کہو کہ وہ یہاں سے جلد از جلد نکل جائیں۔۔۔"

لیکن میں انہیں ایسا کیا کہوں کہ وہ یہاں سے بھاگ جائیں۔۔؟؟ داؤد نے حیرانی سے پوچھا۔

"تم ایک پولیس والے ہو داؤد

Hont

تمہیں اتنا بھی نہیں پتا؟" جائنہ نے چڑ کر اسے دیکھا۔

اور اسکی بات سمجھتے ہوئے داؤد سامنے موجود مارکیٹ کی طرف بھاگا۔

"یہاں پر

Bomb

ہے۔۔ پلیز یہاں سے جلدی نکل جائیں۔۔"

وہ مارکیٹ میں اناؤنس کرچکا تھا۔۔ اور چند ہی سیکنڈز کے اندر پوری مارکیٹ میں ایک بھونچال آگیا تھا۔

لوگ پاگلوں کی طرح بھاگ رہے تھے، ایک وہ تھی جو سڑک کے درمیان میں کھڑی تھی، آنکھیں بند کیے، کسی کو موجودگی کو محسوس کرنا چاہتی تھی۔

مگر شاید اسکی چھٹی حس کہیں کھو سی گئی تھی وہ چاہنے کے باوجود کچھ محسوس نہیں کر پا رہی تھی۔

ایک ہی منٹ گزرا ہو گا جب ایک خوفناک آواز کے ساتھ زمین لرزی سڑک درمیان سے پھٹنا شروع ہوئی۔۔ ہر طرف لوگوں کی چیخ وپکار سنائی دے رہی تھی لوگ اپنی جان بچانے کیلئے بھاگ رہے تھے۔ داؤد کی نظر اچانک اُس پر پڑی تھی۔

سڑک درمیان سے پھٹ کر رہی تھی۔۔ جسے کپڑے کو کینچی سے کاٹا جاتا ہے۔۔

کوئی چیز تیز رفتاری کے ساتھ اسکی طرف بڑھ رہ تھی۔

وہ اپنی جگہ پر کھڑی رہی جیسے جم گئی ہو۔

جب سڑک میں پڑنے والی وہ دراڑ اس سے ایک فٹ کے فاصلے پر پہنچی۔

حائنہ گیلانی نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔ اسکی آنکھوں میں ایک عجیب سا تاثر تھی۔ اسکی نظریں نیچے زمین پر جمی تھیں۔۔

حیرت انگیز طور پر سڑک میں پڑنے والی وہ دراڑ اسی جگہ پر رک گئی۔ زمین کے نیچے جیسے کوئی چیز زور لگا رہی تھی آگے بڑھنے کیلئے۔

مگر وہ سامنے کھڑی تھی اور پھر ایک خوفناک آواز کے ساتھ خاموشی چھا گئی۔ گہری خاموشی۔۔۔ زمین ہلنا بند ہو گئی۔۔

لوگوں کی ابھرتی چیخوں میں ایک دم کمی آئی۔

شام کے اس اندھیرے میں جو اب رات کا رخ دھار گیا تھا۔۔

وہاں اس وقت جو بھی ہوا تھا وہ داؤد نے دیکھا تھا۔۔ صرف داؤد نے۔۔

وہ حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ جو بت بنی سڑک کے درمیان کھڑی تھی۔۔

زمین کے نیچے جو کچھ بھی تھا وہ واپس جا چکا تھا۔۔

حائنہ گیلانی کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا۔۔ اس سے پہلے داؤد کچھ سمجھتا وہ بے ہوش ہو کر نیچے گر چکی تھی تھی۔

حویلی کے سارے افراد اس وقت میرہ کے کمرے کے باہر کھڑے تھے ڈاکٹر اُسکا چیک اپ کر رہا تھا۔

یہ شاید کسی ڈپریشن کا شکار ہیں، گرم گرم چائے گرنے کے باعث شاید انکے ہاتھ جل گئے ہیں لیکن پریشانی کی ” “کوئی بات نہیں یہ بہت جلد ٹھیک ہو جائیں گی سیٹھ صاحب۔۔

ڈاکٹر نے میرہ کے چیک اپ اور اسکے ہاتھوں پر مرہم لگانے کے بعد سیٹھ سرمد (میرہ کے چچا) سے کہا۔

شکریہ ڈاکٹر صاحب آئیے میں آپکو باہر تک چھوڑ دیتا ہوں۔۔" سرمد چاچو کہتے ہوئے ڈاکٹر کے ساتھ باہر چلے " گئے۔

اللہ جانے میری بچی کو کس کی نظر لگ گئی ہے جو یہاں اتنی دور آکر بھی نہیں اتر رہی۔۔" دادو نم لہجے میں کہتے ” ہوئے میرہ کے پاس بیٹھ گئیں۔

یہ نظر آج تھوڑی لگی ہے دادو یہ تو پانچ سال پہلے ہی لگ گئی تھی۔"صلہ نے تاسف سے جواب دیا۔ دادو نے افسوس " سے میرہ کو دیکھا اور پھر تسبیح پر کچھ پڑھ کر اس پر پھونکنے لگ گئیں۔

صلہ کہہ کر رکی نہیں تھی وہ کمرے سے باہر نکل آئی تھی۔ اب اسکا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا ایک ہی شخص تھا جسکو وہ سب بتا دیتی تھی۔ سب کچھ۔۔

اور وہ تھا ریحان۔۔۔

حائی نہ کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپکو ایک اجنبی جگہ پر پایا، وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔

"مجھے لگا کہ تمہیں ہاسپٹل نہیں لے جانا چاہیے۔۔ اور شاید تم یہ پسند بھی نہ کرو۔۔ اس لیے میں تمہیں یہاں لے آیا۔"

میرہ نے مڑ کر دیکھا تو دروازے میں داؤد کھڑا مسکرا رہا تھا۔

"یہ کونسی جگہ ہے۔۔؟؟" حائی نہ نے بیڈ سے اترتے ہوئے پوچھا۔

"یہ میرا اپارٹمنٹ ہے۔۔ فکر نہ کرو۔۔" وہ خوشدلی سے مسکرایا۔۔

"اور یہ میرا کمرہ ہے، داؤد کو تو عادت ہے اجنبیوں کو اٹھا کر گھر میں لانے کی اور پھر انہیں میرے کمرے میں گیسٹ کے طور پر رکھنے کی۔۔" داؤد کے پیچھے ہی دانش اندر داخل ہوا اسکے لہجے میں ہمیشہ کی طرح غصہ اور جھلاہٹ تھی۔

"وہ اس لیے کہ میرا کمرہ بہت گندا ہوتا ہے اور وہ کسی مہمان کے لائق ہرگز نہیں۔۔۔" داؤد نے دانش کی بات کا جواب دیا۔ جبکہ حائی نہ ہونقوں کی طرح دونوں کی نوک جھونک سن رہی تھی۔

"مجھے جانا چاہیے۔" وہ ایک دم جانے کیلیے اٹھی۔۔

"ارے تم کہاں جارہی ہو۔۔ مس ونڈر۔۔؟؟" داؤد نے حیرت سے پوچھا جبکہ دانش اپنے سر وارڈروب میں گھسائے بری طرح سے کچھ ڈھونڈنے میں مگن تھا۔

"اپنے گھر۔۔۔" حائی نہ نے دو لفظی جواب دیا۔ اسے دو لڑکوں کے اپارٹمنٹ میں اس وقت بہت ہی گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

"آپ پریشان نہ ہوں۔۔ میری سسٹر آتی ہی ہوگی بس۔"

ایکچوئی لی وہ اپنا روم لاکڈ رکھتی ہے اس لیے مجھے آپکو اس روم میں لانا پڑا اگر وہ یہاں پر ہوتی اسکا روم لاکڈ نا ہوتا تو آپ ضرور اس وقت اسکے کمرے میں ہوتیں میں معذرت چاہتا ہوں اس سب کیلیے۔۔“ داؤ د نے انتہائی شائی ستہ انداز میں کہا۔ میجر دانش نے کبرڈ سے منہ نکال کر اسے حیرت سے دیکھا۔

اٹس اوکے مسٹر داؤ د۔۔ اینڈ تھینکس کے آپ مجھے ہاسپٹل نہیں لے گ ئی ے۔۔"وہ زبردستی مسکرائی ی۔ "

مجھے آج کی کہانی جاننی ہے۔۔ تم نے وہ سب کیسے کیا۔۔؟؟“ داؤ د ابھی تک حیران تھا۔ جبکہ آفیسر دانش تو داؤ د کی بات ” پر یقین نہیں کر رہا تھا۔۔

میں خود کچھ نہیں جانتی۔۔ میں اس وقت گھر جانا چاہتی ہوں۔۔“ حائنہ نے بے تاثر سے لہجے میں کہا۔ داؤ د نے اسکی کیفیت ” سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔

اور یوں مس ونڈر خاموشی سے انکے اپارٹمنٹ سے چلی گ ئی ی۔

اب یہ خوفناک منہ الماری سے باہر نکال لو۔۔ جا چکی ہے وہ۔۔“ داؤ د نے جلے ہوئے انداز میں دانش سے کہا اور کمرے سے” باہر نکل گیا۔

آج پھر صرف دانش کے رویے کی وجہ سے وہ مس ونڈر کو جان نہیں پایا تھا۔۔ جو کچھ بھی آج ہوا وہ اسکے لیے ایک ناقابل یقین حقیقت تھی۔

مگر نا جانے اب اسکا سامنا مس ونڈر

(wonder)

سے کب ہونا تھا۔

یہ کیسے ہوا۔۔؟؟"ریحان نے میرہ کے ہاتھوں کی طرف دیکھتے ہوئی ے صلہ سے پوچھا۔ "

"پتانہیں ریحان بھائی ی جب میں نے دیکھا تو میرہ لاؤنج میں بے ہوش پڑی تھی اور اسکے ہاتھ جلے ہوئی ے تھے۔۔"

"کیایہ لڑکی بے قوف ہے کوئی ی اس طرح کیسے کر سکتا ہے؟ کوئی ی خود کو اتنا نقصان کیسے پہنچاسکتاہے۔۔؟؟"

ریحان کوانتہاکاغصہ آیاہواتھا۔ وہ مزیدوہاں نہیں رک سکتاتھا۔

بےوقوف لڑکی۔۔۔"وہ کہتے ہوئی ے میرہ کے کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔ "

ریحان بھائی ی۔۔ "صلہ اسے پکارتے ہوئے اسکے پیچھے بھاگی۔ "

جی۔۔"وہ رکا۔"

"آپ جارہے ہیں۔۔۔؟؟:

ہاں مجھے کچھ کام ہے کچھ دیر تک آتاہوں ویسے بھی میں میرہ کواس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔"اچانک ریحان کی آواز میں نمی سی گھلی، وہ صلہ کاجواب سنے بغیر آگے بڑھ گیاتھا۔

تمہیں پتاہے میرہ لندن بہت خوبصورت ہے۔۔۔" زینیہ موبائل پر میرہ سے کہہ رہی تھی۔"

پتانہیں آپی۔۔میرے لیے توخوبصورتی کہیں کھوسی گ ئی ی ہے۔۔" میرہ نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔"

"خوبصورتی پھر سے اجاگر ہوجائی ے گی جب تم یہاں آؤ گی۔"

کوشش کروں گی۔۔۔"میرہ نے برنال اپنے دائی یں ہاتھ پر ،جو جل گیا تھا،لگاتے ہوئی ے جواب دیا۔ "

کوشش نہیں تم آرہی ہواگلے ہفتے صلہ کے ساتھ، اب مجھے کچھ نہیں سننا۔"زینیہ آپی نے اپنا آخری فیصلہ سنایا۔ "

اور میرہ خاموش ہو کر رہ گئی تھی وہ کیا جواب دیتی۔؟

وہ تو کسی کو یہ تک نہ بتا پائی تھی کہ اسکے ہاتھ چائے سے نہیں جلے۔ کیسے جلے وہ تو یہ خود نہیں جانتی تھی۔؟

اور سنائیں آپی کاشان بھائی کیسے ہیں۔۔؟؟" میرہ نے سر جھٹک کر آنکھوں میں آئی نمی کو پیچھے کھینچا۔ "

اور پھر کچھ دیر بعد وہ اپنے ذہن سے یہ بات نکالنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔

میرہ اپنے کمرے میں پیکنگ کر رہی تھی۔ اسکا دل کسی بھی قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ وہ صلہ کے ساتھ ہی انگلینڈ جا رہی تھی۔۔

میرہ! کدھر ہو۔۔۔؟" صلہ پکارتی ہوئی اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔ "

تم نے پیکنگ کر لی۔۔؟؟" وہ حیرانی سے پوچھ رہی تھی۔ "

ہاں کر لی۔" میرہ نے اسے بنا دیکھے جواب دیا۔"

ویسے میرہ میں سوچ رہی تھی کہ اتنے دن ہو گئے ہیں ریحان بھائی نہیں آئے حویلی میں۔۔؟؟" صلہ کے دماغ " میں جو بات چل رہی تھی اس نے میرہ سے کہہ دی۔

مجھے کیا پتا۔۔" میرہ نے کہا۔ "

یہ پھول انہوں نے بھیجے ہیں تمہارے لئے۔۔" صلہ نے کمر کے پیچھے کیا ہوا ہاتھ اسکے سامنے کیا۔"

خوبصورت گلاب اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ اسکے سامنے تھے۔۔

رکھ دو انہیں۔۔" میرہ نے ان پھولوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ اور صلہ نے وہ پھول اسکے ڈریسنگ پر رکھے گلدان میں وہ پھول ڈال دیئے۔ "

کچھ دیر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد وہاں سے چلی گئی۔۔ جبکہ میرہ نے سکھ کا سانس لیا۔

اچھی بات ہے جو وہ چپکو نہیں آتا۔۔ مجھے کوفت ہوتی تھی۔۔ "وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہی تھی۔"

ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی وہ کالج کا بیگ پہنے اور اوپر برساتی پہنے تیز تیز قدم اٹھا رہی تھی۔

وہ ٹین ایج تھی مگر اسکا دماغ ٹین ایج سے باہر نکل آیا تھا۔

اچانک ایک بہت ہی بھلی خوشبو اسکے ارد گرد لپٹی۔

وہ چونک کر رکی ادھر ادھر دیکھا مگر اسے وہاں کوئی نظر نہیں آیا۔

“اور اسکی خوشبو میرے ساتھ سفر کرتی ہے۔۔”

وہ بڑبڑائی۔

ہنی“کسی نے اسے پکارہ۔۔ وہی دھیما لہجہ۔”

وہ جھٹکے سے پلٹی، بارش نے رفتار پکڑی، اور دور کہیں دھند میں لپٹا، وہ کھڑا تھا۔

جانے کون تھا؟ جو بچپن سے اسکے ساتھ تھا ہمیشہ فاصلے پر رہا آج وہ اس پہلی بار نظر آیا تھا۔ مگر کچھ اس طرح سے کہ واضح نہیں تھا۔

ایک لمبا سا سیاہ کوٹ پہنے جس سے اسکا چہرہ چھپا تھا۔ وہ دور کھڑا تھا۔

ہنی کا دل زور سے دھڑکا تھا۔ اس نے اپنے قدم دور کھڑے شخص کی طرف بڑھائے۔۔ مگر جتنا وہ اسکے قریب جا رہی تھی اتنا وہ دور ہو رہا تھا۔۔

کون ہو تم۔۔۔؟؟" وہ برستی بارش میں چلائی۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی اسکی آنکھ کھل گئی۔ وہ منظر جب وہ پہلی بار " اسکے سامنے آیا تھا۔ وہ بھول نہیں پاتی تھی۔

وہ بیڈ سے نیچے اتری۔ اسکے کمرے کی کھڑکی کھلی تھی۔

اسکے آگے بڑھ کر کھڑکی بند کی لندن میں سردی بڑھتی جارہی تھی۔

اچانک اسکی نظر کھڑکی بند کرتے ہوئے نیچے روڈ پر پڑی۔

وہاں اسے کچھ پولیس والے دکھائی دیئے تھے۔ اور پھر ایک ہی پل کے اندر وہ سارا معاملہ سمجھ گئی تھی۔

میرہ گہری نیند میں تھی کافی دنوں بعد وہ پرسکون نیند سوپائی تھی۔

اچانک ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا گلدان ہلنا شروع ہوا۔ ہلتے ہلتے وہ نیچے گرا اور اس میں سے ایک سایہ سا نکلا۔ گلدان گر کر ٹوٹنے کی آواز پر میرہ جھٹکے سے اٹھی۔۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی۔۔

زیرو بلب کی روشنی میں اسے اپنے کمرے میں ایک بڑا سا سایہ نظر آیا تھا۔

جو دھیرے دھیرے اُسکی طرف بڑھ رہا تھا۔

اس کالے سائے کو دیکھ کر میرہ کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ وہ چلانا چاہتی تھی لیکن چیخ اسکے گلے میں ہی اٹک گئی تھی۔۔

اس سے پہلے کہ وہ سایہ میرہ کی گردن کو دبوچتا۔۔ ایک جھٹکے سے میرہ کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اسکا پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا۔ وہ سایہ ایک پل میں ہی غائب ہو گیا۔

کیا ہوا میرہ تم ٹھیک ہو۔۔؟" دروازے پر میرہ کی چچی کھڑی تھیں۔ اس نے میرہ کے چہرے پر خوف اور اسے اس طرح بیٹھے دیکھا تو" پوچھا۔

جج۔۔جی۔۔ چچی میں ٹھیک ہوں۔ وہ بس پیاس لگی تھی پانی پینے کیلیے اٹھی تھی۔ "میرہ نے انہیں یقین دلانا چاہا وہ خود پر قابو پانے کی" کوشش کر رہی تھی۔ البتہ خوف کے آثار اسکے چہرے سے چھلک رہے تھے۔

"اچھا مجھے تمہارے چاچو نے یہاں بھیجا ہے وہ کہہ رہے تھے کہ میں تمہیں دیکھ کر آؤں کہ تم سو بھی رہی ہو یا نہیں۔۔؟؟"

جی۔ میں سو رہی تھی بس پانی پینے کیلیے اٹھی تھی۔ "میرہ نے وہی جواب دہرایا۔"

اووہ یہ گلدان کیسے گرا۔۔؟ "چچی نے ڈریسنگ ٹیبل کے پاس پڑے گلدان کو دیکھ کر پوچھا۔۔"

"پتا نہیں۔ شاید ہوا چلنے کے باعث گر گیا ہو۔۔"

میرہ نے جگ سے گلاس میں پانی ڈالتے ہوئے کہا۔۔ اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ وہ ابھی تک خوف کے زیر اثر تھی۔

لیکن تمہارے کمرے کی کھڑکی تو بند ہے پھر ہوا کہاں سے آگئی ی۔؟؟ چچی نے جیسے تفتیش کی۔ "

شاید کنارے پر رکھا ہو اور گر خود ہی گر گیا ہو۔۔ "میرہ نے انہیں مطمئن کرنے کی کوشش کی۔"

اچھا چلو کوئی ی بات نہیں۔ میں صبح یہ صاف کروادوں گی۔ تم ذرا دھیان سے کانچ مت لگوا لینا۔" وہ فکر مندی سے " کہہ رہی تھیں۔

"میرہ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا۔۔۔؟؟"

میرہ کو متوجہ نہ پا کر چچی نے دوبارہ پوچھا۔

ہاں جی میں ٹھیک ہوں آپ بے فکر ہو کر جائیں۔ اور جا کر سو جائیں۔ "میرہ زبردستی مسکرائی ی۔ "

ٹھیک ہے بیٹا۔ اپنا خیال رکھنا۔۔ "چچی نے اسکا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا اور کمرے کا دروازہ بند کر کے چلی گئی یں۔"

انکے جاتے ہی میرہ کا دل پھر کسی قید پرندے کی طرح پھڑ پھڑانے لگ گیا تھا۔ اس نے بیڈ پر لیٹ کر منہ کمبل کے اندر چھپایا۔ اور جتنی دعائیں بھی آتی تھیں انہیں پڑھنا شروع کیا اب وہ سو نہیں سکتی تھی۔ باقی کی رات ایسے ہی ڈر ڈر کے گزرنی تھی۔

ڈرائی نگ روم میں رکھے فون کی گھنٹی کب سے بج رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے فون کرنے والے کو انتہائی ضروری کام تھا۔

ہیلو۔۔۔"وہ اپنے کمرے سے باہر نکلا اور سوئی سوئی سی آواز میں کہا۔ "

کیا میں پوچھ سکتی ہوں آفیسر دانش تیمور کہ میرے گھر کے باہر پہرہ کس خوشی میں لگایا گیا ہے۔۔؟؟" انتہائی سرد لہجے میں پوچھا گیا۔"

دانش کو جو نیند آئی تھی فوراً سے اڑن چھو ہوئی۔ دوسری طرف حائنہ گیلانی تھی۔ جو کافی غصے میں لگ رہی تھی۔ دانش حیران رہ گیا تھا۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی جان لے گی کہ اسکے گھر کے باہر کیا ہو رہا ہے۔

میں کچھ پوچھ رہی ہوں مسٹر دانش۔۔"اُسکے جواب نہ دینے پر حنہ نے دانت پیس کر کہا۔"

میں اپنی ڈیوٹی کر رہا ہوں میڈم۔ آپ شک کے دائرے میں ہیں اس لیے ایس کیا جا رہا ہے۔" دانش نے سنجیدگی سے جواب دیا۔"

کیسا شک۔۔؟؟" حائنہ کو حیرت ہوئی۔ "

بتا دیا جائے گا آپکو۔۔"وہ کہہ کر فون رکھنے لگا تھا۔"

میں آپکے خلاف کمپلین کرونگی۔ آپ بلاوجہ مجھے انڈر اسٹیمیٹ نہیں کر سکتے۔۔"اسکی بات سن کر دانش کا ہاتھ رکا۔"

سیریسلی۔۔۔؟؟" وہ حیران ہوا۔"

یس آف کورس۔۔ یاتو آپ مجھے بتائیں کہ یہ کیاہورہاہے؟ آپ یہ سب کیا کررہے ہیں یاپھر۔۔۔" وہ بات ادھوری چھوڑ گئی " تھی۔

آپکو جو کرنا ہے کریں۔۔ سویٹ ڈریمز۔۔" وہ طنز کرتا فون رکھ چکا تھا۔"

اور مجھے آج کل تم شک کے دائرے میں لگ رہے ہو دانش تیمور۔۔" اسکے عقب سے داؤد کی آواز ابھری۔ وہ ایک " جھٹکے سے پلٹا۔

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔؟؟" دانش نے ابرو اچکا کر پوچھا۔"

مطلب تو مجھے سب سمجھ آرہاہے۔۔ تم ٹھیک جارہے ہو لیکن بس طریقہ غلط ہے۔۔" داؤد نے صوفے پر لیٹتے ہوئے جواب " دیا۔

"سیدھی بات کیاکرو داؤد الٹی سیدھی بکواس مت کرو۔۔"

کل تک جو لڑکی پسند نہیں تھی آج اسکے گھر کے باہر پہرہ بھی لگوادیا۔ کمال ہے۔۔" داؤد نے ٹیبل پر رکھی پلیٹ سے سیب " اٹھا کر کھاتے ہوئے آرام سے کہالیکن اسکا لہجہ بالکل بھی سادہ نہیں تھا۔ کچھ تھا جو دانش کو چونکا گیا تھا

شٹ اپ۔۔ مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں اس میں سمجھ آئی ی۔۔" دانش تو سلگ ہی گیا تھا۔ "

وہی تو میں سوچ رہاہوں کہ جب کوئی ی دلچسپی نہیں تو پھر یہ سب کیا ہے۔۔؟؟: داؤد نے سوچنے والے انداز میں کہا۔"

"کچھ بھی نہیں ہے میں صرف اس لڑکی کی اصلیت جاننا چاہتاہوں۔۔"

اور تمہیں کیالگا تھا کہ اُسے پتانہیں چلے گا۔ وہ لڑکی جو چیزوں کو چھو کر یہ بتادے کہ کیا ہوا تھا اور کیا ہونے والا ہے؟ تم اسکے گھر کے " گرد پہرہ لگواؤ گے اور اسے پتا نہیں چلا گا۔ جوک ہوگیا یہ تو۔۔" داؤد نے حظ لیتے ہوئے کہا۔ اسکا لہجہ دانش کا مذاق اڑا رہا تھا۔

"ویسے۔۔ کس اصلیت کی بات کر رہے ہو تم۔۔؟؟"

وہ اب دانش کی طرف متوجہ ہوا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

یہی کہ وہ کالا جادو سیکھ رہی ہے تبھی یہ سب کرتی ہے۔۔"دانش نے پریقین لہجے میں جواب دیا۔"

ہاہاہا۔۔ مطلب تم مان گئے کہ اسکے پاس کچھ تو خاص ہے۔"داؤد بھی کم نہیں تھا۔ وہ اسے زچ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ " سے جانے نہیں دیتا تھا۔

دانش اسے بس خاموشی سے گھورتا رہا۔۔

بتاؤ نا۔۔ انٹرسٹ ہو رہا ہے نا اس میں۔۔؟؟"داؤد نے ایک آنکھ بند کرکے خباثت سے پوچھا:

شٹ اپ داؤد۔۔۔"دانش غصے سے کہتا اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ "

"دل وہ لگانے لگے ذرا ذرا۔۔۔"

"پاس وہ جانے لگے ذرا ذرا"

داؤد نے کسی انڈین گانے کا بیڑہ غرق کرتے ہوئے اسے چھیڑا تھا۔۔

تم ذرا صبح پولیس اسٹیشن چلو پھر دل لگاؤں گا تمہارا۔۔"دانش نے جلتے ہوئے دھمکی دی اور کھٹ سے اپنے کمرے کا " دروازہ بند کیا۔

لاحولہ ولا قوۃ۔۔ اب بندہ مذاق بھی نہیں کر سکتا۔"داؤد کے نکلتے دانتوں کو فوراً بریک لگی تھی۔۔ وہ دانش کے دل لگانے : کو اچھی طرح جانتا تھا۔۔ اسی لیے بڑبڑاتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

--

کیسے ہو ریحان۔۔؟؟"ذینیہ آپی نے پیار سے پوچھا۔"

میں بالکل ٹھیک آپ سنائیں۔۔"ریحان نے خوش دلی سے پوچھا۔ "

"میں بھی ٹھیک ہوں لیکن میں نے سنا ہے کہ تم کافی دنوں سے حویلی نہیں گئے۔۔؟؟ خیریت تو ہے نا؟؟"

"جی خیریت ہی ہے بس۔۔"

کیا بس ریحان تھک چکے ہو کیا۔۔؟؟"ذینیہ آپی پھیکا سا مسکرائی ی۔"

نہیں۔۔بالکل بھی نہیں۔ لیکن آپ جانتی ہیں کہ میں اُسے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔۔ آپ جانتی ہیں وہ اتنی بے وقوف ہے کہ " ہاتھ جلا لیے اپنے۔۔"ریحان کو غصہ تھا اس بات پر اسی وجہ سے وہ چار پانچ دنوں سے حویلی نہیں گیا تھا۔

تو اُسکی بے وقوفی کو ختم کرو نا اگر اسکو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے تو اسے اس حالت میں پہنچنے ہی نہ دو نا۔۔ پاس رہا کرو اسکے۔۔ تم" "سے بہت سی توقعات ہیں ریحان۔۔

کہتے کہتے آخر میں ذینیہ آپی کا لہجہ نم ہو گیا تھا۔

میں جانتا ہوں آپ فکر مت کریں دوبارہ ایسا نہیں ہو گا۔۔"وہ مسکرایا۔"

" تمہیں پتا ہے نا وہ لندن آ رہی ہے میرے پاس۔۔ وہ اور صلہ دونوں۔۔:

کیا واقعی۔۔۔؟؟"ذینیہ آپی کی بات پر ریحان کو حیرت کا جھٹکہ لگا۔"

جی بالکل۔ بہت تھوڑا وقت ہے تمہارے پاس۔ جو کر سکتے ہو جلدی کر لو۔۔"ذینیہ آپی کہہ کر فون بند کر چکی تھیں جبکہ ریحان سوچ" میں پڑھ چکا تھا۔

کیسی ہیں آپ مس حائنہ گیلانی؟ اینڈ سوری دانش جو بھی کیا اسے ایس نہیں کرنا چاہیے تھا۔ "داؤ د نے اپنے سامنے بیٹھی حائنہ " سے معذرت کی۔

اٹس اوکے۔۔ "وہ مسکرائی ی۔ "

آپ یہ بتائیں کہ مجھے یہاں کیوں بلایا ہے۔۔ ؟؟

حائنہ نے سوال کیا۔

مجھے سب جاننا ہے۔۔ وہ زلزلہ۔۔ وہ شہر کی سڑک کا پھٹنا۔۔ پھر اچانک رکنا۔۔ وہ سب کیا تھا۔۔ ؟"داؤ د کی سوئی وہیں اٹکی " تھی۔

کیا جاننا اتنا ضروری ہے۔۔ ؟؟

جی بالکل۔ تبھی تو ادھر بلایا ہے آپکو۔ "داؤ د نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "

"پوچھیں آپ۔ جتنا مجھ سے ہو سکا میں آپکو بتاؤ ں گی۔ "

" آپکو یاد ہے جب ہم پہاڑی پر کھڑے تھے اور آپ نے چٹان میں پڑی دراڑ پر ہاتھ رکھ کر کچھ محسوس کیا تھا۔۔ کیا تھا وہ۔۔ ؟؟"

"ہمم۔۔۔ دراصل میں نے یہ جاننے کی کوشش کی تھی کہ جو زلزلہ آیا تھا اسکی وجہ کیا تھی۔۔ ؟؟"

اور کیا وجہ تھی اسکی۔۔ ؟؟"داؤ د نے بات کاٹی۔ اسکے چہرے پر تجسس پھیلا تھا۔ "

"میں خود اُسکے بارے میں نہیں جانتی مگر اسکی وجہ کسی آتش فشاں کا پھٹنا نہیں تھا۔۔ بلکہ۔۔ "

بلکہ۔۔ ؟؟داؤ د نے دلچسپی سے پوچھا۔

کچھ تھا زمین کے نیچے کوئی بہت بڑی مخلوق۔۔ جو اس علاقہ سے گزری تھی جسکی وجہ سے وہاں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔۔"

اور وہ کیا مخلوق تھی۔۔۔؟؟ داؤد کو حیرت ہوئی۔

سب کچھ یہاں نہیں بتا سکتی۔۔" وہ دونوں ریسٹورینٹ میں بیٹھے تھے۔۔ اتنا کہنے کے بعد وہ اٹھی اور ریسٹورینٹ سے باہر نکل گئی۔ داؤد اسکے پیچھے لپکا۔

کیا وہ کچھ ایلین ٹائپ تھا۔۔؟؟" داؤد نے خود ہی پوچھ لیا۔۔ "

" ہو سکتا ہے۔ لیکن میں اسے جان نہیں پائی۔۔"

"واؤؤؤ۔۔ کوئی اس بات پر یقین نہیں کرے گا۔"

داؤد کافی پرجوش تھا۔

اور آپ۔۔؟؟" حائنہ نے رک کر پوچھا۔ ہمیشہ کی طرح اسکے ہاتھ آج بھی لمبے کوٹ کی جیبوں میں قید تھے۔"

مجھے یقین ہے مس ونڈر۔۔ تبھی آپ سے سنتا ہوں۔ اگر مجھے یقین نہ ہوتا تو میں کبھی نہ آتا آپکے پاس یہ سب جاننے کیلیے۔" داؤد نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔

"مجھے چلنا چاہیے۔ کچھ دیر بعد برف باری شروع ہو جائے گی اور میں اس سے پہلے گھر جانا چاہتی ہوں۔۔"

حائنہ نے سیاہ ہوتے آسمان کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

"شیور۔۔۔"

داؤد نے گلے میں لٹکے ہیڈ فونز کو دوبارہ کانوں پر لگایا۔۔ اسے اس لڑکی سے مل کر ہمیشہ ہی اچھا لگتا تھا۔

عجیب و غریب سی، کچھ بھٹکتی ہوئی،

ہمیشہ کسی تلاش میں، کسی کھوج میں رہتی تھی۔ مس ونڈر۔۔

وہ وہیں کھڑا رہا جب تک وہ تیز ہوتی دھند میں کہیں غائب نہیں ہو گئی تھی۔۔۔!!!

میرہ۔۔ میرہ۔۔ کہاں ہو تم۔۔" صلہ کسی آندھی طوفان کی طرح اسکے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔"

"کیا ہو گیا ہے صلہ ایسا کیوں چلا رہی ہو۔۔؟"

میرہ نے جھنجھلا کر پوچھا۔

ابھی کچھ ہوا نہیں ہے لیکن بہت اچھا ہونے جا رہا ہے۔۔" صلہ بہت خوش نظر آ رہی تھی۔"

"مجھے بھی بتاؤ آخر کیا اچھا ہونے جا رہا ہے۔۔"

میرہ نے

The Art of War

بائے

Sun Tzu

کی کتاب کو سائیڈ پر رکھتے ہوئے پوچھا جسے وہ پڑھ رہی تھی۔

"ریحان بھائی کے تایا ابو تائی امی اور انکی بیٹی۔۔ وہ سب آئے ہیں۔۔"

اچھا مگر کیوں۔۔۔؟؟" (ریحان کے تایا۔۔ میرہ کے چاچو سرمد کے کافی اچھے دوست تھے اور دونوں کے گھروں میں کافی آنا جانا تھا)"

"وہ اس لیے کہ ریحان بھائی ی چاہتا کہ تمہارے لندن جانے سے پہلے انکی اور تمہاری منگنی ہو جائے۔۔" صلہ نے اسکے گلے میں بازو ڈالتے ہوئے گویا دھماکہ کیا۔

"وہ نہیں چاہتے کہ تم ان سے منسوب ہوئے بنا ہی چلی جاؤ۔۔ اور پھر وہاں جا کر۔۔" صلہ اور بھی کچھ کہہ رہی تھی جبکہ مِیرہ کے دماغ میں تو جیسے دھماکے ہو رہے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ ریحان اس میں انٹرسٹڈ تھا۔ لیکن وہ یہ سب کرے گا اسے اندازہ نہیں تھا۔

وہ اپنی نوٹ بک پر جھکی ہوم ورک کر رہی تھی۔۔ باہر موسم صاف تھا۔۔ خلاف معمول اسکا موڈ بھی اچھا تھا۔

"ہنی۔۔" اچانک سرگوشی ہوئی۔ اور اسے ایک جھٹکہ لگا۔ اس نے گردن موڑ کر کھڑکی کی طرف دیکھا جسکا پردہ ہل رہا تھا۔ وہ اپنی کرسی سے اٹھی اور بالکونی کی طرف بڑھی۔ باہر موسم ایک دم ہی ابر آلود ہو گیا تھا۔۔ سیاہ بادل جانے کہاں سے آ گئے تھے۔ ٹھنڈی ہوا نے اسکے چہرے کو چھوا۔

"ہنی۔۔۔" سرگوشی دوبارہ ہوئی ی۔

اس نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو سامنے تیز ہوتے اندھیرے میں وہ نظر آیا۔۔ دور کھڑا۔۔ جب بھی وہ آتا تھا موسم ایسے ہی خراب ہو جاتا تھا۔۔

لوگ سہم سے جاتے تھے۔۔ ایک وہ تھی جسکا ڈر ختم ہوتا جا رہا تھا۔ اسے وہ بہت اپنا اپنا سا لگنے لگا تھا۔۔

جب بھی وہ آتا تھا موسم ایسے ہی خراب ہو جاتا تھا۔ لوگ سہم سے جاتے تھے، ایک وہ تھی جسکا ڈر ختم ہوتا جا رہا تھا۔ اسے وہ بہت اپنا اپنا سا لگنے لگا تھا۔

کک۔۔ کون ہوتم۔۔؟؟" اس نے اٹکتے ہوئے پوچھا۔"

ہنی۔۔۔" اسے پکارہ گیا۔ وہ اسے پکارتا تھا بس۔۔ "

جیسے اس نام سے کچھ جڑ گیا ہو اسکا۔ اور ہنی کو اسکی پکار سننے کی عادت ہوگئی تھی۔ وہ کھلی کھڑکی میں کھڑی تھی۔ ایک پل کے اندر وہ ہنی کے پاس پہنچ گیا تھا۔ اور ہنی اسی پل میں ہوش کی دنیا سے بے ہوشی کی دنیا میں قدم رکھ چکی تھی۔

بھلا ایسے کیسے ہو سکتا تھا کہ وہ آتا اور ہنی ہوش میں رہتی۔؟ وہ تھا ہی کچھ ایسا۔ دو دنیاؤں میں سفر کرنے والا۔۔ اور وہ اسے لے " گیا تھا۔

“!!!کہاں۔۔۔؟؟ دوسری دنیا میں۔۔

میرہ۔۔ کہاں کھوگئی ہو تم۔۔؟؟" صلہ نے اسے کندھے سے پکڑ کر ہلایا۔ میرہ کی رنگت زرد ہوچکی تھی۔ "

ریحان ایسا کیسے کر سکتا ہے۔۔؟؟" وہ اتنا ہی بول پائی۔ "

کیوں نہیں کر سکتے وہ ایسا۔۔؟؟ تم نے ہی ٹائم مانگا تھا نا اور انہوں نے تمہیں چار ماہ کا ٹائم دیا۔ اب وہ منگنی کرنا چاہتے ہیں تو اس میں" برائی ہی کیا ہے۔۔؟؟" صلہ نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

اور میرہ بنا اسکی بات کا جواب دیا ایک جھٹکے سے اٹھی اور کمرے سے باہر نکل گئی۔ جبکہ صلہ اسے پکارتی ہی رہ گئی تھی۔

وہ تیزی سے سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اسکا ارادہ خود جا کر ریحان کے تایا اور تائی کو انکار کرنے کا تھا۔ میرہ کو یہ خبر سن کر انتہا کا دکھ پہنچا تھا۔

ریحان میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا" وہ بڑبڑا رہی تھی۔ ابھی وہ پہلی سیڑھی پر بھی نہیں پہنچی تھی کہ زور سے اوپر آتے شخص سے ٹکرا گئی۔

المیرہ کا سر بری طرح چکرا گیا تھا۔

میرہ تم ٹھیک ہو۔۔؟" ریحان نے اسکا ہاتھ پکڑتے ہوئے پوچھا۔ اور اسکی بات سن کر میرہ کا دماغ گھوما۔"

آخر تمہیں تکلیف کیا ہے۔۔؟؟ کیوں میری زندگی عذاب بنائی ہوئی ہے۔۔؟ کیوں میرے پیچھے پڑے ہو۔۔؟؟" میرہ نے بنا سوچے سمجھے جو منہ میں آیا بول دیا۔"

سامنے کھڑا ریحان گنگ رہ گیا۔

"کیا ہوا میرہ تم اتنے غصے میں کیوں ہو۔۔؟؟"

وہ ایسے پوچھ رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔

"زیادہ معصوم بننے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ میں اچھے سے جانتی ہوں تمہاری نیت۔۔"

"ششش۔۔ پلیز آہستہ بولو۔۔ سب سن لیں گے۔"

ریحان نے اسکی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کیوں بولوں میں آہستہ۔۔ ہاں۔۔ کیوں۔۔؟؟ تم ہوتے کون ہو میری لائف میں انٹرفیئر کرنے والے۔۔"

ضبط کے باعث میرہ کی آنکھیں اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔

میں بتاتا ہوں میں کون ہوں۔۔؟" ریحان نے کہتے ہوئے اسکا ہاتھ پکڑا اور میرہ کو اسکے کمرے کی طرف لے گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان دونوں کی گفتگو کوئی اور سنے۔۔"

”میرا ہاتھ چھوڑو۔۔“میرہ چلائی ی۔ لیکن ریحان نے اسکے کمرے میں آنے کے بعد ہی دم لیا۔ اور ایک جھٹکے سے اسکا ہاتھ چھوڑا۔

”اب بولو جو بولنا ہے۔۔“وہ آرام سے کہتا ہوا اسکے بیڈ پر لیٹ گیا۔ دونوں ہاتھوں کو گردن کے نیچے تکیے پر رکھنے کے بعد وہ اسے غور سے دیکھنے لگا۔

”تت۔۔تم۔۔“میرہ نے انگلی اٹھائی ی۔۔ دکھ اور غصے کی زیادتی کے باعث اسکی آواز کانپ رہی تھی۔

”بولو میں سن رہا ہوں۔۔“وہ پوری توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا۔

”میرے کمرے سے نکلو۔۔“ اسکی گہری نظروں سے خائف ہو کر میرہ نے بس اتنا ہی کہا اور منہ دوسری طرف کرلیا۔ وہ اسکے سامنے رونا نہیں چاہتی تھی۔

”نہیں جارہا، جو کرنا ہے کرلو۔۔“وہ ڈھیٹ ہوا۔

“اوکے نہ جاؤ۔۔ میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔”

میرہ نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی ی۔

”جاؤ۔۔ جاؤ۔۔ منع کس نے کیا۔۔ جاؤ اور جا کر نیچے مسکراتے پرسکون چہروں سے انکی مسکراہٹ چھین لو۔۔ ویسے بھی تم یہی کر سکتی ہو۔“

ریحان کی بات پر میرہ کے دروازے کی طرف بڑھتے قدم جیسے جم گئے۔

”جاؤ اور جاکر نیچے موجود اپنی دادو کی خوشی چھین لو ان سے۔۔“ریحان کے لہجے میں بلا کا طنز تھا۔

”سب کو اپنی خوشی کی پرواہ ہے۔۔ کسی کے نزدیک میری خوشی میری مرضی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔“وہ پلٹی اور جواب دیا۔ ضبط کے باوجود لہجے میں نمی گھل گئی ی تھی۔

کیا ہے تمہاری خوشی۔۔؟؟ کیا ہے تمہاری مرضی۔۔؟؟" وہ اٹھا اور چل کر اسکے پاس آیا۔ "

بتاؤ۔۔" اسکے خاموش رہنے پر ریحان نے دوبارہ پوچھا۔ "

میری خوشی تم نہیں ہو۔۔" میرہ نے بنا اٹکے جواب دیا۔ ریحان کے چہرے پر ایک سایہ سا لہرایا، اسکے چہرے کی چمک پل بھر کو مدھم ہوئی ی۔ "

"اچھا۔۔ چلو بتاؤ پھر تمہاری خوشی کیا ہے۔۔ میرہ وعدہ ہے میں تمہیں تمہاری خوشیاں لا کر دونگا۔۔"

ریحان کی بات پر میرہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا۔۔ سرخ ہوتی آنکھوں میں حیرت تھی۔

لیکن مناظر کے علاوہ۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ریحان نے بات پوری کی۔ اور میرہ سر جھکا گ ئی ی۔ اسے مناظر کے علاوہ اور کسی کی چاہ نہیں تھی۔ "

"فار گاڈ سیک میرہ حقیقت کی دنیا میں واپس آؤ۔۔ بھول جاؤ اس شخص کو جو ہے ہی نہیں۔۔"

ریحان کی بات پر میرہ نے تڑپ کر اسے دیکھا۔

وہ جا چکا ہے میرہ۔۔ پانچ سالوں سے کیوں اپنے آپ اور اپنے سے جڑے رشتوں کو تکلیف دے رہی ہو۔۔؟ آخر کیوں نہیں سمجھتی "کہ وہ واپس نہیں آ سکتا۔۔

"مگر میں تم سے شادی نہیں۔۔"

ٹھیک ہے نہ کرو مجھ سے شادی۔۔ نہ بناؤ مجھ سے کوئی ی رشتہ لیکن کسی اور سے تو بناؤ۔۔ اپنے سے جڑے رشتوں کو سکون دو۔۔ کبھی سوچا ہے اپنے ممی پپا کے بارے میں ان پر کیا گزرتی ہوگی جب لوگ تمہیں ابنارمل کہتے ہیں۔۔؟ دادو۔۔ "کبھی سوچا ہے انکی بوڑھی آنکھیں تمہیں اپنے گھر میں خوش دیکھنے کیلیے بے تاب ہیں۔۔؟

میں کیوں سوچوں سب کے بارے میں انہیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔۔" میرہ نے اسکی بات کاٹی۔ "

”ہوش کی دنیا میں آؤ میرہ۔۔ تم پاگل ہو گئی ہو۔۔ اور تم سب کو پاگل کر دو گی۔۔“ ریحان نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

”وہ تمہارے بارے میں ہی سوچ رہے ہیں پچھلے پانچ سالوں سے۔۔ جتنی اذیت پچھلے ایک سال سے میں تمہاری فیملی کی آنکھوں میں دیکھی ہے اتنی شاید تم نے پانچ سالوں میں محسوس نہیں کی۔

دادو ساری ساری رات سو نہیں پاتی۔۔ کیوں۔۔؟ تمہاری وجہ سے، کیا مناظر انکا کچھ نہیں لگتا تھا۔۔؟؟ ذینیہ آپی دن میں دس بار مجھے کال کر کے تمہارا پوچھتی ہیں۔ کیا مناظر کا ان سے کوئی رشتہ نہیں تھا۔۔؟؟

کیا اسکے جانے کا دکھ صرف تمہیں ہی ہے۔۔؟؟ کیا آمنہ پھوپھو جنکی آنکھوں میں ہر وقت نمی رہتی ہے کیا مناظر کے جانے کا دکھ تمہیں ان سے زیادہ ہے۔۔؟؟ وہ انکا بیٹا تھا میرہ۔۔ انہوں نے بھی کھویا ہے اسے۔۔ لیکن وہ سوگ نہیں مناتیں ہر وقت۔۔ وہ خوش رہ کر اپنے بیٹے کی مغفرت کی دعا کرتی ہیں۔۔ تم کس دنیا میں جی رہی ہو۔۔ ہوش کرو میرہ۔۔“ وہ جلال کی حالت میں بول رہا ہے۔

اور اُسے اِس طرح بولتا دیکھ کر میرہ حیران رہ گئی تھی۔

”تمہیں میں نہیں پسند تو ٹھیک ہے میں ابھی اپنے گھر والوں کو یہاں سے لے جاتا ہوں۔ لیکن تمہیں پھر کسی اور کا ساتھ قبول کرنا پڑے گا بہت جلد۔۔ یہ وعدہ کرو۔۔“ ریحان نے اسے کندھوں سے چھوڑ کر اسکے سامنے اپنا ہاتھ پھیلایا۔

اور میرہ ہونق بنی کبھی اسے اور کبھی اسکے پھیلے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ جس حقیقت سے اتنے سالوں سے منہ موڑ رہی تھی ریحان چند پل میں ہی اس حقیقت کو اسکے سامنے لے آیا تھا۔

”میں یہاں صرف تمہارے لیے نہیں آیا اور بھی بہت سے لوگ ہیں جو مجھے عزیز ہیں بہت سے لوگوں کی امیدیں مجھ سے جڑی ہیں۔ میں انکی امیدوں کو ٹوٹتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن میرا وعدہ ہے المیرہ عثمان تمہاری مرضی کے بنا کچھ بھی نہیں ہو گا۔۔“ اور میرہ کو حیرت ہو رہی تھی کہ سامنے کھڑا ہر وقت غیر سنجیدہ رہنے والا شخص اتنا سنجیدہ بھی ہو سکتا تھا۔

اسکے سارے الفاظ جیسے دم توڑ گئے تھے۔۔وہ بنا کچھ کہے پلٹی اور دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گئی۔۔ پیچھے ریحان ایک گہری سانس لے کر رہ گیا تھا۔اسکا دل بجھ سا گیا تھا۔

سیٹھ سرمد کی حویلی ایک بار پھر سے سجی تھی۔حویلی میں موجود سبھی لوگ بہت خوش نظر آرہے تھے۔اور اس سے بھی زیادہ حیران۔۔دادو تو بار بار دعائیں مانگ رہی تھی کہ کہیں میرہ بدل نہ جائے۔۔ان سب کی حیرت کی انتہا نہیں رہی تھی جب میرہ نے بنا کسی بحث کے ریحان سے منگنی کرنے کی ہامی بھر لی تھی۔

اور ریحان وہ تو بے ہوش ہوتے ہوتے بچا تھا۔۔اسے امید نہیں تھی کہ وہ مان جائے گی۔لیکن خلاف توقع وہ مان گئی سب بہت خوش تھے۔

”تمہیں پتا ہے میرہ ریحان بھائی بہت خوش تھے۔ اور دادو انکا تو بس پوچھو ہی نا۔۔ جانے کتنی بار انہوں نے شکرانے کے نفل ادا کیے ہیں۔۔“ صلہ نے میرہ کا ڈوپٹہ سیٹ کرتے ہوئے کہا۔وہ خود بہت پرجوش نظر آرہی تھی۔۔البتہ میرہ خاموش تھی۔پرسکون سی۔۔سب کو خوش دیکھ کر اسے سکون مل رہا تھا۔اسے تیار کرنے کے بعد صلہ نے ایک بھرپور نظر اس پر ڈالی اور پھر مسکرا دی۔۔

”بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاءاللہ۔۔۔اللہ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔۔“صلہ نے اسے گلے لگایا تو میرہ بھی مسکرا دی۔

”ارے لڑکیو اور کتنا ٹائم لگے گا سب نیچے انتظار کر رہے ہیں۔۔“شمسہ بھابھی (جو کہ صلہ کے بھائی احمر کی بیوی تھی) نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”بس آرہے ہیں بھابھی۔دیکھیں کیسی لگ رہی ہے المیرہ عثمان۔۔“ صلہ نے شمسہ بھابھی کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ماشاءاللہ۔۔اللہ نظر بد سے بچائے۔۔اب چلو فٹافٹ۔۔بہت دیر ہوگئی ہے پہلے ہی۔۔“شمسہ بھابھی کے کہنے پر وہ” دونوں میرہ کو لیے آگے بڑھ گئیں۔۔ سب نیچے انکا انتظار کر رہے تھے۔

ہنی کو لگ رہا جیسے وہ جنت کی کسی وادی میں آگئی ہے۔۔ خوبصورت ،شفاف بہتی ندی جسکے اندر رنگ برنگی مچھلیاں تیر رہی تھیں۔۔ وہ اس ندی کے کنارے پر پڑے بڑے سے پتھر پر بیٹھی تھی۔۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ یہ خواب ہے یا حقیقت۔۔ اگر یہ خواب تھا تو بہت ہی خوبصورت خواب تھا۔۔

چاروں طرف رنگے برنگے پھول اور ہریالی۔۔وہ نیچر سے بہت قریب تھی۔۔لیکن انگلینڈ جیسے بڑی بڑی عمارتوں والے ملک میں اسے ایسی جگہ کی توقع نہیں تھی۔۔

وہ حیرت سے ندی کے شفاف پانی کو دیکھ رہی جس سے ندی کے تہہ میں پڑی ہر چیز نظر آرہی تھی۔۔اچانک اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔۔اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس سے کچھ فاصلے پر ایک بڑے سے دوسرے پتھر پر وہ بیٹھا تھا۔۔

کون تھا وہ۔۔؟؟وہ خود نہیں جانتی تھی۔اسکے دیکھنے پر وہ مسکرا دیا۔

کیسا لگا یہ سب۔۔؟؟“اس لڑکے نے مسکرا کر دھیمی سی آواز میں پوچھا۔”

وہی آواز۔۔وہی لہجہ۔۔ جس سے اسے ہنی بلایا جاتا تھا۔۔

کک۔۔کون ہو۔۔تم۔۔؟“ہنی کو پہلی دفعہ سامنے بیٹھے شخص سے خوف محسوس ہوا۔”

میرا نام پوچھ رہی ہو یا۔۔؟؟“وہ بات ادھوری چھوڑ کر پھر سے مسکرایا۔”

نام۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔"

"میرا پورا نام میر حازم ہے۔۔"

لیکن تم ہو کون۔۔؟؟"وہ حیران ہوئی ی۔ اسے وہ شخص بہت ہی پراسرار لگا تھا۔ "

ابھی اتنا ہی کافی ہے۔۔"وہ کہہ کر اٹھا اور ایک طرف کو چلنے لگا۔"

اے رکو۔۔"ہنی اسکے پیچھے بھاگی۔"

وہ پھولوں کی وادی تھی۔۔بہت بڑے بڑے پھول۔ہنی تو حیرت سے ان پھولوں کو دیکھ رہی تھی جو اسے زمین کے نہیں لگ رہے تھے۔

وہ سب کچھ بھول کر پھولوں کی طرف بڑھی اور ایک پھول توڑ لیا۔۔بنا کچھ سوچے سمجھے۔

"یہ تم نے کیا کیا۔۔؟؟"

جیسے ہی ہنی نے پھول توڑا حازم کو جھٹکا لگا اور وہ اسکی طرف بڑھا۔۔ جیسے ہی وہ اسکے قریب آیا۔۔ہنی کی آنکھوں کی آگے اندھیرا سا چھا گیا۔۔اور اسکے بعد وہ پھر بے ہوشی کی دنیا میں چلی گ ئی ی۔

وہ دونوں اسٹیج پر بیٹھے تھے۔۔دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت ہی مکمل لگ رہے تھے۔ریحان بہت خوش نظر آ رہا تھا جبکہ میرہ خاموش تھی۔

وہ خوش نہیں تھی تو ناخوش بھی نہیں تھی۔

شکریہ۔۔۔"ریحان نے اسکی طرف جھکتے ہوئے کہا۔"

پتا ہے ہم دونوں میں سے کون زیادہ پیارا لگ رہا ہے۔۔؟؟"ریحان کی بات پر میرہ نے چونک کر اسے دیکھا۔۔"

آف کورس میں۔۔۔"وہ کھلے دل سے مسکرایا۔"

تم خود دیکھ لو یہاں پر موجود کافی لڑکیاں مجھے گھو گھور کر دیکھ رہی ہیں۔۔"میرہ کے حیرت سے دیکھنے پر ریحان نے معصومیت سے" کہا۔

اور میرہ حیران تھی کہ اس شخص کا اصلی روپ کونسا تھا۔۔؟؟ وہ جو دو دن پہلے نظر آیا تھا انتہائی سنیجیدہ یا پھر وہ جس میں وہ ہر وقت رہتا تھا۔۔انتہائی غیر سنجیدہ۔۔

المیرہ کے اسی حیرت میں گھم چھوڑ وہ انگوٹھی پہنا کر اسے خود سے منسوب کر چکا تھا۔

سیاہ حویلی میں پھر سے بھونچال آیا ہوا تھا۔ حویلی کے اونچے منار پر بیٹھا وہ الو غور سے ان چیخوں کو سن رہا تھا۔۔ جیسے اس سے کچھ کہا جا رہا ہو۔۔۔ کوئی حکم دیا جا رہا ہو۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ الو پھڑپھڑاتا ہوا اڑ گیا۔۔

مجھے باہر نکالو“چیخوں کا سلسلہ پھر سے شروع ہو گیا تھا۔۔”

ہنی جب آنکھ کھلی تو وہ اپنے بستر پر پڑی تھی۔ ایک جھٹکے سے وہ اٹھ بیٹھی۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ سو کیسے گئی۔ وہ تو کھڑکی میں کھڑی تھی جب اسے وہ نظر آیا تھا۔۔

اور پھر۔۔ کیا وہ خواب تھا جو اس نے دیکھا یا حقیقت۔۔

ہاں وہ خواب تھا۔۔"وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھنے لگی تھی کہ دائیں طرف رکھے پھولوں کو دیکھ کر چونک گئی۔ وہ وہی پھول " تھے جو اس نے توڑے تھے۔ اس عجیب و غریب دنیا سے۔

پھول دیکھ کر اسکا چھوٹا سا دماغ چکرا گیا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔ پندرہ سال کی وہ لڑکی جتنا اپنے دماغ پر زور ڈالتی تھی۔۔۔ اتنا ہی اسکا ذہن الجھ جاتا تھا۔۔

توکیاکہانی سنائی ی تمہاری مس ونڈر نے اس واقعے کو لے کر۔۔؟؟"دانش نے داؤ د سے پوچھا جو کھانے میں مگن تھا۔ "

جو بھی سنائی ی ہو تم سے مطلب۔۔۔؟ تم کیوں اتنا انٹرسٹ لے رہے ہو۔۔" داؤ د نے سکون سے جواب دیا البتہ اسکا " دیا گیا جواب دانش کو جلانے کیلیے کافی تھا۔

بھ ئی ی میں کیوں لوں گا دلچسپی۔۔ مجھے کیا ضرورت ہے۔۔؟؟ میں تو جنرلی پوچھ رہا تھا۔"دانش نے تپ کر جواب دیا۔"

ہاں تو ٹھیک ہے جب دلچسپی نہیں تو پوچھو بھی مت۔۔اور ویسے بھی تم سے زیادہ جنرل کون جانتا ہے۔۔"داؤ د نے طنز کیا۔ جبکہ " نائی مہ(داؤ د کی بہن) حیرت سے دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔

بھاڑ میں جاؤ تم اور تمہاری مس ونڈر۔۔"دانش نے جل کر کہا اور اپنے کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔"

یہ کیا ہو رہا ہے کوئی ی مجھے بتائے گا۔۔؟؟ اور یہ مس ونڈر کون ہے۔۔؟"نائی مہ نے دونوں کو یوں لڑتے دیکھا تو پوچھا۔"

"پوچھ لو میجر دانش سے کہ کون ہے مس ونڈر۔۔"

داؤ د کہتا ہوا ڈائی ننگ ٹیبل سے اٹھ گیا۔

دانش بھائی ی آپ بتائیں۔۔ویسے تو آپ دونوں لڑتے رہتے ہیں لیکن کسی لڑکی کو لے کر پہلی دفعہ لڑ رہے ہیں۔۔کون ہے یہ مس "ونڈر۔۔؟؟"

نائی مہ نے اپنا رخ دانش کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

"ہے ایک بے وقوف لڑکی جو خود کو پتا نہیں کیا سمجھتی ہ۔اور داؤ د کا دماغ خراب ہو گیا ہے اسے لے کر۔۔"

اَستَغفِرُاللّٰہ۔۔۔ اووبھائی کیوں ایسی باتیں کر کے ملیحہ (داؤد کی فیانسی) سے میری منگنی تڑوانے کے چکر میں " ہو۔ نائی مہ ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔" داؤد نے دانش کی بات کاٹ کر اپنی صفائی دی۔

اور دانش کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

ملیحہ۔۔" وہ زیرِلب بڑبڑایا۔ ایک وہی تھی جسکی دھمکی دے کر داؤد سے کچھ بھی اگلوایا جا سکتا تھا۔۔ اور اب وہ یہی کرنے " والا تھا۔۔

میرہ بیڈ پر لیٹی لیمپ کی مدھم روشنی میں ایک کتاب پڑھنے میں مگن تھی۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کی اسے ایک عجیب پھڑپھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔۔ میرہ نے نظر انداز کرنے کے بعد دوبارہ سے اپنا ذہن کتاب کی طرف لگا دیا۔ کچھ دیر بعد پھر وہی آواز سنائی دی اب کی بار وہ اٹھ کر بیٹھ گئی اور ونڈو کو دیکھنے لگی جہاں سے آواز آ رہی تھی۔۔

ناجانے کیوں اسے عجیب سے ڈر کا احساس ہوا۔

دیکھتے ہی دیکھتے ایک بڑا سا الو کھلی کھڑکی سے اندر داخل ہوا اور گولی کی رفتار سے اڑتا ہوا میرہ پر آ جھپٹا۔۔ میرہ نے ایک خوفناک چیخ ماری۔۔ اور اسکے ساتھ ہی اسکی آنکھ کھل گئی۔۔ کتنے ہی پل لگے تھے اسے اپنے حواس بحال کرنے میں۔۔ وہ بیڈ پر بیٹھی سامنے کھلی کھڑکی کو دیکھ رہی تھی۔۔ وہ خوفناک پرندہ وہیں سے داخل ہوا تھا۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھی اور آگے بڑھ کر کھڑکی کو بند کیا۔۔ اسکا نازک سا دل بے طرح سے دھڑک رہا تھا۔۔ اسے کمرے میں گھبراہٹ ہو رہی تھی۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ بیڈ کی طرف بڑھی۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ سب اسکے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔۔؟؟ کیوں ہو رہا ہے۔۔ لیکن جو بھی ہو رہا تھا اسے لگ رہا تھا کہ وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔

میرہ نے بیڈ پر لیٹنے کے بعد کمبل اوپر لیا اور خود جو ان دیکھی چیزوں سے چھپانا چاہا۔۔

اسے لگ رہا تھا جیسے وہ خوفناک پرندہ ابھی کمرے میں داخل ہو گا اور اسے جھپٹ پڑے گا۔

یااللہ میری مدد کریں۔۔۔" بے اختیار ہی الفاظ اسکے منہ سے پھسلے تھے۔۔ اور کچھ دیر بعد وہ پر سکون ہوتی چلی گئی۔۔ نیند تھی کہ اس پر مہربان ہو چکی تھی۔

اس سے پوچھو ملیحہ کہ اس کا اس لڑکی سے کیا تعلق ہے۔۔؟" دانش نے اپنے سامنے بیٹھی ملیحہ سے کہا۔۔ جبکہ داؤد کھا جانے والی " نظروں سے دانش کو گھور رہا تھا۔

"اسے مت گھورو۔۔ مجھے بتاؤ کیا چکر ہے۔۔؟؟"

ملیحہ نے داؤد کو دانش کی جانب گھورتے پایا تو کہا۔

ایسا کچھ نہیں ہے ملیحہ۔۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔۔" داؤد نے جلتے دل سے صفائی دی۔۔ اسے اپنے سامنے بیٹھے میجر دانش " تیمور پر انتہا کا غصہ آیا ہوا۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ٹیبل پر پڑی پلیٹ اٹھا کر دانش کے سر پر دے مارے۔

" اچھا۔۔ وہ اچھی ہے۔۔ اور میں کیا ہوں۔۔؟؟"

ملیحہ نے طنزاً پوچھا۔ جبکہ دانش تیمور سکون سے چائے کی چسکیاں لے رہا تھا۔ لبوں پر بکھرنے والی دھیمی مسکراہٹ کو اس نے مشکل سے چھپا رکھا تھا۔

"اوہو۔۔ یار۔۔ اب میں تمہیں کیا صفائی دوں اپنی تم خود ہی بتا دو اگر مجھ پر یقین نہیں ہے تو۔"

داؤد نے اکتائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

ٹھیک ہے ہمیں یقین آجائے گا اگر تم ہمیں سب کچھ سچ سچ بتا دو کہ تم اُس سے کتنی بار اور کیوں ملے ہو اور وہ لڑکی کون ہے۔؟؟" ملیحہ " نے چائے کا کپ اٹھاتے ہوئے کہا۔

میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا دانش بھائی۔۔؟" وہ دانش کی طرف دیکھ کر بولی۔۔ "

ہاں ہاں۔۔ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔ بھئی حق ہے تمہارا یہ جاننا کہ تمہارا ہونے والا شوہر کیا کرتا پھرتا ہے۔ اور اگر " داؤد سب سچ بتا دے تو بہت اچھی بات ہے۔ لیکن ملیحہ مجھے اپنے بھائی پر پورا بھروسہ ہے۔ یہ ایسا ویسا کام نہیں کرے " گا۔۔ مجھے لگتا ہے وہ لڑکی بس اسکی اچھی دوست ہے۔۔ کیوں داؤد۔۔ ٹھیک کہا نا میں نے۔۔؟

اور دانش کی بات سن کر داؤد کا دل کیا کہ وہ پلیٹ اٹھا کر دانش کے نہیں بلکہ اپنے ہی سر پر مار لے۔۔ وہ پچھتا رہا تھا کہ اس نے میجر دانش تیمور سے پنگا کیوں لیا۔۔؟؟ اور اس نے پنگا لیا ہی کب تھا۔۔ وہ تو بس اسے اپنی اس مس ونڈر کے بارے میں نہیں بتانا چاہتا تھا۔

بتاتا ہوں۔۔" داؤد نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا اور پھر اگلے دس منٹ میں وہ مس ونڈر کے بارے میں جتنا " جانتا تھا سب دانش کو بتا دیا۔ البتہ ملیحہ اپنے فون میں مصروف تھی۔ اسے داؤد پر پورا بھروسہ تھا۔ وہ تو صرف دانش کے کہنے پر وہاں آئی تھی۔ اور دانش مسکراہٹ چھپائے سنجیدہ تاثرات لیے جلے کٹے لہجے میں بولتے داؤد کو سن رہا تھا۔

اوکے میں چلتی ہوں مما کی کال ہے۔ اچھا داؤد سوری اگر برا لگا۔ لیکن مجھے تم پر پورا بھروسہ ہے۔ شام کو ملتے ہیں۔" ملیحہ " اٹھتے ہوئے مسکرائی اور داؤد کو سمجھ نہیں آیا کہ وہ ان دو لوگوں کا کیا کرے جو اسکے بہت اپنے تھے۔ لیکن سلوک دشمنوں والا کرتے تھے۔

وہ دونوں کو بائے کہتی ریسٹورینٹ سے باہر نکل گئی تھی۔۔ اور اسکے جانے کے بعد داؤد کی شکل دیکھ کر دانش کا ضبط کیا ہوا قہقہہ ایک دم بلند ہوا۔

”بھاڑ میں جاؤ تم۔۔۔“ داؤد جلے کٹے میں لہجے دانش سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

میری بات تو سنو داؤد۔۔" دانش اسکے پیچھے بھاگا۔"

واپس جاؤ۔ بل ادا کرو پہلے بعد میں میرے منہ لگنا۔۔“داؤد نے ایک دم رکتے ہوئے کہا اور دانش سر پر ہاتھ مارتا ویٹر کی” طرف بڑھ گیا۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کی میرہ کے کمرے کا دروازہ کھلا۔۔اور آمنہ بیگم (المیرہ کی امی) اندر آئی یں۔وہ المیرہ کی منگنی پر انڈیا آئی ی تھیں۔

المیرہ کو گہری نیند میں سوتے دیکھ کر انہیں تھوڑا سکون ملا۔۔جانے کیوں انکا دل کر رہا تھا کہ وہ جا کر میرہ کو دیکھے۔۔

اللہ میری بچی کو ہمیشہ خوش رکھے۔۔"المیرہ کے پاس بیٹھتے ہوئے انہوں نے اسکی پیشانی پر پیار کیا اور دعا کی۔بہت عرصے بعد انہوں" نے میرہ کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھی تھی جو ریحان کی باتوں کی وجہ سے ابھری تھی۔وہ ریحان کی بہت شکر گزار تھی کہ وہ اسکی بیٹی کو دوبارہ زندگی کی طرف لا رہا تھا۔فجر کی اذان تک وہ میرہ کے پاس ہی بیٹھی رہیں اور پھر اٹھ کر خاموشی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گ ئی یں۔

سیٹھ سرمد کی پوری فیملی انٹرنیشنل ائیرپورٹ کے باہر کھڑی تھی۔ صلہ اور میرہ دونوں انگلینڈ جا رہی تھیں۔۔گھر کے سبھی افراد انہیں سی آف کرنے آئےء تھے۔

“ پتا نہیں یہ ریحان بھائی کہاں رہ گئے ہیں فلائیٹ میں بس پندرہ منٹ ہی باقی ہیں۔۔”

صلہ انگلینڈ جانے کیلیے کچھ زیادہ ہی پرجوش تھی۔

"دھیان سے رہنا۔۔ اور اپنا بہت سا خیال رکھنا۔۔"

آمنہ بیگم نم ہوتی آنکھوں سے اپنی بیٹی کو نصیحتیں کر رہی تھیں۔ میرہ کی بھی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔۔ اُس نے آگے بڑھ کر آمنہ بیگم کو گلے لگایا۔

ہیلو لیڈیز اوووہو۔۔ یہاں تو بہت ہی اموشنل سین چل رہا ہے۔۔" اچانک ہی ریحان کی آواز گونجی۔"

میرہ نے پلٹ کر دیکھا تو وہ خوبصورت سا بکے لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

کیسی ہیں آپ مدران لا۔۔؟" وہ آمنہ بیگم کی طرف بڑھا۔"

یہ خوبصورت سے پھول آپکے لیے۔۔" ریحان نے بکے آمنہ بیگم کی طرف بڑھایا۔ وہ حیران سی اسے دیکھ رہی تھیں۔"

"ایسے کیا دیکھ رہی ہیں۔۔؟؟ یہ پھول آپکے لیے ہی ہیں آپکی بیٹی کو تو انکی ضرورت نہیں۔"

ریحان نے انکے حیران ہونے پر جواب دیا۔ جبکہ میرہ کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔ وہ ایسا ہی تھا۔

کیوں میری بیٹی کو ضرورت کیوں نہیں انکی۔۔؟؟" آمنہ بیگم نے اچھنبے سے پوچھا۔"

وہ خود پھولوں جیسی ہے مدران لا۔۔" ریحان نے آہستہ سے آمنہ بیگم سے کہا اور وہ مسکرادیں۔"

البتہ میرہ سن نہیں پائی تھی کہ اس نے کیا کہا۔

آنٹی۔۔ بات سنیں۔۔" دور کھڑی صلہ نے آمنہ بیگم کو پکارہ۔ اور پھر اشارے سے انہیں کچھ سمجھایا۔"

اوو اچھا۔۔ وہ سمجھتے ہوئے انکی طرف بڑھ گئیں۔

پیچھے وہ دونوں رہ گئے تھے۔۔ ریحان اور المیرہ۔۔

کیسی ہو۔۔؟؟" وہ اب میرہ کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔"

ٹھیک ہوں۔۔"میرہ نے دو لفظی جواب دیا۔"

وہ پھول واقعی آنٹی کیلیے تھے کہ انھی کی وجہ سے آج تم میری زندگی میں ہو البتہ تمہارے لیے بھی کچھ لایا ہوں۔۔"ریحان نے جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔ اور پھر ایک مخملی سی ڈبیا باہر نکالی۔ خوبصورت سی نازک ریسٹ واچ۔۔ میرہ نے الجھن بھری نگاہوں سے ریحان کی طرف دیکھا۔

جب بھی تم وقت دیکھو گی تمہیں ریحان یاد آئے گا۔۔"ریحان نے کہتے ہوئے وہ واچ اسے پہنائی۔"

"اور ہمیشہ ریحان ہی یاد آئے گا یہ ریحان کا وعدہ ہے"

جانے اس شخص کو خود پر اتنا بھروسہ کیوں ہے۔۔؟؟"میرہ نے دل میں سوچا۔:

میں بہت جلد انگلینڈ آؤں گا۔۔ یہ نہیں کہوں گا کہ اپنا خیال رکھنا بس اتنا کہوں گا کہ میری المیرہ کا بہت سا دھیان رکھنا المیرہ میری ہے۔۔ اور اسکا خیال رکھنا تم پر فرض ہے۔۔" وہ میرہ کی نگاہوں میں دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

اسکی آنکھوں میں لفظوں کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے میرہ نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔ جبکہ ریحان ہلکے سے مسکرا دیا۔ دور کہیں۔۔ دھند میں لپٹی قسمت کھڑی نم آنکھیں لیے انہیں دیکھ رہی تھی۔

کیا ریحان کی محبت جیت پائے گی۔۔؟؟

قسمت نے تقدیر سے سوال کیا۔۔ اور وقت خاموش رہا۔۔

اک قصہ اڑتے پتوں کا

جو سبز رتوں میں خاک ہوئے۔۔

اک نوحہ شہد کے چھتّوں کا

جو فصل گل میں راکھ ہوئے۔۔

کچھ باتیں ایسی رشتوں کی

جو بیچ نگر میں ٹوٹ گئے۔۔

کچھ یادیں ایسے ہاتھوں کی

جو بیچ بھنور میں چھوٹ گئے۔۔

تم دشتِ طلب میں ٹھہر گئے

ہم قریہ جاں کے پاس گئے۔۔

یہ بازی جان کی بازی ہے

!!تم جیت ئے ئے، ہم ہار گئے۔۔

وہ کچھ ضروری شاپنگ کیلیے مارکیٹ آئی ی تھی اور اب تیزی سے واپس کیلیے قدم بڑھا رہی تھی کہ اچانک دائیں طرف سے آتی لڑکی سے ٹکرا گئی ی۔۔

"سوری۔۔ مجھے پتا نہیں چلا۔۔"

اس لڑکی نے معذرت کی۔

اٹس اوکے۔۔" حائنہ نے جھک کر نیچے گرا بیگ اٹھایا۔۔ اور ساتھ ہی لڑکی کا موبائل بھی جو ٹکراؤ کے باعث نیچے گر گیا" تھا۔ جیسے ہی اس نے موبائل کو چھوا اسے ایک جھٹکا لگا۔

ہیلونائی مہ کہاں ہو تم میں پارکنگ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔۔"موبائل سے آواز ابھر رہی تھی۔ "

حائنہ گیلانی نے پھٹی پھٹی نظروں سے موبائل اور پھر اس پیاری سی لڑکی کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ پھر اس لڑکی نے ہاتھ بڑھا کر اپنا موبائل لیا اور آگے بڑھ گئی۔

چند ہی سیکنڈز بعد مس ونڈر کو ایک جھٹکا لگا اور وہ اس لڑکی کے پیچھے بھاگی۔

ایکسیوزمی۔۔بات سنیں پلیز۔۔"وہ اسے پکار رہی تھی۔"

جی۔۔"وہ رکی جبکہ چہرے پر الجھن پھیلی تھی۔"

" آپکا نام۔۔۔؟؟"

نائی مہ۔۔" سامنے کھڑی لڑکی نے الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ "

آپ پلیز جس راستے سے گھر جارہی ہیں اس سے مت جائیں۔۔"مس ونڈر نے سامنے کھڑی لڑکی سے کہا۔ جو حیرانگی سے " اسے دیکھ رہی تھی۔

پلیز نائی مہ ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ۔۔" مس ونڈر نے نائی مہ کی منت کی۔ "

ہیلونائی مہ۔۔تم سن رہی ہو نا۔۔" باہر ٹیکسی کھڑی ہے اس میں بیٹھ جانا مجھے ارجنٹ کام ہے میں جارہا ہوں۔۔موبائل فون" سے آواز ابھر رہی تھی۔

"جج۔۔جی دانش بھائی۔۔ آپ جائیں۔۔"

میں مینیج کرلوں گی نائی مہ نے جواب دیا۔

آپ کون ہیں۔۔؟؟"نائی مہ نے مس ونڈر سے پوچھا۔ "

"مجھے چھوڑیں۔۔پلیز آپ اس ٹیکسی میں گھر نہیں جائیں گی۔۔ آپکی جان کو خطرہ ہے۔"

نائی مہ کو لگا کہ وہ لڑکی پاگل ہے۔ جو اس طرح کی باتیں کر رہی ہے۔

پلیز۔۔۔"مس ونڈر نے جیسے منت کی۔ "

ہونہہ۔۔۔"نائی مہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔وہ لیٹ ہو رہی تھی اس لیے الجھے الجھے سے انداز میں باہر کی جانب بڑھ " گئی۔

شام ساڑھے چھ بجے ایک ٹیکسی حادثے کا شکار ہوگئی۔۔ ٹیکسی میں موجود ڈرائیور اور ایک لڑکی جو کہ پیسینجر تھی دونوں موقع پر جاں بحق ہوگئے۔۔

لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر تیزی سے چلتی انگلیاں اچانک کانپی۔۔میجر دانش تیمور نے جھٹکے سے ٹی وی کی طرف دیکھا جس میں نیوز چل رہی تھی۔یہ تو وہی ٹیکسی ہے جس میں نائی مہ گھر گئی تھی۔۔میجر دانش بڑبڑاتے ہوئے اپنی سیٹ سے اٹھا۔اس نے ٹیکسی کا نمبر دیکھ لیا تھا۔

اب وہ نائی مہ کو کال کر رہا تھا جسکا نمبر بند جا رہا تھا۔۔

شٹ۔۔"وہ چلایا اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ایک بے چینی سی اسکی رگ و پے میں سرائیت کر گئی تھی۔ اسکی واحد فیملی " داؤد اور نائی مہ ہی تھے۔۔ دونوں سے بہن بھائیوں والا رشتہ تھا۔۔

پانچ منٹ کے اندر وہ سائیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ جہاں داؤد پہلے ہی ٹیم کے ساتھ موجود تھا۔

داؤد سب ٹھیک ہے نا۔۔" دانش نے بے چینی سے داؤد سے پوچھا۔ "

دونوں موقع پر دم توڑ گئے۔۔"داؤد نے مصروفانہ انداز میں جواب دیا۔ "

وہ۔۔ نائی مہ کدھر ہے۔۔ ؟؟"ایک پولیس افسر ہونے کے باوجود بھی دانش کے حواس جیسے کام نہیں کر رہے تھے۔ "

کیاہوانائی مہ کو۔۔ ؟؟" داؤ د نے چونک کر پوچھا۔ "

میں تم سے پوچھ رہاہوں داؤ د۔۔ جو لڑکی مری ہے وہ کون ہے۔۔ ؟؟"دانش ایک دم چلایا۔ "

پتانہیں ابھی۔۔ کوئی ونیسا نام کی لڑکی تھی۔ اب نہیں رہی۔۔ اور نائی مہ تو گھر ہے۔۔ کچھ دیر پہلے میں نے اسے گھر : ڈراپ کیا تھا۔ "داؤ د کی بات سن کر دانش نے شکر کیا۔ اسکا اٹکا سانس بحال ہوا تھا۔

"وہ دراصل میں نے اسے اس ٹیکسی میں گھر جانے کا کہا تھا اگر اسے کچھ ہو جاتا تو۔۔ "

دانش کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

جانتاہوں۔۔ شکریہ ادا کرو جا کر اس لڑکی کا جسے تم ڈرامہ کہتے ہو۔۔ اگر آج وہ نہ ہوتی تو نائی مہ نہ ہوتی۔۔ "داؤ د کے لہجے میں ” جانے کیا تھا کہ دانش چونک سا گیا۔

"کس کی بات کررہے ہو تم داؤ د۔۔ ؟؟""

دانش نے نا سمجھنے والے انداز میں پوچھا۔

وہی۔۔ حائنہ گیلانی۔۔ مس ونڈر۔۔ "داؤ د نے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیا۔ اور دانش حیران و پریشان سا رہ گیا تھا۔ "

گاڑی ایک بڑے سے گیٹ کے سامنے جاکر رکی تھی۔ ایک بڑا سا محل۔۔ جو اپنی مثال آپ تھا۔ پوری شان و شوکت سے کھڑا تھا۔

واؤ۔۔ اٹس سو بیوٹیفل زینیہ آپی۔۔ " صلہ نے گاڑی سے اترنے کے بعد محل کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "

زینیہ آپی اس محل کی

Care taker

تھیں۔ محل کے باہر ایک خاموشی سی چھائی ی تھی۔

یہ جتنا باہر سے خوبصورت دکھتا ہے نا اندر سے اس سے بھی زیادہ کمال کا ہے۔۔"ذینیہ آپی نے جواب دیا۔"

ایسا کیسے ہو سکتا ہے“میرہ بڑبڑائی ی۔”

کیا مطلب میرہ۔۔کس بارے میں بات کر رہی ہو۔۔؟؟"ذینیہ آپی نے میرہ سے پوچھا جو کھوئے کھوئے سے انداز میں محل کو دیکھ" رہی۔

اتنا خوبصورت محل۔۔اتنا خاموش اور اتنا اداس کیسے ہو سکتا ہے۔۔“وہ کسی ٹرانس کے زیر اثر بول رہی تھی۔۔اسکی نظریں مناروں” والے عالیشان محل پر جمی تھیں۔۔جسکی تعمیر سیاہ پتھروں سے کی گئی ی تھی۔۔

بالکل بھی خاموشی نہیں ہے یہاں پر میرہ۔ انفیکٹ ایک فلم کی شوٹنگ چل رہی آج کل۔ وہ لوگ شوٹنگ کیلیے باہر گئے ہوئے" ہیں۔۔تم دیکھنا رات کو یہاں پر کتنی رونق ہو گی۔"ذینیہ آپی نے گاڑی سے سامان نکالتے ہوئے کہا۔ اور پھر آگے بڑھ کر گیٹ کھولا۔

جانے یہ گارڈ کہاں چلا گیا ہے۔۔اسے پتا بھی تھا کہ ہم جلدی آجائیں گے پھر بھی گیٹ پر موجود نہیں۔۔

تم لوگ اندر چلو میں کسی سے کہہ کر سامان اندر رکھواتی ہوں۔۔"ذینیہ آپی نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر فراٹے بھرتی اسے" اندر لے گئی ی۔ گاڑی پارک کرنے کے بعد وہ واپس آئی تھی۔۔ اسے حیرت ہوئے تھی کہ میرہ ابھی تک وہیں کھڑی تھی۔۔

ایک بت بنی۔۔محل کو تکتی ہوئی ی۔

"المیرہ۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں۔۔اندر آجاؤ۔۔"

ذینیہ آپی نے اسے آواز دی۔۔ اور میرہ جیسے کسی طلسم سے چونک کر باہر نکلی۔۔ اور پھر وہ سر جھٹک کر محل کا گیٹ پار گئی۔۔ جہاں وسیع و عریض لان اسکا انتظار کر رہا تھا۔

"نہیں دانش بھائی۔۔ وہ میں تو اسی ٹیکسی میں گھر آنے والی تھی کہ اچانک وہ لڑکی جس سے میں ٹکرائی تھی میرے پیچھے آگئی اور مجھے کہنے لگی کہ اس ٹیکسی میں گھر مت جانا۔۔"

نائمہ گھبرائی گھبرائی سی اپنے سامنے بیٹھے دانش کو بتا رہی تھی۔

"کیا کہا تھا اس لڑکی نے تمہیں۔۔؟؟" میجر دانش تیمور کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی چھائی تھی۔

"یہی کہ تمہاری جان کو خطرہ ہے۔۔ اپنا رستہ بدل لو۔۔ وغیرہ وغیرہ"

اتنا سننے کے بعد دانش ایک جھٹکے سے اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کیا کچھ غلط ہوا ہے۔۔،؟؟" وہ اب داؤد سے پوچھ رہی تھی۔

"نہیں۔۔ اللہ کا شکر ہے بچت ہوگئی تم نے اچھا کیا جو مجھے فون کر کے بتا دیا اور میں تمہیں لے آیا۔۔ اب سو جاؤ شاباش۔۔ صبح بات ہوگی۔"

داؤد بھی اسے تسلی دے کر چلا گیا۔ جبکہ پیچھے نائمہ مس ونڈر کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

اور دانش۔۔۔ آفیسر دانش تیمور۔۔۔ وہ فل اسپیڈ سے گاڑی چلاتا مس ونڈر کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔۔ اسکے چہرے کے سرد و جامد تاثرات سے کوئی بھی اسکے دماغ میں چلنے والی سوچ کا پتا نہیں لگا سکتا تھا۔

اور دانش۔۔۔ آفیسر دانش تیمور۔۔۔

وہ فل اسپیڈ سے گاڑی چلاتا مس ونڈر کے گھر کی طرف جا رہا تھا۔ اسکے چہرے کے سرد و جامد تاثرات سے کوئی بھی اسکے دماغ میں چلنے والی سوچ کا پتا نہیں لگا سکتا تھا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ مس ونڈر کے اپارٹمنٹ کے سامنے کھڑا تھا۔ پانچوے فلور پر موجود وہ اپارٹمنٹ جانے اپنے اندر کیسی خاصیت رکھتا تھا کہ میجر دانش کو آج پھر یہاں آکر عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔

ایک گہری سانس خارج کرنے کے بعد وہ بلڈنگ کی طرف بڑھا گیا۔

میرہ اور صلہ دونوں ہی سفر کے بعد تھکی ہوئی تھیں۔۔ اس لیے میرہ تو آتے ہی سو گئی تھی البتہ صلہ نے کافی حد تک محل کا جائزہ لے لیا تھا۔

دیواروں پر لگی خوبصورت بیش قیمتی تصویریں، جانوروں کے سر۔۔ سیڑھیوں پر رکھی گئی بیش قیمتی مورتیاں۔۔ محل کی ہر چیز سراہے جانے کے قابل تھی۔

میرہ گہری نیند میں تھی کہ اچانک وہ ایک تیز سی آواز پر جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔

اٹھنے کے بعد میرہ نے آس پاس دیکھا تو کچھ بھی نہیں تھا البتہ کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور اسکا پٹ زور زور سے ہل رہا تھا۔

"اوو لگتا ہے باہر بہت تیز ہوا چل رہی ہے۔۔" میرہ سوچتے ہوئے اٹھی اور کھڑکی کی طرف بڑھی۔ باہر شام نے اپنے سنہری پر پھیلائے اور لندن میں ایک فسوں خیز وقت نے کروٹ لی۔

کھڑکی کا پٹ بند کرتے ہوئے میرہ کی نظر باہر کی طرف اٹھی اور اسکا ہاتھ وہیں رک گیا۔

وہ ایک باغ تھا۔۔بہت بڑا باغ۔۔جو اب سردی کی شدت کے باعث اجڑا اجڑا سا لگ رہا تھا۔ پودوں کے سارے پتے جھڑ چکے تھے۔۔اور وہاں کافی خاموشی چھائی ی تھی۔

میرہ جانے کس ٹرانس کے زیر اثر اسے دیکھتی رہی۔۔

وہ باغ کو دیکھنے میں اتنا مگن تھی کہ اس نے غور ہی نہیں کیا کہ باہر ہوا نہیں چل رہی۔

“اس محل میں اتنی اداسی، اتنی خاموشی کیوں ہے”

وہ ہلکہ سا بڑبڑائی ی۔ اور پھر کھڑکی بند کرنے کے بعد وہ بیڈ کے ایک طرف پڑی شال اٹھاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھی۔

اچانک اسکی نظر دروازے کے پاس رکھے ٹیبل پر پڑی جس پر وہ نازک سی ریسٹ واچ جگمگ کر رہی تھی جو اسے ریحان نے آتے ہوئے دی۔۔اور اس نے جہاز میں ہی اتار دی تھی

“جب بھی تم وقت دیکھو گی تو تمہیں ریحان یاد آئے گا”

ریحان کے جملے اسکے ذہن میں گونجے۔۔لیکن جانے کیوں وہ واچ اٹھائے بنا ہی باہر نکل گئی ی۔

دروازے پر بیل مسلسل جاری تھی ایسا لگتا تھا جیسے کوئی ی بیل پر ہاتھ رکھ کر دوبارہ اٹھانا بھول گیا ہو۔

کیا مصیبت ہے۔۔؟”مس ونڈر جھنجھلاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھی۔ جیسے اس نے دروازہ کھولا وہ حیران رہ گئی ی۔ ” سخت سے الفاظ جو وہ سنانے والی تھی وہ اسکے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔

آپ۔۔؟؟وہ سامنے کھڑے آفیسر دانش تیمور کو دیکھ کر پریشان سی ہو گئی ی تھی۔

ہیلو مس ونڈر۔۔اوو آئی ی مین ہیلو مس گیلانی ہاؤ آر یو۔۔؟؟

وہ شستہ سے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔

خیریت۔۔؟؟"مس ونڈر نے الٹا سوال کیا۔"

"یس ایکچوئی لی مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔ کیا میں اندر آ سکتا ہوں۔۔؟؟ یا پھر آپ نیچے آ جائیں۔۔"

دانش نے بلڈنگ کے گراؤنڈ فلور پر بنے ریسٹورینٹ کی طرف اشارہ کیا۔

"اوکے۔۔۔میں آتی ہوں۔۔دو منٹ میں آتی ہوں۔۔"

وہ اپنی حیرت کو چھپاتی دروازہ بند کر چکی تھی جبکہ دانش دھیرے سے مسکرا دیا۔ اسے پتا تھا کہ مس ونڈر اسے کبھی اپنے گھر میں گھسنے نہیں دے گی۔

میرہ اٹھ جاؤ یار اور کتنا سوؤ گی؟؟"صلہ دروازہ کھولتے ہوئے چلائی ی تاکہ میرہ سن لے۔ لیکن جیسے ہی وہ کمرے میں" داخل ہوئی ی تو حیران رہ گ ئی ی تھی۔

کیونکہ میرہ کا بیڈ خالی تھا۔

ہاہہ۔۔یہ کہاں چلی گ ئی ی؟"صلہ بڑبڑائی ی۔باہر دیکھتی ہوں ضرور آوارہ گردی کر رہی ہوگی۔۔"وہ کہتے ہوئے " کمرے سے باہر نکل گ ئی ی۔

وہ ہمیشہ کی طرح اوور کوٹ پہنے اور دونوں ہاتھوں کو کوٹ کی جیبوں میں ڈالے اسکے سامنے بیٹھی تھی۔ سوالیہ نظریں دانش تیمور پر جمی تھیں۔۔ ریسٹورینٹ میں کافی رونق لگی تھی۔ لوگ خوش گپیوں میں مصروف نظر آرہے تھے۔

جی بولیں کیا بات کرنی ہے آپ نے؟؟" کافی دیر تک جب وہ کچھ نہ بولا تو مس ونڈر نے خود ہی پوچھ لیا۔"

جی۔۔" وہ سیدھا ہوا اور کہنا شروع کیا۔"

میں نہیں جانتا کہ ان سب واقعات کے پیچھے کیا وجہ ہے۔۔؟؟ آج جو حادثہ ہوا اسکا آپ سے کیا تعلق ہے۔۔؟ لیکن میں یہاں آپکا شکریہ ادا کرنے آیا ہوں۔۔ نائی مہ کی جان بچانے کیلیئے۔۔

آپ یہاں صرف یہ کہنے آئے ہیں۔۔؟؟ یہ بات آپ فون پر بھی کہہ سکتے تھے نا؟؟ مس ونڈر حیران ہوئی ی۔

یس۔۔ کہہ سکتا تھا لیکن نائی مہ اور داؤد میں میری جان بستی ہے۔۔ وہ دونوں مجھے بہت عزیز ہیں اور انکی جان بچانے " والے شخص کو شکریہ ادا کرنے میں دوسری دنیا میں بھی جا سکتا ہوں۔" دانش نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

اٹس اوکے آفیسر صاحب۔۔ اسکی ضرورت نہیں تھی۔"

یہ میرا فرض تھا۔۔ مجھے جو ٹھیک لگا وہ میں نے کیا۔ داؤد بہت اچھے انسان ہیں۔ اور نائی مہ انکی بہن ہیں۔۔ انہیں سیف کرنے "کیلیئے مجھے جو بھی کرنا پڑتا میں کرتی۔

وہ دھیرے سے مسکرائی ی۔ دانش تیمور پہلی بار ٹھٹکا۔

وہ خوبصورت تھی۔۔ شاید بہت نہیں۔۔ لیکن سوگوار سا حسن۔۔

وہ مسکرائی تھی تو آنکھوں میں نمی سی چمکی تھی۔

مجھے ایک بہت ضروری کام ہے۔ میں چلتی ہوں۔" سامنے پڑے ٹھنڈے ہو چکے کافی کے کپ کو، جسے اس نے چھوا بھی نہ تھا، ایسے " ہی چھوڑ کر وہ ایک دم کھڑی ہوئی ی۔

" ایک بات پوچھوں مس ونڈر۔۔؟؟"

دانش تیمور کی آواز پر وہ پلٹی۔ آنکھوں میں الجھن نمایاں تھی۔

آپ اپنے ہاتھ ہمیشہ کوٹ کی جیبوں میں کیوں رکھتی ہیں۔۔؟؟"کیا کوئی ی خاص وجہ ہے۔؟؟ دانش کے سادے سے سوال پر "

مس ونڈر کے چہرے کا رنگ ایک دم اڑا تھا۔

"میری مجبوری ہے آفیسر صاحب۔۔ آپ نہیں سمجھیں گے۔۔"

وہ مسکرا کر کہتی لفٹ کی طرف بڑھ گ ئی ی تھی۔

جبکہ ریسٹورینٹ میں پھیلے شور کے درمیان وہ بیٹھا رہ گیا تھا۔

جانے میرہ کو اس باغ میں ایسا کیا نظر آرہا تھا کہ وہ پچھلے آدھے گھنٹے سے اسی میں گھوم رہی تھی۔۔

کچھ چبھتا ہوا۔۔ کچھ کھوتا ہوا۔۔ وہ محسوس کر رہی تھی لیکن اسکی سمجھ سے باہر تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟"صلہ کی آواز پر وہ اچھلی۔"

ڈرا دیا تم نے مجھے۔۔"میرہ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔"

بتاؤ نا یہاں کیا کر رہی ہو میں تمہیں ہر جگہ ڈھونڈ آئی ی ہوں۔"صلہ چڑی ہوئی ی تھی۔ "

ایسے ہی میرا دل کیا یہاں آنے کو اس لئے آ گ ئی ی۔"میرہ نے کھوئے کھوئے سے لہجے میں جواب دیا۔ "

میرہ یہاں اتنی ٹھنڈ ہے۔۔ زینیہ آپی تمہیں بلا رہی ہیں کھانے پر اب جلدی چلو۔۔"صلہ نے اسے بازو سے کھینچا۔"

اور میرہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے ساتھ چلی گئی۔۔ لیکن وہ پلٹ پلٹ کر اس ویران اور اجڑے ہوئے باغ کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ محل کتنا پرانا ہے زینیہ آپی؟؟" میرہ نے سوال کیا۔ وہ لوگ ڈائننگ ٹیبل پر موجود تھے۔ ناجانے کیوں میرہ کا ذہن الجھا ہوا تھا۔

"پتا نہیں۔۔ کئی سو سال پرانا ہے۔ دراصل یہ مکیش سنگھ کا خاندانی محل ہے جو انکے آباؤ اجداد سے انہیں ملا ہے۔" زینیہ آپی نے جواب دیا۔ زینیہ آپی اس محل میں کیئر ٹیکر کے طور پر موجود تھیں اور انہیں اپنی یہ جاب بہت پسند تھی۔

"انکی کوئی فیملی نہیں ہے کیا؟؟" میرہ جانے کیا جاننا چاہتی تھی۔

"دو بیٹیاں تھیں۔۔۔ کہتے ہیں ایک بیٹی کی کافی سال پہلے پراسرار طریقے سے موت ہوگئی تھی۔ دوسری بیٹی امریکہ میں ہوتی ہے۔" زینیہ آپی کی بات سن کر میرہ کا ہاتھ ہلکا سا کانپا۔

"کیا آپی آپ بھی نہ رات کے اس وقت کیسی باتیں کررہی ہیں۔۔ ڈر جائیں گے ہم۔" اس سے پہلے میرہ کچھ کہتی صلہ بول پڑی۔

"اچھا بابا سوری۔۔ میں نے ویسے ہی بتایا ہے۔"

لمبے ڈائننگ ٹیبل جسکے اردگرد پچیس کرسیاں رکھی تھیں بس وہ تینوں بیٹھی تھیں۔

"اب اس محل میں کتنے لوگ رہتے ہیں۔؟؟" میرہ نے پھر سوال کیا۔

"ایک میں ہوں ایک باورچی ہے۔۔ ایک گارڈز ہے اور دو ملازم مزید ہیں جو صفائی وغیرہ کرتے ہیں۔"

زینیہ آپی نے بتایا۔

اچھا۔۔!!"میرہ بس اتنا ہی کہہ پائی ی۔ "

صبح تم لوگ جلدی تیار ہو جانا تم لوگوں کو گھمانے لے جاؤں گی۔"ذینیہ آپی کی بات سن کر صلہ خوش ہوگئی تھی۔ جبکہ " میرہ کا ذہن کہیں اور الجھا ہوا تھا۔

ہرن کا کٹا ہوا سر جو کہ دیوار پر لٹکا تھا۔۔میرہ کافی دیر سے اسے دیکھ رہی تھی۔ محل جتنی بھی چیزیں تھیں خاص طور پر فرنیچر اور مورتیاں وہ کافی پرانی تھیں۔۔لیکن اتنی ہی نایاب۔۔

کوئی اس قدر خوبصورت محل ہونے کے باوجود باہر کیسے رہ سکتا ہے۔؟؟اس جیسے ہزاروں سوال تھے جو میرہ کے ذہن میں گونج رہے تھے۔

اب وہ ایک بڑی سی پینٹنگ کے سامنے کھڑی تھی جو کسی نواب کی تھی۔شاہی جوڑا پہنے وہ ٹھاٹھ سے تخت پر بیٹھا تھا۔

"یہ بڑے مالک کے پر دادا ہیں جی۔۔سالوں پہلے یہاں کے نواب تھے۔"

آواز پر میرہ نے مڑ کر دیکھا۔پیچھے باورچی کھڑا تھا۔۔

کیسے ہیں آپ؟؟"میرہ نے پوچھا۔"

میں ٹھیک ہوں۔۔"وہ سویٹر اور اونی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔"

آپکا نام کیا ہے؟؟"میرہ نے ایک اور سوال کیا۔"

"رام ناتھ۔۔میں اس محل کا پرانا ملازم ہوں جی۔۔تب سے جب یہاں زندگی مسکراتی تھی۔"

پھر کیا ہوا۔۔؟؟"میرہ چونکی۔"

اس سے پہلے کے رام ناتھ جواب دیتا۔۔لاؤنج کے دروازے پر ایک ہلچل سی مچ گئی۔

"لگتا ہے ٹیم واپس آ گئی ہے۔۔ میں دیکھتا ہوں جی۔۔"

رام ناتھ کہہ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے کافی لڑکے لڑکیاں اندر داخل ہو رہے تھے۔

میرہ نے حیرت سے انہیں دیکھا اور پھر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چلی گئی۔

" دیکھا تم نے نائی مہ۔۔ یہ دانش کا بچہ کہاں سے آ رہا ہے؟؟"

کہاں سے۔۔؟؟نائی مہ حیران ہوئی۔

یہ مس ونڈر سے ملنے گیا تھا۔۔"داؤد نے بتایا۔ "

اب ایسی کوئی بات نہیں۔۔ برداشت نہیں ہوا نہ تمہاری اس مس ونڈر سے فوراً خبر دے دی۔"دانش کو غصہ آیا۔ "

جی نہیں۔۔اس نے نہیں بتایا۔۔میں نے خود تم دونوں کو دیکھا تھا۔۔"داؤد نے کہا۔ "

"میں جسٹ اسے تھینکس بولنے گیا تھا۔۔"

ہاں۔۔اور جب تک وہ لفٹ میں داخل نہیں ہو گئی تھی دانش تیمور اسے گھور رہا تھا۔۔"داؤد نے قہقہہ لگایا۔ "

داؤد۔۔۔!"دانش نے اسے گھورا۔"

"وہ بہت اچھی ہیں۔۔مجھے بس اچانک ہی ملیں اور۔۔"

وہ صرف اچھی نہیں۔۔کمال ہے۔۔"داؤد نے کھلے دل سے تعریف کی۔ "

تم اتنی تعریفیں کیوں کرتے ہو اسکی۔۔؟؟بلاؤں پھر ملیحہ کو کیا۔۔؟؟ "دانش کی بات پر داؤد کی ہنسی کو بریک لگی۔ "

"ویسے دانش بھائی ی آپ مجھے بھی لے جاتے۔۔ میں اس سے دوبارہ ملنا چاہوں گی۔"

ہاں ہاں۔۔ میں تمہیں لے جاؤں گا۔ تم بھی اسکی فین ہو جاؤ گی دیکھنا۔" داؤ د کے دانت پھر سے باہر نکلے۔۔"

اور دانش جانے کیوں وہاں سے اٹھ گیا خاموشی سے۔۔۔

وہ مزید اس لڑکی کے بارے میں نہیں سن سکتا تھا۔ ایک تو پہلے ہی وہ اسکے ذہن سے نہیں نکل رہی تھی۔۔ اور پھر سے داؤ د نے مس ونڈر نامہ شروع کر دیا تھا۔۔ لیکن نا جانے کیوں آج اسکا ذکر میجر دانش تیمور کو برا نہیں لگ رہا تھا۔۔

وہ دو نم۔۔ مسکراتی آنکھیں بار بار اسکے تصور میں ابھر رہی تھیں۔۔

آپ کہاں جا رہے ہیں دانش بھائی ی۔۔؟؟ نائی مہ نے اسے باہر جاتے دیکھا تو پوچھا۔

"مجھے ایک کام ہے کچھ دیر تک آتا ہوں۔۔"

وہ جواب دے کر باہر نکل آیا تھا۔ وہ خود نہیں جانتا تھا کہ وہ کہاں جانے والا ہے

کیسی چل رہی آپکی فلم کی شوٹنگ؟؟" ذینیہ ڈائریکٹر سے پوچھ رہی تھی۔"

"بہت ہی بہترین۔۔ کل سے شوٹنگ محل میں ہو گی۔۔"

ڈائریکٹر نے انرجی ڈرنک کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"ویل ڈن۔۔ ویسے جے کے

(jk)

صاحب آپ نے ہارر مووی بنانے کا کیوں سوچا؟" ذینیہ نے سوال کیا۔

بس ایسے ہی دماغ میں آئی ڈیا آیا تو سوچا اسکو فلم کی شکل دے دینی چاہیے۔ تم دیکھنا ہمیشہ کی طرح یہ فلم بھی سپر ہٹ ہونے والی ہے۔۔ ایشا(ہیروئن) کی ایکٹنگ کمال ہے۔۔ "ڈائریکٹر کو اپنی ٹیم پر پورا بھروسہ تھا۔ وہ ایک مشہور ڈائریکٹر تھا۔۔ جے کے پروڈکشن کو پورا بالی ووڈ جانتا تھا۔

"چلیں بیسٹ آف لک۔۔ میں ذرا اپنی کزنز کو دیکھ لوں۔۔"

ذینیہ کہتے ہوئے وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

کیسا لگا انگلینڈ۔۔؟؟"ریحان فون پر پوچھ رہا تھا۔"

بہت ہی اداس سا۔۔"میرہ نے اپنے کمرے کی کھڑکی سے اس باغ کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔"

کیوں۔۔ اداس کیوں۔۔؟؟ اداس تو وجے پور ہو گیا ہے۔۔ تم جو چلی گئی ہو۔۔ انگلینڈ کو تو مسکرانا چاہیے۔۔ تمہیں ویلکم کرنا چاہیے۔۔"وہ کہہ رہا تھا۔

میں یہاں آئی ہوں نا۔۔ میری وجہ سے انگلینڈ بھی اداسی کی لپیٹ میں آگیا ہے۔۔"میرہ تاسف سے ہنسی۔"

اچھا سنو۔۔"ریحان نے عجیب سے لہجے میں کہا تو میرہ چونکی۔ "

میری دی ہوئی واچ پہنی ہوئی ہے یا نہیں؟؟

وہ پوچھ رہا تھا۔

اور میرہ نے اچانک اپنی کلائی کو دیکھا جو کھالی تھی۔۔ وہ کچھ کہہ نہ سکی۔

"تمہاری خاموشی بتا رہی ہے کہ تم نے نہیں پہنی ہوئی۔۔۔"

ریحان کا دل جیسے ٹوٹ سا گیا تھا۔

میرہ کے تصور میں اسکا اترا ہوا چہرہ ابھرا تو اسے افسوس ہوا۔

" کبھی تو دل رکھ لیا کرو یار۔۔۔"

وہ کہہ کر فون بند کر چکا تھا۔۔ اس نے میرہ کی بات بھی نہیں سنی تھی۔ اور میرہ کو گلٹی سا فیل ہو رہا تھا۔۔۔

"اب اسکو کیسے مناؤں۔۔؟؟"

وہ بار بار کال ملا رہی تھی۔ مگر نمبر آف جا رہا تھا۔

وہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی تھی۔

رات کا ناجانے کونسا پہر تھا۔ ایک عجیب سے شور پر میرہ کی آنکھ کھلی۔۔ کسی لڑکی کے چلانے کی آوازیں تھیں۔۔ وہ ہڑبڑا کے اٹھ بیٹھی۔ آوازیں باہر سے آ رہی تھیں۔۔ وہ جلدی سے اٹھی اور باہر کی طرف لپکی۔

باہر سیڑھیوں پر آوازیں ابھر رہی تھیں۔۔ کوئی اوپر آ رہا تھا۔

اور پھر میرہ نے دیکھا کہ دو تین لڑکے اور لڑکیاں ایک کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

زینیہ آپی اور رام ناتھ بھی اس کمرے کی طرف بڑھے۔

وہ فلم کی ہیروئن ایشا کا کمرہ تھا۔۔

کمرے کا دروازہ نہیں کھل رہا تھا۔۔ کافی کوششوں کے بعد کمرے کا لاک توڑا گیا۔۔

ایشا چلاتی ہوئی زینیہ آپی سے لپٹ گئی تھی۔ اسکی اچھی خاصی دوستی ہو گئی تھی زینیہ آپی سے۔۔

"کیا ہوا ایشا۔۔؟؟ تم چلا کیوں رہی ہو۔۔؟؟"

ڈائریکٹر نے پوچھا۔

ایشا نے ڈرتے ڈرتے ہاتھ سے ایک طرف اشارہ کیا۔

سب نے ڈریسنگ ٹیبل کی طرف دیکھا۔۔ جسکے آئینے پر

بڑ ساکچھ لکھا ہوا۔۔

I am Back..

#Sia...

یہ سپاٹ بوائے آگے بڑھا اور اس نے ان لفظوں کو چھوا۔۔

اٹس بلڈ سر۔۔ یہ خون سے لکھا گیا ہے۔۔" وہ بتا رہا تھا۔"

وہاں موجود ہر شخص حیران و پریشان رہ گیا تھا۔

اچانک میرہ کی نظر رام ناتھ پر پڑی۔۔ جو پھٹی پھٹی نظروں سے آئینے کو دیکھ رہا تھا۔

"سِیا۔۔۔"

وہ بڑبڑا رہا تھا۔ اسکے چہرے کا رنگ فق ہو چکا تھا۔

جانے میرہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

"اٹس بلڈ سر۔۔ یہ خون سے لکھا گیا ہے۔۔"

وہ بتا رہا تھا۔

وہاں موجود ہر شخص حیران و پریشان رہ گیا تھا۔

اچانک میرہ کی نظر رام ناتھ پر پڑی۔۔ جو پھٹی پھٹی نظروں سے آئینے کو دیکھ رہا تھا۔

سِیا۔۔۔

وہ بڑبڑا رہا تھا۔ اسکے چہرے کا رنگ فق ہو چکا تھا۔

جانے میرہ کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

میرہ کے دیکھتے ہی دیکھتے رام ناتھ وہاں سے بھاگ گیا۔ میرہ الجھ گئی تھی۔

ایمیشا بہت ہی ڈری ہوئی تھی جبکہ صلہ زینیہ آپی کا ہاتھ سختی سے تھامے کھڑی تھی۔ جے کے پروڈکشن کی ٹیم کیلئے یہ سب کچھ نیا نہیں تھا۔ وہ لوگ خود ایک ہارر مووی بنا رہے تھے اور اس میں اسطرح کافی سین قید کیے گئے تھے۔ لیکن ناجانے کیوں آئینے پر لکھے ان الفاظ کو پڑھ کر ایمیشا کی حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔

میرہ تم صلہ کو لے کر اپنے کمرے میں جاؤ میں ذرا آتی ہوں" زینیہ آپی نے میرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میرہ نے اثبات میں سر ہلایا اور صلہ کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ لیکن اسکا دماغ ابھی تک رام ناتھ میں اٹکا تھا۔

گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کسی نے مذاق کیا ہو۔ تم سو جاؤ ایمیشا صبح شوٹنگ بھی کرنی ہے۔ پرکشش نظر آنے کیلئے تمہارا اچھی نیند لینا ضروری ہے" جے کے صاحب نے شفا کو حوصلہ دیا۔ ایک سپاٹ بوائے نے گیلے کپڑے سے آئینہ صاف کر دیا تھا۔

"سب اپنے اپنے کمروں میں جائیں

" JK

کے کہنے پر سبھی وہاں سے چلے گئے۔

ڈونٹ وری ایشاء سب ٹھیک ہے۔" زینیہ آپی نے ایشاء کا ہاتھ پکڑ کر ہلکہ سا دبایا تو وہ مسکرائی ی۔ "

آپکو کیا لگتا ہے جے کے صاحب کہ کیا یہ کوئی ی شرارت ہے؟ اور سیا کون ہے؟" ایشاء کے کمرے سے باہر نکلنے کے بعد " زینیہ آپی نے ڈائریکٹر سے پوچھا۔

جہاں تک میرا خیال ہے یہ ایک پرانک ہی ہے۔ ضرور ٹیم میں سے ہی کسی نے کی ہو گی اور جہاں تک سیاء کا تعلق ہے تو میں نہیں جانتا" یہ کون ہے" جے کے صاحب کے چہرے پر سنجیدگی چھائی ی تھی۔

" ھمم۔۔اس محل کی کی ئی ر ٹیکر ہونے کے حوالے سے ہر کام پر نظر رکھنا میری ذمہداری ہے۔ لیکن خیر چھوڑیں میں پتا لگا لو

Glti

گی صبح کہ یہ مذاق کس نے کیا۔ تب تک کیلئے شبِ بخیر" زینیہ آپی مسکرا کر کہتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی ی تھیں۔ جبکہ پیچھے ڈائریکٹر کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں واضح تھیں۔

یہ سیا کون ہے؟ اور رام ناتھ یہ نام سن کر وہاں سے بھاگ کیوں گئے تھے؟" المیرہ اپنے کمرے میں ٹہل رہی تھی۔ لیکن اسکی سوئی ی " ابھی تک رام ناتھ میں اٹکی تھی۔

اگر میں آپی سے اس بات کا ذکر کروں گی کہ یہ محل مجھے بہت عجیب سا لگتا ہے تو انہیں پریشانی ہو گی وہ دادو کو بتائیں گی اور پھر دادو کو" لگے گا کہ میرے پاگل پن نے انگلینڈ میں بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اُفف اب کیا کروں؟" المیرہ سوچتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی ی تھی۔ صلہ بیڈ کی دوسری سائیڈ پر سوئی ی ہوئی تھی۔ لیکن ناجانے کیوں المیرہ کی نیند جیسے اڑ سی گئی ی تھی۔ وہ اٹھی اور کمرے کی پچھلے حصے میں کھلنے والی کھڑکی میں جا کر کھڑی ہو گئی ی تھی۔

کچھ تو ہے یہاں۔۔ لیکن کیا؟؟“ المیرہ نے اس ویران باغ کو دیکھتے ہوئے سوچا۔ ”

---

گاڑی فل اسپیڈ سے لندن کی پر رونق سڑکوں پر گھوم رہی تھی۔ آفیسر دانش کے ذہن میں ایک چیز بار بار فلیش بیک دے رہی تھی۔

“میری مجبوری ہے آفیسر صاحب آپ نہیں سمجھیں گے ”

حائنہ گیلانی کی آواز اسکی سماعتوں سے بار بار ٹکرا رہی تھی۔

ایسا کیا ہے اس لڑکی میں؟؟ کیا وہ سچ میں کوئی سپر پاور رکھتی ہے۔۔؟؟“ وہ سوچ رہا تھا۔ ”

واٹ ربش۔۔ یہ نہیں ہو سکتا“ دانش نے زور سے ہاتھ اسٹیرنگ پر مارا اور اپنی ہی سوچ کی تردید کی۔ ”

"تو پھر کیسے پتہ لگاؤں؟؟ ایسا کوئی کیس نہیں جو میجر دانش تیمور نے نا Solve کیا ہو۔۔ پھر میں اتنا کیوں الجھ رہا ہوں؟“ وہ واقعی پریشان تھا۔ جب تک اس نے مس ونڈر کو سیریس نہیں لیا تھا وہ پر سکون تھا لیکن جیسے ہی اسے محسوس ہوا کہ وہ لڑکی کچھ ہے تب سے وہ الجھا ہوا تھا۔

اسکا موبائل کب سے ٹوں ٹوں کر رہا تھا۔

اکتا کر اس نے موبائل اٹھایا اور اجنبی نمبر سے ایک میسج کر وہ بری طرح ٹھٹھکا۔

"#24_wall_street_Pizza_ At_city_point

ایک لڑکی کا ساڑھے گیارا مڈر ہو گا۔۔

#You_can_save_her"

آفیسر دانش اچھی طرح جانتا تھا کہ یہ میسج اسے کس نے کیا تھا۔ بنا سوچے سمجھے اس نے گاڑی کا رخ سٹی وال کی طرف کر دیا تھا۔ گیارہ بج کر بیس منٹ ہو چکے تھے یعنی اسکے پاس صرف دس منٹ کا وقت کا۔

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ اس نے مس ونڈر پر اندھا یقین کیا تھا۔ اب اسکا نتیجہ جانے کیا نکلنے والا تھا۔

بگوان مجھے بچالو۔۔ وہ لوٹ آئی ی ہے۔۔ مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا کہ وہ کوئی ی چڑیل ہے“رام ناتھ کچن سے ملحکہ چھوٹے سے ” کمرے میں اپنے بگوان سے دعائیں مانگ رہا تھا۔

وہ کافی ڈرا ہوا لگ رہا تھا۔

مجھے بڑے مالک تک یہ خبر پہچانی چاہیے۔ ہاں میں صبح ہی انہیں فون کرتا ہوں“ وہ ہلکا سا بڑبڑایا اور پھر سے اپنی پوجا میں مصروف ” ہو گیا تھا۔

آفیسر دانش جب سٹی وال پہنچا تو ساڑھے گیارہ ہونے میں صرف ایک منٹ باقی تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پزاہٹ کے اندر داخل ہوا۔ اچانک اسکی نظر ایک کونے میں ٹیبل پر بیٹھی مس ونڈر پر پڑی۔ اس سے پہلے کہ وہ اسکی طرف بڑھتا مس ونڈر نے اسے آنکھ سے دائیں طرف اشارہ کیا۔

وہ یہاں سے آئے گا اور بائیں طرف جو آخری ٹیبل پر لڑکی بیٹھی ہے اسکے پاس جائے گا۔۔ اور مڈر بھی اسی لڑکی کا ” ہو گا“موبائل پر بپ کی آواز سے آفیسر دانش نے میسج چیک کیا۔ میسج پڑھنے کے بعد اس نے اثبات میں سر ہلایا اور چوکنا ہو گیا۔

تبھی اسکی دائیں طرف سے ایک لڑکا نمودار ہوا۔۔ لمبے بالوں والا۔۔ انتہائی لوفرانہ حلیہ تھا اسکا۔۔ وہ سگریٹ سلگاتا اسکے پاس سے گزر کر بائیں طرف چلا گیا۔

جیسے ہی وہ لڑکی کے پاس جاکر بیٹھا اس سے دو ٹیبل چھوڑ کر آفیسر دانش بیٹھ گیا لیکن اس پر مکمل نظر رکھے ہوئے تھا وہ۔

پہنچ گئے تم لوگ“ اس نے فون پر کسی سے پوچھا۔ ”

یس سر“ دو لفظی جواب سننے کے بعد اس نے فون بند کیا۔ ”

مس ونڈر حیرانی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ بجائے اس لڑکے کو پکڑنے کے وہ آرام سے بیٹھا تھا۔

دو منٹ بعد وہ لڑکی مسکرا کر کچھ کہتی وہاں سے اٹھی اور ایک طرف چلی گئی۔ لڑکی کے جانے کے بعد اس لڑکے نے بہت ہی ہوشیاری سے میز پر رکھی دونوں گلاس بدلے۔۔ اور پھر سیٹی بجاتا کرسی سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔

پانچ منٹ بعد لڑکی واپس آئی تھی۔۔ وہ اب اسکے سامنے بیٹھی تھی۔۔ مس ونڈر کا دل ڈر رہا تھا۔۔ اسے لگ رہا تھا جیسے ابھی کچھ برا ہو گا۔

یہ کچھ کر کیوں نہیں رہا“ وہ جھنجھلائی۔ ”

جیسے ہی لڑکی نے گلاس اٹھایا دانش اپنی کرسی سے اٹھا اور لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

Excause me can i check your drink??

دانش نے لڑکی کے ہاتھ سے گلاس لیتے ہوئے پوچھا۔

Who the hell are you?

لڑکے کا رنگ ایک دم پھیکا پڑا اور وہ غصے سے چلایا۔

میجر دانش نے بنا کچھ کہے اپنا آئی ڈی کارڈ نکال کر دونوں کے سامنے کیا۔ لڑکی تو حیران سی کبھی گلاس کبھی میجر اور کبھی اپنے بوائے فرینڈ کو دیکھ رہی تھی۔

البتہ کارڈ دیکھ کر لڑکے کے چہرے پر پسینہ چمکا۔ اس نے ایک زور دار دھکا دانش کو دیا اور باہر کی طرف بھاگا۔

آفیسر دانش کا دماغ ایک پل میں کھسکا اس نے ہاتھ میں پکڑا گلاس ایک خاص نشانے سے بھاگتے ہوئے لڑکے کے پاؤں پر دے مارا جس سے وہ لڑکھڑا کر نیچے گر گیا تھا۔ اسکے ساتھ ہی داؤد اور کچھ آفیسرز اندر داخل ہوئے۔

پورے ہٹ میں ایک ہلچل سی مچ گئی تھی۔ انہوں نے آگے بڑھ کر اس لڑکے کو پکڑا اور داؤد نے جھک کر وہ گلاس اٹھایا۔

جبکہ مس ونڈر حیرت سے آفیسر دانش کو دیکھ رہی تھی اسے اندازہ نہیں تھا کہ وہ اتنا غصے والا تھا۔

وہ مزید وہاں رکنا نہیں چاہتی تھی اور چپکے سے دروازے کی طرف بڑھی۔

مس گیلانی آپ کدھر جا رہی ہیں۔۔؟؟“ آفیسر دانش کی آواز گونجی۔ وہ ایک دم رکی۔ ”

آفیسرز اس لڑکے کو لے کر چلے گئے تھے۔ جبکہ لڑکی ابھی تک حیران تھی جسے داؤد ساری بات سمجھا رہا تھا۔

میں گھر جا رہی ہوں“ وہ ہلکا سا بڑبڑائی۔ ”

ابھی نہیں جا سکتی آپ۔ کچھ باتیں ڈسکس کرنی ہیں آپ سے“ وہ انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہہ رہا تھا۔ ”

“لیکن رات کافی ہو گئی ہے میرا گھر جانا ضروری ہے۔ میری آخری بس بارہ بجے آتی ہے اگر وہ نکل گئی تو۔۔”

ہم آپکو ڈراپ کر دیں گے۔ آپ اس وقت پولیس کسٹڈی میں ہیں ڈونٹ وری۔۔!!“ وہ انتہائی پروفشنل انداز میں کہہ رہا تھا۔ ”

پولیس کسٹڈی۔۔؟ کیوں؟ میں نے کیا کیا؟“ وہ حیران ہوئی۔ ”

داؤد اس لڑکی کو لے کر جا چکا تھا۔ جبکہ دانش اس ہٹ کے اونر سے بات کر رہا تھا جبکہ وہ پریشان سی واپس اپنی جگہ پر بیٹھ چکی تھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیوں روکا گیا؟

دس منٹ بعد وہ اسکی طرف آیا۔

”چلیں۔۔؟؟“ لہجہ کافی دھیمہ تھا وہ بنا کچھ کہے اٹھی اور اسکے پیچھے چلنے لگی۔

”آپ کچھ بتانا پسند کریں گی مس کہ آپکو اس سب کی کیسے خبر ہوئی؟؟“ وہ دونوں مس ونڈر کے گھر کی طرف جا رہے تھے۔ گاڑی میں پھیلی خاموشی کو دانش نے خود ہی توڑا۔

”کیا بتاؤں آپکو؟“ وہ اب کافی حد تک پرسکون ہو چکی تھی لیکن رات کے اس وقت۔۔ اسے اس شخص کا ساتھ بہت عجیب لگ رہا تھا۔

”سب کچھ“ دو لفظی جواب آیا۔

”میں نے دیکھا۔۔۔ تھا سب“ وہ بہ مشکل بتا پائی۔

کیسے؟؟

اور مس ونڈر کو لگ رہا تھا کہ سب کچھ بتائے بنا اب کوئی چارہ نہیں تھا۔

”وہ لڑکی میری کلاس فیلو ہے۔ شام اس نے مجھ سے میرا فون لیا تھا شاید اسے کوئی ارجنٹ کال کرنی تھی۔ اسکے فون واپس کرنے کے بعد جیسے ہی میں نے اپنے فون کو چھوا مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا اور میں نے خود کو ان دونوں کے سامنے پایا جس میں وہ لڑکی ڈرنک پیتی ہے اور پھر۔۔“

”لیکن تمہیں یہ سب کیسے محسوس ہوتا ہے۔۔؟؟“ دانش نے اسکی بات کاٹی۔

نہیں جانتی"مس ونڈر نے سرد سے لہجے میں جواب دیا۔"

اور اس سوال کا جواب کب ملے گا کہ آپ اپنے ہاتھ ہمیشہ اندر کیوں رکھتی ہیں؟؟"وہ پوری توجہ سے گاڑی ڈرائیو کرتے پھر پوچھنے" لگا۔

کیونکہ میری مجبوری ہے۔۔ میرے ہاتھ جیسے ہی کسی چیز کو چھوتے ہیں یہ محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔۔ چیزیں خود بخود سامنے آنے" لگ جاتی ہیں۔۔ کبھی کوئی طاقت مجھے کھینچ کر ماضی میں لے جاتی ہے تو کبھی میں اپنے آپکو مستقبل میں پاتی ہوں۔۔۔ یہ سب میری مرضی سے نہیں ہوتا۔۔ میرا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔۔ کبھی کبھی میں چاہ کر بھی کچھ محسوس نہیں "کر پاتی۔۔

وہ بنا رکے کہتی چلی گئی۔

اچانک گاڑی ایک جھٹکے سے رکی۔

"آپکا گھر آگیا مس ونڈر۔۔"

مس ونڈر نے ایک نظر باہر دیکھا اور پھر بنا کچھ کہے گاڑی سے اتر گئی۔

شکریہ۔۔ ایک معصوم جان بچانے میں مدد کرنے کا"وہ پہلی بار ہلکہ سا مسکرایا۔"

مس ونڈر کو وہ شخص پاگل لگا جو ایک پل میں تولہ اور پل میں ماشہ ہو جاتا تھا۔ وہ کوئی جواب دیئے بنا اپنے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گئی۔ اسکی اتنی لمبی بات پر اس شخص نے کوئی ری ایکٹ نہیں کیا تھا۔

عجیب پاگل شخص ہے۔۔"وہ بڑبڑائی۔ اسکے اپارٹمنٹ میں داخل ہونے کے بعد وہ گاڑی کا رخ پولیس اسٹیشن کی" طرف موڑ چکا تھا۔

یہ لڑکی کون ہے؟؟ کہاں سے آئی ہے؟؟ اسکے ساتھ یہ عجیب سا مسئلہ کیوں ہے؟ مجھے یہ سب بہت جلدی جاننا ” ہے“ وہ سوچ رہا تھا۔ اور بہت جلد وہ اپنی سوچ پر عمل کرنے والا تھا۔

وہ مجھ سے محبت نہیں کرتی۔۔ محبت تو کیا وہ مجھ پر اعتبار بھی نہیں کرتی۔۔ جب تک وہ مجھ پر اعتبار نہیں کرے گی تب تک میں اپنا کام ” شروع نہیں کر سکتا۔۔

میری جیت کیلئے لازمی ہے وہ لڑکی مجھ پر اندھا اعتبار کرے۔۔

میں دن کہوں وہ دن کہے۔۔

میں رات کہوں تو اسکے لئے رات ہو۔۔

اس نے تو ایک گھڑی تک نہیں پہنی۔۔ کیسے کر پاؤں گا میں اپنا کام مکمل۔۔؟؟ نہیں۔۔ ہرگز نہیں۔۔ اسے مجھ پر یقین کرنا “ہو گا۔۔ اگر نہیں کرے گی تو میں اسے مجبور کر دوں گا کا وہ مجھ پر۔۔ صرف مجھ پر یقین کرے۔۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑا مسکرا رہا تھا۔۔ ایسا لگتا تھا جیسے اس وقت وہ کسی اور کی گرفت میں تھا۔ کسی کے اثر میں۔۔

اٹھ جاؤ صلہ سب ناشتے پر انتظار کر رہے ہیں تمہارا۔۔۔ ”

کب تک سوؤ گی“ المیرہ نے سویٹر پہنتے ہوئے صلہ سے کہا۔

سونے دو نا۔۔ ابھی نہیں اٹھنا ویسے بھی رات کو اتنی لیٹ سوئے تھے۔“ وہ اٹھنے کو تیار نہیں تھی۔ ”

ٹھیک ہے پھر مرو۔۔ جب ذینیہ آپی کی ڈانٹ پڑے گی تب بھی اٹھو گی نا۔۔" المیرہ نے غصے سے کہا اس سے پہلے وہ کمرے سے باہر ” نکلتی ایک عجیب سی آواز پر اسکے قدم رک گئے۔

کچھ سوچ کر وہ کھڑکی کی طرف بڑھی۔

اچانک اسکی نظر اس باغ پر پڑی۔ اسے کوئی باغ کے اندر داخل ہوتا نظر آیا۔۔ وہ کوئی لڑکا تھا۔۔ جو گٹار کو اپنے کندھے پر لٹکائے باغ میں داخل ہوا۔۔

“ریحان۔۔۔۔ یہ یہاں کیا کر رہا ہے؟؟ یہ تو وجے پور میں تھا۔؟”

وہ حیران ہوئی اور پھر بنا کچھ سوچے سمجھے دروازے کی طرف بڑھی اب اسکا رخ اس باغ کی طرف تھا۔

باغ کے سامنے پہنچ کر وہ ایک دم رکی۔۔ گہرے کالے بادلوں نے آسمان کو ڈھانپا ہوا تھا۔۔ وہ غور سے اس باغ کو دیکھ رہی تھی جسکے چاروں طرف ایک باڑ تھی۔

کون ہے یہاں؟؟“ اس نے اندر جانے سے پہلے پوچھا۔ لیکن اس جنگل نما باغ سے اٹھتا دھواں اسے اندر جانے پر مجبور کر رہا تھا۔” دھڑکتے دل کے ساتھ بالآخر وہ اندر داخل ہو گئی تھی۔

اندر اندھیرا زیادہ تھا۔

ریحان کیا یہ تم ہو؟“ وہ اب پوچھ رہی تھی۔”

اچانک پرندوں کے پھڑپھڑانے کی آواز اسکی سانسیں بند کر گئی تھی۔

ریحان“ وہ پھر چلائی۔”

مگر کوئی جواب نہ ملا۔

کیا وہ میرا وہم تھا؟ لیکن وہ ریحان ہی تھا۔۔ وہ کوئی ی اور بھی تو ہو سکتا ہے نا۔۔؟" وہ خود بہت پریشان تھی۔ ”

ریحان دیکھو یہ بہت برا مذاق ہے اگر یہ تم ہو میں تم سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی۔۔“ وہ روہانسی ہوئی ی۔ ”

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی ایک جھٹکے سے وہ پیچھے ہوئی ی۔

اسکے سامنے بالکل سامنے کچھ گرا تھا اوپر سے۔۔

میرہ نے غور کیا تو وہ سر تھا ایک کٹا ہوا سر۔۔ ایک انسان کا سر۔۔ جس سے خون نکل رہا تھا۔

پورا باغ اسکی چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔۔ وہ پاگلوں کی طرح بنا پیچھے دیکھے بھاگ رہی تھی۔ خوف نے اسکے حواس معطل کر دیئے تھے۔۔

“ ریحان دیکھو یہ بہت برا مذاق ہے اگر یہ تم ہو میں تم سے کبھی بھی بات نہیں کروں گی۔۔ ”

وہ روہانسی ہوئی ی۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی ایک جھٹکے سے وہ پیچھے ہوئی ی۔

اسکے سامنے بالکل سامنے کچھ گرا تھا اوپر سے۔۔

میرہ نے غور کیا تو وہ سر تھا ایک کٹا ہوا سر۔۔ ایک انسان کا سر۔۔ جس سے خون نکل رہا تھا۔

پورا باغ اسکی چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔۔ وہ پاگلوں کی طرح بنا پیچھے دیکھے بھاگ رہی تھی۔ خوف نے اسکے حواس معطل کر دیئے تھے۔۔

المیرہ کو لگ رہا تھا جیسے کوئی ی اسکے پیچھے بے تحاشہ ہنس رہا ہو۔۔۔ کوئی ی قہقہے لگا رہا تھا۔۔

وہ بھاگتے ہوئے محل تک پہنچی اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا۔

ارے المیرہ بی بی کیا ہوا آپکو؟؟“ رام ناتھ نے اسے یوں بھاگتے دیکھا تو پوچھا۔ ”

پورالاؤنج اسکی چیخوں سے گونج اٹھا ہوا۔

"المیرہ کہاں ہے صلہ؟"

پتا نہیں زینیہ آپی۔ مجھے اٹھانے کے بعد وہ۔۔ "

صلہ کی بات بیچ میں ہی رہ گ ئی ی تھی المیرہ کی چیخوں نے سب کی توجہ اپنی طرف مبذول کرالی تھی۔

بڑے سے ڈائی ننگ ہال میں زینیہ صلہ اور جے کے پروڈکشن کی پوری ٹیم موجود تھی۔ سوائے المیرہ کے۔

"یہ تو میرہ کی آواز ہے۔"

زینیہ آپی پریشان ہوئی یں۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھیں اور لاؤنج کی طرف بڑھی جہاں کارپٹ پر المیرہ اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے آنکھیں بند کئے زور زور سے چیخ رہی تھی۔

میرہ کیا ہوا؟؟ تم چیخ کیوں رہی ہو؟" وہ سب اسکی طرف بڑھے لیکن میرہ کسی کی سن نہیں رہی تھی۔ "

"المیرہ ہوش کرو۔ کیا ہو گیا ہے تمہیں"

زینیہ آپی نے اسے کندھوں سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔

رام ناتھ کے تو سانس سوکھے پڑے تھے۔ وہ رام رام بڑبڑا رہا تھا۔

ریلیکس میرہ۔۔ کیا ہوا ہے مجھے بتاؤ؟" میرہ کو حیرانی سے اپنی جانب دیکھتے پاکر کر زینیہ آپی نے دوبارہ پوچھا۔ "

وو۔۔۔ وہ۔۔ وہاں باغ میں۔۔

ہاں۔ ہاں بولو۔۔ کیا ہوا باغ میں۔۔

وہ وہاں ریحان۔۔"

المیرہ اتنا کہہ کر زینیہ آپی سے لپٹ گئی تھی۔ وہ شدید ڈری ہوئی تھی۔

"کیا ہوا ریحان کو؟؟"

وہ آپی۔۔وہ ریحان کا۔۔

میرہ بتا نہیں پا رہی تھی اب وہ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

"پانی پیو میرہ۔۔"

صلہ نے پانی کا گلاس اسکے سامنے کیا۔ جسے وہ ایک ہی سانس میں پی گئی تھی۔

وہاں موجود سب لوگ اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

پانی پینے کے بعد میرہ کے تھوڑے حواس بحال ہوئے تھے۔

کیا پھر کوئی برا سپنا دیکھا؟"صلہ نے پوچھا۔ "

"صلہ۔۔۔برا سپنا کمرے میں دیکھا جاتا ہے۔ باغ میں نہیں"

زینیہ نے صلہ کو ڈپٹا۔

اووہ سوری۔۔"وہ شرمندہ ہوئی۔ "

"سب ٹھیک ہے۔ آپ لوگ ناشتہ کریں میں پوچھ لونگی میرہ سے۔"

زینیہ آپی کے کہنے پر جے کے کی پوری ٹیم ڈائی ننگ ہال کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"اب بتاؤ کیا دیکھا تم نے باغ میں؟ اور تم اتنی صبح صبح وہاں کیا لینے گئی تھی؟"

"آپی میں نے ریحان کو دیکھا۔۔وہ باغ میں۔۔میں اسکے پیچھے گئی تھی۔۔"

واٹ۔۔؟؟ریحان اور لندن میں؟؟“صلہ حیران ہوئی۔ ”

ہاں۔ جب میں باغ کے اندر گئی تو وہاں۔۔ اوپر سے۔۔"ایک بار پھر میرہ کے چہرے پر خوف پھیل گیا۔”

المیرہ ریحان لندن میں نہیں ہے۔ وہ پاکستان جاچکا ہے۔۔ اب وہ وجے پور میں بھی نہیں ہے“ذینیہ آپی نے اسکا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

“لل۔۔ لیکن میں نے اسے خود اندر جاتے دیکھا۔۔ اور وہ کٹا ہوا سر۔۔ وہ ریحان کا تھا۔۔ وہ خون۔۔ وہ۔۔”

میرہ میری جان نکل آؤ اس خوف کے اثر سے۔۔ سب ٹھیک ہے۔ ابھی میری ریحان سے بات ہوئی تھی وہ رات کی ” “فلائیٹ سے پاکستان جاچکا ہے۔ سب ٹھیک ہے۔

ذینیہ آپی نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامتے ہوئے پیار سے کہا۔

المیرہ کی آنکھوں میں نمی چمکی۔

سب ٹھیک ہے“ ذینیہ آپی کے کہنے پر میرہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ وہ خاموش ہوگئی تھی۔ ویسے بھی وہ کسی کو اپنی بات ” نہیں سمجھا سکتی تھی۔

صلہ کی نظر المیرہ کی کلائی میں بندھی اس نازک گھڑی پر پڑی جو اسے ریحان نے دی تھی۔

“جب جب تم وقت دیکھو گی تمہیں ریحان یاد آئے گا۔۔ اور صرف ریحان ہی یاد آئے گا یہ ریحان کا وعدہ ہے”

محل میں ریحان کے جملے جیسے گونج کر رہ گئے تھے۔

“یس۔۔ مائے سن۔۔ وہ ادھر ہی پڑھتا تھا۔۔ اٹھارہ سال تک وہ اسی سکول میں رہا تھا۔۔”

رہا نہیں رہی تھی مس مارتھا۔۔" دانش نے اپنے سامنے بیٹھی مارتھا کی تصحیح کی۔"

یس یس۔۔ سیم۔۔ وہ مسکرائی ی۔

"کیا آپ مجھے بتائیں گی وہ کیسی تھی اپنی سکول لائی ف میں؟؟ اسکا رویہ باقیوں سے کیسا تھا؟"

"وہ سب سے الگ تھی۔۔ سب جیسی نہیں تھی۔۔ وہ چپ چپ رہتی تھی۔۔ ام کو وہ بہت ہی زیادہ پسند تھا"

کہتے کہتے مس مارتھا اپنی جون میں واپس لوٹ گ ئی ی تھیں۔

"امم۔۔ نہیں جانتا اسکو ادھر کون لایا تھا۔۔ پر وہ بہت اچھا چائی لڈ تھا"

مس مارتھا۔۔ کیا آپ مجھے بتائیں گی کہ اسکے ساتھ کوئی ی پرابلم تھی؟ آفیسر دانش نے اپنے غصے کو مشکل سے کنٹرول کیا۔ "

وہ اس وقت ایک بورڈنگ اسکول میں تھا۔ وہ سکول جہاں مس ونڈر نے اپنی زندگی کے اٹھارہ سال گزارے تھے۔ وہ جو پوچھنا چاہتا تھا وہ مس مارتھا اسے نہیں بتا رہی تھی۔

پرابلم نہیں تھا اسکے ساتھ۔۔ اسکے پاس تو میجک تھا۔۔ میجک۔۔ "مس مارتھا کی آنکھیں چمکی۔"

کیسا میجک؟" وہ متوجہ ہوا۔"

ایک بار اس نے ام کو کہا کہ مدر مارتھا آپ رات کو باہر مت جانا۔۔ آپکو چوٹ لگے گا۔۔"

پھر؟؟

پھر ام نے پہلے اسکا یقین نہیں کیا۔ لیکن پھر ام کو کام تھا تو ام نہیں گیا۔۔

پھر؟؟

وہ بے چین ہوا تھا۔

پھر ام کو صبح پتا چلا کہ جس گاڑی میں ام نے جانا تھا اسکا ایکسڈینٹ ہو گیا تھا رات کو۔۔ مس ہیلن۔۔ وہ گیا تھا اس گاڑی میں۔۔ انکو سر پر بہت چوٹ آیا۔۔

مطلب وہ بچپن سے ہی کچھ انوکھا رکھتی ہے اپنے پاس۔۔ ”

لیکن وہ میجک۔۔ وہ پاور۔۔ وہ چیز اسے ملی کہاں سے؟“ وہ سوچ رہا تھا۔

ام بہت حیران ہوا۔۔ ”

“اوکے تھینکس مس مارتھا۔۔ پھر ملاقات ہو گی ”

وہ اسکی بات کاٹتے ہوئے اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کیا وہ تم کو ملا؟؟ کافی عرصے سے ام نے اسکو نہیں دیکھا۔ وہ ادھر نہیں آیا۔۔ "مس مارتھا کی بات سن کر وہ رکا۔ ”

وہ اسے کیا بتاتا کہ اب ہر روز اسی سے تو سامنا ہوتا تھا اسکا۔۔ وہ اسکے سامنے ہو کر بھی اسکو جان نہیں پا رہا تھا۔

“اگر وہ تم کو ملے تو اسے کہنا مارتھا تم کو بہت یاد کرتا ہے ”

اوکے۔۔۔ "وہ پلٹ کر مسکرایا۔۔ اور پھر چلا گیا۔ "

ابھی اسے بہت کچھ جاننا تھا۔۔۔ بہت کچھ۔۔

مناظر۔۔ کہاں جا رہے ہو؟؟“ وہ ایک دم اسکے سامنے آئی۔ ”

مناظر کے چہرے پر بے زاری ابھری۔

بتاؤ نا۔۔ تمہارا میچ ہے کیا؟“ اسے چپ دیکھ کر میرہ نے ایک بار پھر پوچھا۔ ”

تم مجھ پر اتنی نظر کیوں رکھتی ہو؟ کیا تمہیں اور کوئی کام نہیں؟؟“ وہ بولا تو اسکا لہجہ سخت تھا۔ ”

"مجھے اچھا لگتا ہے تمہاری خبر رکھنا۔۔”

“لیکن مجھے اچھا نہیں لگتا۔۔ مجھے ہرگز نہیں پسند کہ کوئی میری ذاتی زندگی میں دخل اندازی کرے۔”

وہ چلا اٹھا تھا۔۔ میرہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔

وہ ظالم تو تھا ہی۔۔ لیکن میرہ کیلیئے تو وہ ایک بیسٹ بن جاتا تھا۔

"میں تو ایسے ہی پوچھا۔۔”

فار گاڈ سیک میرہ۔۔ بی میچور۔۔ تم اب بچی نہیں رہی۔۔ اٹھارہ سال کی ہوگئی ہو۔۔ بچوں والی حرکتیں مت کیا کرو ” اب“ وہ انتہائی سرد لہجے میں کہتا چلا گیا تھا۔

اور وہ نم آنکھیں لیے کھڑی رہ گئی تھی۔۔

المیرہ۔۔۔”

آواز پر وہ چونک کر ماضی کے خیالوں سے باہر نکلی۔۔

وہ پانچ سال پیچھے چلی گئی تھی۔۔ اور اکثر وہ حال سے ماضی میں پہنچ جاتی تھی۔ وہ ماضی جس میں مناظر تھا۔۔

وہ ظالم شخص۔۔۔

"جی آپی۔۔”

وہ کھڑکی سے ہٹی اور بیڈ کی طرف آئی جہاں زینیہ آپی بیٹھی تھیں۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟؟”

ٹھیک ہوں۔۔"وہ مسکرائی۔ "

آپ کب آئیں۔۔؟؟

“جب تم خیالوں میں گم تھی بس تبھی۔۔کیا سوچ رہی تھی؟”

"کچھ نہیں آپی۔۔۔بس ایسے ہی۔۔آپ سنائیں۔۔ آفس نہیں گئیں آپ؟؟”

"ہاں جانا تھا آج میں نے لیکن پھر سوچا جب تمہاری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی تب چلی جاؤں گی۔”

آپی میں ٹھیک ہوں۔۔“ میرہ احتجاجاً چلائی۔”

میں جانتی ہوں میرہ تم ٹھیک ہو۔۔۔اور میں چاہتی ہوں تم باہر نکلو۔۔انگلینڈ آئی ہو تو گھومو پھرو۔۔ اور پھر سٹڈی سٹارٹ ”
“کرو۔۔ تم یہاں اس محل میں قید ہونے نہیں آئی ہو۔۔

جی۔۔"وہ بس اتنا ہی کہہ پائی۔:

“اچھا جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔ ہم باہر جا رہے ہیں میں تمہیں یہ کہنے آئی تھی”

" نہیں آپی۔۔آج نہیں میرا دل نہیں کر رہا۔۔"

اٹھ جاؤ بورنگ لڑکی۔۔۔ میں تمہاری ایک نہیں سننے والی۔ آج تمہیں تمہاری پسندیدہ جگہوں پر لے کر جاؤں گی۔۔ ” فٹا فٹ تیار ہوجاؤ تمہارے پاس دس منٹ ہیں۔“ذینیہ آپی نے کہتے ہوئے اسکے کبرڈ سے ایک ڈریس نکالا اور بیڈ پر رکھا۔۔

صرف دس منٹ“وہ اسے یاد دلاتی باہر نکل گئی تھیں۔ جبکہ میرہ ایک گہری سانس لے کر رہ گئی تھی۔ ”

دروازے پر ہوتی مسلسل بیل نے اسے کچن سے باہر نکلنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔

افففف۔۔ کون ہے اس وقت۔۔ "مس ونڈر نے بڑبڑاتے ہوئے دروازہ کھولا۔"

میم یور پارسل۔۔۔ "دروازے کے باہر ایک لڑکا کھڑا تھا جسکے ہاتھ میں ایک پارسل تھا۔"

ہائی یں۔۔۔ مجھے کس نے پارسل بھیجا۔۔؟؟

وہ حیران ہوئی ی۔

سائی ن پلیز۔۔ "لڑکے نے چٹ آگے بڑھائی ی تو اس نے سائی ن کرنے کے بعد پارسل لے کر دروازہ بند کیا۔ "

پارسل پر بھیجنے والے کا نام نہیں لکھا تھا۔

اسکی بڑی بڑی آنکھوں میں حیرت ابھری۔۔ فولڈ کئے بالوں میں سے کچھ لٹیں نکل کر اسکی آنکھوں اور چہرے کو چھو رہی تھیں۔

صوفے پر بیٹھنے کے بعد اس نے اس پارسل کو کھولا۔۔

اندر سے بہت خوبصورت، مختلف رنگوں کے دس جوڑے گلوز (دستانوں) کے نکلے تھے۔۔۔ ایک کارڈ پھسل کر اسکی جھولی میں جا گرا۔۔ مس ونڈر نے حیرت سے اس کارڈ کو اٹھایا۔۔

"ہاتھوں کو جیبوں کے اندر رکھنے کی مجبوری کو دور کریں۔۔ مجھے امید ہے یہ آپکے بہت کام آئی یں گے۔"

دولائی نوں میں لکھے گئے جملے اسے سب سمجھا گئے تھے۔

یہ پارسل اسے اس شخص نے بھیجا تھا جسے اس نے دو دن پہلے اپنی مجبوری بتائی ی تھی۔

کمال ہے اسے کبھی خیال ہی نہیں آیا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو ہر وقت کوٹ کی جیبوں میں رکھنے کی بجائے ان پر گلوز بھی پہن سکتی ہے۔ لیکن وہ شخص اسکی مجبوری سمجھ بھی گیا تھا اور اسکا حل بھی نکال لیا تھا۔

وہ ہلکہ سا مسکرائی ی۔۔

مگر وہ یہ سب کیوں کر رہا ہے؟ اسکی مسکراہٹ سمٹی۔

پھر کچھ سوچنے کے بعد مس ونڈر نے ان گلوز کو واپس اس باکس میں ڈالا اور اسے الماری میں رکھ دیا اب اس پارسل کو وہ اس شخص کو واپس بھیجنے والی تھی۔

المیرہ، صلہ اور ذینیہ آپی کے ساتھ صبح سے باہر نکلی ہوئی ی تھی۔ ذینیہ آپی نے انہیں خوب سیر کروائی ی تھی۔ اس وقت وہ تینوں ایک ریسٹورینٹ میں بیٹھی تھیں۔

افف آپی تھکا دیا آپ نے تو۔۔"میرہ نے چائے کا کپ لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔"

"لو جی۔۔ایک تو لندن گھمایا اوپر سے مجھے ہی الزام۔۔۔"

ذینیہ آپی صدمے سے دوچار ہوئی یں۔

ارے آپی اسے چھوڑیں۔۔اس بدذوق انسان کو کیا پتا۔۔اسے بس گھر کے لاؤنج میں بیٹھ کر باہر برستی بارش کو دیکھنا پسند "ہے۔ اس میں تو اتنی ہمت بھی نہیں ہوتی کہ اٹھ کر اس بارش میں بھیگ ہی لے۔۔"

صلہ کی بات پر تینوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گ ئی ی تھی۔

تبھی ریسٹورینٹ کا دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوئی ی۔

لندن میں بڑھتی ٹھنڈ نے سب کو موٹے موٹے اونی کپڑوں میں چھپنے پر مجبور کر دیا تھا۔

حیرت کی بات اس نے اونی کوٹ کی بجائے برساتی پہن رکھی تھی۔ وہ سیدھا کاؤنٹر پر گئی اسکے پیچھے بیٹھے شخص سے کچھ بات کرنے لگ گئی۔

ارے وہ دیکھو ہم نے برسات کا نام لیا اور وہ لڑکی نے برساتی بھی پہن لی۔“صلہ نے کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ ” المیرہ کی پشت لڑکی کی جانب تھی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا اور پھر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

“کیا پتا بارش ہونے والی ہو۔ اس لئے اس نے پہن لی ہو”

میرہ نے لڑکی کی حمایت کی۔

اب وہ لڑکی واپس دروازے کی طرف بڑھی۔

ویسے میرہ یہ گھڑی تمہیں اس راج محل میں ریحان بھائی کی یاد دلاتی ہے یا نہیں؟“صلہ نے شرارت سے پوچھا۔ ”

“ راج محل مجھے اور بہت کچھ یاد دلاتا ہے۔۔ ”

میرہ نے پھیکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

"راج محل۔۔۔۔سیاء۔۔"

دروازہ کھولتے مس ونڈر کے ہاتھ ایک دم رکے۔ اسکے کانوں سے دو الفاظ ٹکرائے تھے۔ اس نے پلٹ کر ریسٹورینٹ میں بیٹھے لوگوں کی طرف دیکھا۔ اسکے ہاتھوں پر بلیک گلوز تھے۔ اسکی نظریں وہاں بیٹھے لوگوں سے ٹکرا کر واپس آگئی تھیں۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو وہ سر جھٹک کر باہر نکل گئی۔

“ارے دیکھو۔۔ بارش شروع ہو گئی ہے”

صلہ نے گلاس ڈور سے باہر کی جانب اشارہ کیا جہاں سے بارش نظر آ رہی تھی۔

المیرہ نے ایک جھٹکے سے کاؤنٹر کی طرف دیکھا لیکن وہ لڑکی اب وہاں نہیں تھی۔ اسے تھوڑی حیرت سی ہوئی ی۔

"اچھا میرہ بات سنو۔۔"

ذینیہ آپی کی آواز اسے واپس کھینچ لائی ی تھی اور وہ بھی سر جھٹک کر کھانے میں مصروف ہو گئی ی۔

رام ناتھ انکل۔۔ کیا آپ سیاء کو جانتے ہیں؟ کون ہے وہ؟۔۔ وہ کہاں ہے؟" المیرہ رام ناتھ کے سر پر آن کھڑی ہوئی ی تھی۔ "

کک۔۔ کچھ نہیں۔۔ کوئی ی بات نہیں ہے۔۔ اور ہم نہیں جانتے وہ کدھر ہے۔" رام ناتھ کی تو جیسے سیاء کے نام پر سٹی گم ہو گئی ی تھی۔

نہیں آپ جانتے ہیں۔۔ بتائیں نا۔۔ اس دن آپ سیاء کے ذکر پر کمرے سے بھاگ گئے تھے۔" وہ بضد تھی۔ "

ہم نے کہا نا ہم نہیں جانتے۔۔" رام ناتھ کے لہجے میں سختی ابھری۔ "

وہ خاموشی سے وہاں سے پلٹ آئی ی۔

"کون بتائے گا مجھے کہ یہ سیاء کون ہے؟؟ "

وہ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔ محل میں کافی سکون تھا۔ جے کے کی ٹیم باہر تھی۔ وہ لوگ جانے کہاں کہاں شوٹنگ کرتے رہتے تھے۔

بپ کی آواز نے اسکی توجہ ہاتھ میں پکڑے موبائل پر دلائی ی۔

وہ عجیب شخص تھا بھیڑ میں

جو نظر میں ایسے اُتر گیا

جسے دیکھ کر میرے ھونٹ پر

میرا اپنا شعر ٹھہر گیا

کئی شعر اُس کی نگاہ سے

میرے رُخ پہ آ کے غزل بنے

وہ نرالا طرزِ پیام تھا

جو سُخن کی حد سے گزر گیا

وہ ھر ایک لفظ میں چاند تھا

وہ ھر ایک حرف میں نُور تھا

وہ چمکتے مصرعوں کا عکس تھا

جو غزل میں خود ھی سنور گیا

ریحان نے ایک خوبصورت غزل اسے سینڈ کی تھی جسے وہ بلا ارادہ ہی پڑھتی چلی گئی۔

میں جانتا ہوں تم مجھے نہیں مناؤ گی۔۔ میں نے بہت انتظار کیا لیکن آج تھک ہار کر۔۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر تمہیں خود ہی ” میسج کر لیا۔۔

“کیسی ہو ظالم لڑکی۔۔۔؟؟

وہ شکوہ بھی کیسے کر رہا تھا۔۔

میرہ مسکرا دی۔

ٹھیک ہوں۔۔" وہ اتنا ہی کہہ پائی ی۔ "

"کیا مجھے یاد کر رہی تھی؟"

ایک اور میسج۔۔

اس سے پہلے کہ وہ جواب دیتی۔ صلہ کی چیخوں نے اسے ڈرا دیا تھا۔۔

"زینیہ آپی۔۔ میرہ۔۔۔ مجھے بچاؤ۔۔"

چلانے کی آواز اسکے کمرے سے آ رہی تھی۔

میرہ اسکے کمرے کی جانب بھاگی۔

جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئی ی۔ اسکا سر چکرا گیا تھا۔

صلہ اپنے بیڈ پر لیٹی تھی اسکے بال اوپر کو اٹھے ہوئے تھے جیسے کسی نے پکڑ رکھے ہوں۔ اسکے بیڈ کی سفید بیڈ شیٹ خون سے بھری ہوئی ی تھی جیسے کسی نے خون کی ایک بالٹی اسکے بیڈ پر انڈیل دی ہو۔۔

صلہ اپنے بیڈ پر لیٹی تھی اسکے بال اوپر کو اٹھے ہوئے تھے جیسے کسی نے کھینچ رکھے ہوں۔ اسکے بیڈ کی سفید بیڈ شیٹ خون سے بھری ہوئی ی تھی جیسے کسی نے خون کی ایک بالٹی اسکے بیڈ پر انڈیل دی ہو۔۔

I am back... sia....

پورے کمرے کی دیواروں پر وہی الفاظ لکھے ہوئے چمک رہے تھے۔

کمرے کا خوفناک منظر دیکھ کر میرہ نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر اپنی چیخ روکی تھی۔ جبکہ صلہ کی آنکھیں خوف اور دہشت کی وجہ سے ابلنے کو تیار تھیں۔ یہ منظر اتنا خوفناک تھا کہ میرہ کو اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔

ذینیہ آپی۔۔"وہ چلاتی باہر کی جانب بھاگی تھی۔ چلانے کی آواز سن کر ران ناتھ بھاگا آیا تھا۔ اور ذینیہ آپی بھی۔۔ میرہ راہداری میں ” اندھادھند بھاگ رہی تھی۔

کیاہوا میرہ۔۔ کہاں جارہی ہو۔۔؟"وہ سامنے سے آتی ذینیہ آپی سے ٹکرائی تھی۔ اسکے حواس معطل ہوچکے تھے۔"

آپی وہ۔۔ وہ صلہ۔۔"میرہ سے بولا نہیں جارہا تھا۔ میرہ کی حالت دیکھ کر رام ناتھ کے جسم میں لرزش ہوئی تھی۔"

کیا صلہ کو۔۔؟"ذینیہ آپی اب صلہ کے کمرے کی جانب بھاگی تھیں۔ محل اتنا بڑا تھا کہ ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک کا فاصلہ کافی زیادہ تھا۔ صلہ اور میرہ کے کمرے اوپر تھے۔ ذینیہ آپی اور رام ناتھ کو نیچے لاؤنج سے اوپر آنے تک کافی وقت لگ گیا تھا۔ وہ جیسے ہی صلہ کے کمرے مین پہنچے وہاں ایک گہری خاموشی چھاگئی تھی۔ چیخوں کا سلسلہ رک چکا تھا۔ صلہ اپنے بیڈ پر بے سدھ پڑی تھی۔ جبکہ بیڈ کی چادر ابھی تک خون سے بھری نظر آرہی تھی۔

اوووہ میرے خدایا۔۔"ذینیہ آپی نے منہ پر ہاتھ کر اپنی چیخ روکی تھی۔ کمرے کی عجیب اجڑی اجڑی یسی حالت تھی۔ کمرے کی" دیواریں سیاء کی واپسی کا سندیسہ دے رہی تھیں۔ رام ناتھ کمرے میں نہیں آیا تھا وہ دروازے میں کھڑا یہ منظر دیکھ رہا تھا۔ اسکے چہرے پر گول اونی ٹوپی تھی۔ جبکہ اس نے سویٹر کے اوپر ایک سادہ سی چادر لپیٹ رکھی تھی۔ اسکے ماتھے پر تلک کا نشان تھا جبکہ چہرے پر خوف کی پرچھائیاں تھی۔

اور اسکی ٹانگیں بری طرح سے کانپ رہی تھیں۔ وہ رام رام کی مالا جپ رہا تھا۔

صلہ اٹھو۔۔ صلہ۔۔"ذینیہ آپی نے آگے بڑھ کر صلہ کا گال تھپتھپایا تھا۔ وہ خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی تھی۔ اسکا جسم برف کی" مانند سرد پڑ چکا تھا۔

رام ناتھ ڈاکٹر کو فون کرو۔۔"ذینیہ آپی زور سے چلائی تھیں۔ جبکہ میرہ ساکت کھڑی تھیں۔ وہ تو کمرے کی حالت دیکھ کر گنگ رہ گئی" تھی۔

ذینیہ آپی کی آواز پر رام ناتھ تیز رفتاری سے نیچے کی جانب بھاگا تھا۔

"میرہ پانی لاؤ۔۔" ذینیہ آپی مضبوط اعصاب کی مالک تھیں۔ انکی بات پر میرہ سکتے سے باہر آئی تھی۔ اسے اپنے گلے میں کانٹے اگتے محسوس ہوئے تھے۔ اس نے کمرے میں ارد گرد نظریں دوڑائیں لیکن کہیں پانی نظر نہیں آیا تھا۔ پھر وہ پانی لانے کی غرض سے نیچے کی جانب بھاگی تھی۔ جبکہ ذینیہ آپی مسلسل صلہ کو جگانے کی کوشش کر رہی تھیں۔

اب وہ تیزی سے محل میں موجود سینکڑوں کی تعداد میں موجود گول سیڑھیاں اتر رہی تھیں۔ اسکے ہاتھ میں موبائل تھا۔

دوسری جانب ریحان اسکا جواب نہ پاکر پریشان ہو گیا تھا۔ اس نے کچھ سوچتے ہوئے میرہ کا نمبر ملایا تھا۔

فون کی گھنٹی کی آواز پر میرہ بری طرح سے ڈر گئی تھی۔ وہ ابھی تک خوف کے زیر اثر تھی اور پھر اچانک ابھرنے والی آواز نے اسے ڈرا کر رکھ دیا تھا۔ موبائل اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر چکا تھا۔ میرہ کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے خشک لبوں پر زبان پھیرتے نیچے جھک کر موبائل اٹھایا جو اب خاموش ہو چکا تھا۔ شاید وہ بند ہو گیا تھا۔

موبائل کی سکرین سیاہ تھی۔ وہ واقعی بند ہو چکا تھا۔ پھر وہ کچن کی جانب بھاگی۔ جب تک وہ پانی لے کر اوپر آئی تو رام ناتھ بھی ڈاکٹر کو فون کر کے واپس آ گیا تھا۔ ذینیہ آپی نے پانی کے چند چھینٹے صلہ کے منہ پر مارے تھے مگر بے سود۔۔

"وہ لوٹ آئی ہے۔۔ میں جانتا تھا۔۔ اب کوئی زندہ نہیں بچے گا۔۔" رام ناتھ بالآخر بول پڑا تھا۔ میرہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ رام ناتھ رونے والا ہو چکا تھا۔ اسکا جسم بری طرح کانپ رہا تھا۔

"کس کی بات کر رہے ہیں آپ۔۔؟" میرہ نے چونک کر پوچھا۔

"وہ سی۔۔ سیاء۔۔" ران نے کپکپاتے کہا تھا جبکہ میرہ اور ذینیہ آپی نے چونک کر ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا میرہ کی آنکھوں میں خوف واضح تھا۔

وہ ایک کافی شاپ میں بیٹھی تھی۔ خاموش سی، سرد و جامد تاثرات لیے، کچھ تھا جو اسے بے چین کر رہا تھا۔

راج محل اور سیاء۔۔ یہ الفاظ بار بار اسکی سماعت سے ٹکرا رہے تھے۔ وہ کہنیوں کو میز پر ٹکائے ہاتھ باندھے بیٹھی تھی۔ سامنے میز پر بھاپ اڑاتا کافی کا کپ رکھا تھا۔

وہ اب دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسل رہی تھی جانے کیوں اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہو رہا تھا۔

کچھ دیر بعد کافی شاپ کا دروازہ کھلا اور دانش اندر داخل ہوا تھا۔ جانے اسے مس ونڈر کے وہاں ہونے کی اطلاع کس نے دی تھی۔ وہ بنا ارد گرد دیکھے متوازن قدموں سے چلتا اس میز کی جانب بڑھا تھا جس پر مس ونڈر بیٹھی تھی۔ وہ میز تک پہنچا اور پھر کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔ مس ونڈر جو دونوں ہاتھوں کی بند مٹھی پر پیشانی ٹکائے بیٹھی تھی آہٹ پر چونک گئی تھی۔

اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا تو دانش تیمور کو اپنے سامنے پایا۔ اسکی شفاف پیشانی پر لکیریں ابھری تھیں۔

آپ۔۔ یہاں کیسے۔۔؟" وہ اپنی ناگواری چھپا نہیں پائی تھی۔"

کیوں میں یہاں نہیں ہو سکتا کیا۔۔؟" دانش نے کہتے ہوئے حائنہ کے سامنے رکھا کافی کا کپ اٹھایا اور لبوں سے لگا لیا۔ جبکہ وہ تو اسکی" اس حرکت پر ساکت ہوئی تھی۔

کافی ٹھنڈی ہو رہی تھی، مجھے لگا آپ نے نہ پینی ہو۔۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں کہہ رہا تھا جبکہ مس ونڈر اسے جانچنے والی نگاہوں سے" اسے دیکھ رہی تھی۔ وہ "مس ونڈر" ہو کر بھی آفیسر دانش تیمور کو سمجھ نہیں پا رہی تھی۔ عجیب شخصیت کا مالک انسان تھا وہ۔۔ گرگٹ سے بھی زیادہ تیزی سے رنگ بدلتا تھا۔

ویسے آپ نے گلوز نہیں پہنے۔۔؟" دانش نے اب اسکے ہاتھوں کی جانب اشارہ کیا تھا۔ مس ونڈر کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔ اس نے" ابھی کچھ دیر پہلے اپنے ہاتھوں سے دستانے اتار کر کوٹ کی جیب میں ڈالے تھے۔

آپ یہ پوچھنے یہاں آئے ہیں یا پھر میری نگرانی کر رہے ہیں۔۔؟" وہ خود پر قابو پا کر الٹا سوال کر چکی تھی۔"

ویل۔۔ میں تو ایسے ہی کافی پینے آ گیا تھا۔ جب آپکو یہاں گہری سوچوں میں غرق دیکھا تو ادھر چلا آیا۔۔"وہ ہاتھ میں پکڑے کپ کی" جانب اشارہ کرتا بتا رہا تھا۔ وہ ابھی بھی اسے گہری جانچتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ سامنے بیٹھے آفیسر دانش تیمور کی آنکھوں میں انتہا کی چمک تھی۔ وہ ایک شاطر انسان تھا۔

مجھے اُس تحفے کی ضرورت نہیں تھی جو آپ نے مجھے بھیجا۔۔"وہ اب نرم لہجے میں کہہ رہی تھی۔"

آپکی مجبوری تو نہیں جانتا، ہاں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں وہ تمہاری مدد کریں گے۔۔"کتنا پر اعتماد تھا وہ۔۔ مس ونڈر نے گڑبڑا کر" نگاہیں چرائیں۔ سچ ہی تو کہہ رہا تھا وہ۔ وہ چاہ کر بھی وہ تحفہ واپس نہیں کر پائی تھی کیونکہ جیسے ہی وہ اس دستانے ہاتھوں میں پہنے میں اسے ارد گرد ایک سکون سا محسوس ہوا تھا۔

دیکھیے آفیسر صاحب۔۔ میں پہلے ہی الجھن کا شکار ہوں آپ مجھے مزید زچ نہ کریں۔۔"وہ جھنجھلاہٹ کا شکار تھی۔"

بتانا پسند کریں گی آپ کہ کس الجھن کا شکار ہیں آپ۔۔؟"وہ اب سنجیدہ سا پوچھ رہا تھا۔"

راج محل۔۔ سیاء۔۔"وہ بے اختیار ہی بول گئی تھی۔"

دانش تیمور اسکی ہلکی سی بڑبڑاہٹ سن چکا تھا۔

راج محل۔۔؟"وہ یہ نام پہلے بھی سن چکا تھا۔"

وہ زیر لب بڑبڑایا تو مس ونڈر نے چونک کر اسے دیکھا۔

کیا آپ راج محل کے بارے میں کچھ جانتے ہیں۔۔؟"وہ بے ساختہ پوچھ بیٹھی تھی۔"

نہیں۔۔ میں نہیں جانتا۔۔"دانش نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ وہ پر سوچ نگاہوں سے مس ونڈر کی جانب دیکھ رہا تھا۔ شاید وہ" اسے مزید آزمانا چاہتا تھا۔ کافی شاپ میں نہ زیادہ شور تھا اور نہ لوگوں کا ہجوم۔۔ وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی۔

ارے آپ کہاجارہی ہیں۔۔" پل کے ہزارویں حصے میں آفیسر دانش تیمور نے مس ونڈر کا ہاتھ تھاما تھا۔ مس ونڈر کو تو جیسے جھٹکا لگا" تھا۔ اس نے غراہ کر دانش کی طرف دیکھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنا ہاتھ چھڑاتی اسے ایک جھٹکا لگا تھا۔

گزرے ہوئے کچھ سین کسی فلم کے مانند اسکی آنکھوں کے سامنے چلنے لگے تھے۔

بورڈنگ سکول کی عمارت، مس مارتھا کمرہ، اور مس مارتھا کے سامنے بیٹھا وہ شخص۔۔ آفیسر دانش تیمور۔۔ اسے ایک جھٹکا لگا تھا۔ وہ جیسے کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی تھی۔

ایم سوری مس گیلانی۔۔ وہ۔۔ بس اچانک ہو گیا۔۔" دانش اسکا ہاتھ چھوڑ چکا تھا۔ اب وہ شرمندہ سا معذرت کر رہا تھا۔ مس ونڈر" پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ کتنا بے اعتبار اور مطلب پرست شخص تھا وہ۔۔ اس پر تحقیق کرتا کرتا وہ بورڈنگ سکول تک پہنچ گیا تھا۔

بورڈنگ سکول کیوں گئے تھے آپ۔۔؟" مس ونڈر نے دھڑکتے دل پر قابو پا کر دبی دبی آواز میں چلاتے ہوئے پوچھا تھا۔ دانش تو" اسکی بات سن کر ساکت رہ گیا تھا۔

اسے اندازہ نہیں تھا وہ جان جائے گی۔ اپنی جانب سے اُس نے یہ کام بڑی ہوشیاری سے کیا تھا۔

بور۔۔ بورڈنگ اسکول۔۔ کس اسکول کی بات کر رہی ہیں آپ۔۔؟" وہ چاہ کر بھی ہموار لہجہ نہیں رکھ پایا تھا۔"

مسٹر دانش تیمور۔۔ میں آپکو آخری بار وارن کر رہی ہوں۔ مجھ سے میری ذات سے دور رہیں، اسی میں آپکی بھلائی ہے۔۔" مس" ونڈر نے غضبناک ہوتے انگلی اٹھا کر اسے وارن کیا تھا۔ غصے اور ضبط کے باعث اسکا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ دانش کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن وہ جھٹکے سے پلٹی اور تیز تیز قدم اٹھاتی، بھاگنے کے انداز میں کافی شاپ سے نکلتی چلی گئی تھی۔

اسکے جانے کے بعد دانش تیمور نے اپنا اٹکا ہوا سانس بحال کیا تھا۔ وہ جانتا تھا اسکے پیچھے جانا فضول تھا۔

افففف یہ لڑکی تو میری سوچ سے زیادہ خطرناک ہے۔۔" وہ اپنے بالوں پر ہاتھ پھیر کر رہ گیا تھا۔"

راج محل میں گہری پر اسرار خاموشی چھائی تھی۔ پورا محل چاند کی روشنی میں نہایا ہوا تھا۔ چاند اپنے جوبن پر تھا۔ محل کے اندر موجود جے کے کی ٹیم بھی خاموش بیٹھی تھی۔ صلہ کچھ دیر پہلے ہوش میں آئی تھی۔ ڈاکٹر کے مطابق وہ گہرے صدمے اور خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوگئی تھی۔ اب وہ سر جھکائے لاونج میں جے کے کی پوری ٹیم کے ساتھ بیٹھی تھی۔

صلہ کا کمرہ کچھ دیر پہلے صاف کیا گیا تھا۔ اسکے بے ہوش ہونے کے بعد اسے میرہ کے کمرے میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ جے کے صاحب کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں تھیں۔

میں سوئی ہوئی تھی اچانک عجیب سے احساسات کے تحت میری آنکھ کھل گئی، مجھے لگا جیسے کوئی میرے کمرے میں موجود ہو، مجھے " شدید ٹھنڈ کا احساس ہوا اور اپنے بستر پر گیلا سا کچھ محسوس ہوا۔۔ جیسے ہی میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو کسی نے میرے بال ہاتھوں سے جکڑ لیے۔۔ کمرے کی لائٹ خود بخود جلنے بجھنے لگی اور ہر طرف خون۔۔۔" صلہ بامشکل روتے ہوئے بتایا تھا۔ اسے تیز بخار تھا پورا جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔

ریلیکس رہو صلہ۔۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔" زینیہ آپی نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے کہا تھا۔ ایشاء بھی ڈری ہوئی تھی۔"

دیکھیے جے کے صاحب دنیا میں جہاں اچھی طاقتیں ہیں وہی بری طاقتیں بھی موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے آپ کی اس ہارر فلم کا اس محل" زینیہ آپی نے جے کے کی طرف متوجہ ہوتے کہا تھا۔ انکا لہجہ حد درجہ سنجیدہ تھا۔ "میں ہونے والے واقعات سے کوئی تعلق ہو۔۔

کیا بکواس ہے یہ؟ میں ان سب باتوں کو نہیں مانتا۔۔ یہ بھوت وھوت کچھ نہیں ہوتا۔۔" جے کے تو بھڑک اٹھا تھا۔ "ان واقعات کا" "میری فلم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔

تعلق ہے صاحب۔۔ سیاء بٹیا کو بھی ہیروئن بننے کا بہت شوق تھا۔ وہ بھی فلم بنانے گئی تھی اور پھر کبھی نہ لوٹی۔۔"رام ناتھ نے ڈرتے " ڈرتے اونچی آواز میں کہا تھا۔ وہ لاؤنج میں رکھے بیش قیمتی صوفوں کی پچھلی جانب کھڑا تھا۔ ہاتھ باندھے۔۔ لیکن چہرے پر خوف کے آثار تھے۔

میں نے بھی کہا تھا اس محل میں کچھ ہے لیکن کسی نے میری بات کا یقین نہیں کیا۔۔"رام ناتھ کی بات سن کر ایشاء کی رنگت زرد پڑ " چکی تھی۔ وہ مرنا نہیں چاہتی تھی۔

اوہو ایشاء بی سینسیبل۔۔ یہ اکسویں صدی ہے تم لوگ پاگل ہوگئے ہو۔۔"جے کے دھاڑا تھا۔ ایشاء تو جیسے دبک سی گئی تھی۔ "

جے کے صاحب کچھ تو لازمی ہے۔ میں یہاں سالوں سے رہ رہی ہوں کبھی کوئی ایسا واقعہ یا حادثہ نہیں ہوا۔۔ آپ لوگوں کے آنے " کے بعد ہی یہاں ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔۔"ذینیہ آپی نے متوازن لہجے میں کہا تھا۔ یہ سب جو ہو رہا تھا وہ معمولی نہیں تھا۔

میں ایسے نہیں سوچتا۔۔ یقیناً ہمارا کوئی دشمن یہاں چھپا ہوا ہے جو جان بوجھ کر یہ سب کر رہا ہے تاکہ ہم یہ شوٹنگ چھوڑ کر چلے " جائیں۔۔"

جے کے بھی تپ گیا تھا۔ اس نے سر پر اوڑھی ہیٹ اتار کر صوفے پر رکھی تھی۔ ان کی بات سن کر ذینیہ آپی خاموش ہوگئی تھیں۔

نہیں۔۔ یہ سب ڈرامہ نہیں ہے، یہاں کچھ ہے، کچھ ایسا جو ٹھیک نہیں ہے۔"گہری پراسرار خاموشی میں میرہ کی سرسراتی آواز " ابھری تھی۔ سب نے آواز کی جانب چونک کر دیکھا تھا۔ وہ لاؤنج میں آتش دان کے اوپر رکھی ایک مورتی کے قریب کھڑی تھی۔ اور اسکی نظریں سامنے دیوار پر لگی بڑی سی مصوری پر جمی تھیں۔ جس میں مکیش سنگھ اپنی دو بیٹیوں کے ساتھ کھڑے تھے۔ یہ ہاتھ سے بنائی گئی تصویر تھی۔

جے کے کی گہری نظروں نے میرہ کا جائزہ لیا تھا۔ وہ سفید گاؤن پہنے ہوئی تھی جو اسکے پاؤں کو چھو رہا تھا۔ اسکے بال جوڑے کی شکل میں بندھے تھے۔

المیرہ۔۔"ذینیہ آپی نے اسے پکارہ تھا۔ انہیں میرہ کے پراسرار لہجے سے خوف آیا تھا۔"

اس محل میں اتنی خاموشی ہونا، ریحان کا باغ میں موجود ہونا۔۔ یہ کوئی عام بات نہیں ہے، پھر وہ سیاء۔۔"میرہ پلٹی تھی۔"

لیکن تمہارے کہنے پر باغ چیک کیا تھا وہاں کچھ نہیں تھا۔۔"جے کے نے اسکی بات کاٹی تھی۔"

سیاء بھی تو اپنی موجودگی کا احساس دلا رہی ہے کیا آپ لوگوں نے اسے دیکھا۔۔؟"میرہ نے دوبدو جواب دیا تھا۔"

جے کے نے سر سے پاؤں تک المیرہ کو گھورا تھا۔ اسکی جانچتی نگاہیں بہت کچھ دیکھ رہی تھیں۔

اسے میرہ کی شخصیت میں وہ طلسماتی پن نظر آیا تھا جسے وہ اپنی ہیروئن میں دکھانا چاہتے تھے۔ ایشاء خوبصورت تھی بہت خوبصورت تھی۔ اس پر رنگین کردار سجتے تھے۔ پرسوز اور پراسرار نہیں۔۔

کاش یہ لڑکی مجھے پہلے مل گئی ہوتی۔۔"جے کے نے دل میں سوچا تھا۔"

خیر مجھے لگتا ہے رات کافی ہو چکی ہے، سب کو اب سونے کیلئے جانا چاہیے، صبح کوئی شوٹ نہیں ہو گا سب مل کر اس مسئلے کا حل نکالیں گے۔۔"جے کے نے اچانک کی بات کا رخ بدل دیا تھا۔

سب سر جھکائے جا چکے تھے۔ صلہ کو میرہ اپنے ساتھ اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔

لاؤنج دھیرے دھیرے خالی ہو گیا تھا۔ وہاں بس اب رام ناتھ بیٹھا تھا۔ اور ذینیہ آپی اسے کچھ ہدایات دے رہی تھیں۔

اوپر بہت اوپر۔۔ تیسری منزل پر سفید پردے کے پیچھے سے دو گہری آنکھوں نے ہر ایک منظر کو غور سے دیکھا تھا۔ پھر ان آنکھوں میں ایک شیطانی سی چمک ابھری تھی۔

مجھے پیاس لگی ہے اجے جاؤ پانی لے کر آؤ۔۔۔"یہ سپاٹ بوائز کا کمرہ تھا۔ جس میں وہ سبھی موجود تھے۔"

یار موہن حد ہے، اتنی ٹھنڈ میں کس کو پیاس لگتی ہے اور میں اس نیچے نہیں جا رہا۔۔"وہ صاف جواب دے گیا تھا۔"

تم تو ہی ڈرپوک میں ہی جاتا ہوں۔۔ اور پیاس کا کیا ہے کبھی بھی لگ سکتی ہے تم تو ایسے ڈر رہے ہو جیسے اس محل میں کوئی آتما بھٹک رہی ہو۔۔" موہن غصے سے کہتا اٹھا تھا اور میز پر رکھا خالی جگ اٹھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

یہ ایک لمبی راہداری تھی جسکے ایک جانب کھڑکیاں جبکہ دوسری جانب گرل لگی تھی جس سے نیچے لاؤنج کا منظر صاف نظر آتا تھا۔ سی-ڑھیاں آگے جا کر آتی تھیں۔ راہداری میں لگیں برقی قمقمے جل رہے تھے جس سے محل میں کسی حد تک روشنی تھی۔

موہن کو نیند آئی تھی۔ وہ اس وقت ایک ڈھیلے ڈھالے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس تھا۔ ایک زوردار جمائی لیتا وہ سست قدموں سے آگے بڑھا رہا تھا۔

ایک عجیب سی آواز ابھری اور راہداری میں لیمپ میں لگی روشنیاں گل ہوتی گئیں۔ موہن ایک جھٹکے سے رکا تھا۔ بتیوں کا اپنے آپ بجھنا اسے ساکت کر گیا تھا۔

موہن۔۔۔!" کیسی سرسراتی سانپ کے پھنکار جیسی آواز تھی۔ موہن کو اپنے جسم پر کچھ رینگتا محسوس ہوا تھا۔"

موہ-ن۔۔۔!" کیسی سرسراتی سانپ کے پھنکار جیسی آواز تھی۔ موہن کو اپنے جسم پر کچھ رینگتا محسوس ہوا تھا۔ اسکا " جسم پتھر کا ہو گیا تھا۔ کھڑکیوں سے چھن کر آتی روشنی میں موہن نے اپنا سانس روک کر گردن کو تھوڑا سا جھکا جسم پر رینگتی چیز کو دیکھنا چاہا اور وہ ساکت رہ گیا۔ اسکے جسم سے ایک سیاہ چمکیلی جلد والا سانپ لپٹا تھا جو دھیرے دھیرے اسکے گرد اپنا حصار تنگ کر رہا تھا۔ درد کی لہر موہن کو اپنے سینے میں اٹھتی محسوس ہوئی تھی۔

موہن!"وہی سرسراتی آواز اب اسکے بالکل عقب سے ابھرء تھی جیسے کوئی اسکے پیچھے کھڑا ہو۔ موہن نے چیخنا چاہا لیکن آواز گلے " میں پھنس کر رہ گئی تھی۔

اور پھر ایک تیز ہوا کے جھونکے کے ساتھ سیاہ رنگ کے لبادے میں کوئی سایہ اسکے پاس سے گزر کر سامنے جا کھڑا ہوا۔ وہ ہوا میں معلق تھا۔ سایہ کسی لڑکی کا تھا۔ خوف سے موہن کی آنکھیں ابھل کر باہر آگئی تھیں۔ دوسری طرف جسم پر لپٹے سانپ نے اپنا پھن اٹھا کر موہن کے منہ کے سامنے کیا۔ موہن کو اپنی ٹانگیں بے جان ہوتی محسوس ہوئیں۔ موت کا خوف اسکے رف وپے میں سرائیت کر گیا تھا۔ اسکا پورا جسم پسینے سے نچڑ گیا تھا۔ اور پھر موت کی دیوی نے اسے اپنی آغوش میں لینا چاہا۔ سانپ نے اسکی پیشانی پر ڈنک مارا تھا۔ موہن کی آخری چیخ محل میں گونج کر رہ گئی تھی۔

فلیٹ کے آرام دہ کمرے میں پر سکون نیند سوئی حائنہ گیلانی ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر بیڈ کے ساتھ میز پر رکھا ہوا لیمپ جلایا۔ کمرے کی کھڑکی کھلی تھی۔ ہوا چلنے کے باعث پردہ ہل رہا تھا۔ شاید اس نے کوئی برا خواب دیکھا تھا۔

ایسا لگتا ہے جیسے کچھ برا ہونے والا ہے۔۔ کچھ بہت برا۔۔"راج محل اور سیاء جیسے الفاظ ابھی تک اسکی سماعت میں گونج رہے تھے۔ وہ" دھیرے سے بیڈ سے نیچے اتری اور متوازن قدم چلتی ہوئی کھڑکی کے پاس آئی۔ رات وہ جلدی سو گئی تھی ورنہ عموماً وہ رات گئے تھے جاگتی رہتی تھی۔ حائنہ نے ہاتھ بڑھا کھڑکی بند کی اور گھڑی کی طرف نظریں دوڑائیں۔

رات کے تین بج رہے تھے۔ اس نے ایک گہرہ سانس فضا میں خارج کیا اور میز پر رکھے پانی کی طرف بڑھ گئی۔ اب اسے نیند نہیں آنے والی تھی۔ آج سے کچھ سال پہلے تک جب وہ ایسے جاگتی تھی تو میر حازم اسکے پاس آ جایا کرتا تھا۔

اوو حازم!! کہاں چلے گئے ہو تم۔۔؟"اس نے پانی کا گھونٹ پیتے ہوئے کرب سے سوچا تھا۔ وہ کبھی بھی لوٹ کر آنے والا نہیں تھا یہ" مس ونڈر جانتی تھی۔ اور یہی چیز اسے تکلیف پہنچاتی تھی۔

حازم ایک انسان نہیں تھا اور نہ اسکا تعلق جنات سے تھا بلکہ وہ ایک میڈیم تھا۔ ایک ایسی مخلوق جو دو جہانوں کے درمیان میں رہتی ہے۔ جن کے پاس عجیب و غریب طاقتیں ہوتی ہیں۔ جنکا ظاہرہ حلیہ تو انسانوں سا ہوتا ہے لیکن وہ انسان نہیں ہوتے۔

کئی سال پہلے ایسے ہی حازم اپنی پر تجسس طبیعت کے بدولت اپنی دنیا سے انسانی دنیا میں آیا تھا اور پھر اسکی نظر ایک گھر کے لان میں جھولے میں لیٹی ایک ننھی پری پر پڑی تھیں۔ وہ وہی ٹھہر گیا تھا۔ وہ بچی بہت خوبصورت تھی۔ وہ رک کر اسے دیکھنے لگا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ اپنے آپ سے کھیلتی اس بچی کو دیکھتا رہا تھا اور پھر موسم اچانک ہی ابر آلود ہوا۔ طوفانی بارش برسنے جو تیار تھی۔ حازم نے بے ساختہ نگاہیں گھر کے اندرونی دروازے کی طرف اٹھائی تھیں لیکن وہاں سے کوئی بھی باہر نہیں آیا۔ اسے حیرت ہوئی تھی وہ لوگ کیسے اپنی بچی کو باہر لان میں لگے جھولے میں لٹا کر بھول گئے تھے۔

وہ کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ کتنی ہی دیر وہ انتظار کرتا رہا لیکن کوئی بھی باہر نہیں آیا۔ بارش شروع ہو چکی تھی۔ بچی نے رونا شروع کر دیا تھا۔

ایک میڈیم کو انسانی دنیا میں جانے اور اپنی طاقت استعمال کرنے کی بالکل بھی اجازت نہیں تھی۔۔ لیکن میر حازم نہ صرف انسانی دنیا میں پہنچ گیا تھا بلکہ اپنی طاقت بھی استعمال کرنے جا رہا تھا۔ اس نے اپنی گہری سیاہ آنکھوں کو جھولے پر گاڑھ دیا تھا اور پھر حیران کن واقعہ ہوا۔ جھولا اوپر فضا میں اٹھا اور اڑتا ہوا گیراج میں جہاں ایک گاڑی کھڑی تھی اور وہ بارش سے محفوظ تھا وہاں آرام سے رکھا گیا۔

بچی کا رونا اچانک ہی بند ہوا تھا۔ وہ ہیولے نما وجود کے ساتھ اسکے اوپر جھکا تھا اور وہ اپنی بڑی بڑی چمکیلی آنکھوں سے آس پاس کچھ دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی مگر دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ حازم نے کچھ سوچتے ہوئے بچی کے جھولے کو تھاما اور آنکھیں بند کیں۔

وہ اسکے بارے میں جاننا چاہتا تھا۔ جلد ہی اسے پتہ چل گیا کہ وہ بچی یتیم تھی۔ اسکے ماں باپ کار حادثے میں جان بحق ہو گئے تھے جبکہ بچی پچھلے چھ ماہ سے اپنی چچی چچا کے گھر تھی۔ چچی کو وہ کچھ زیادہ پسند نہیں تھی اسی لیے وہ اس سے بے خبر رہتی تھی۔

اسکا خیال ملازمہ رکھتی تھی۔ لیکن وہ بھی اپنی مرضی کی مالکن تھی۔ کتنی ہی دیر وہ اسکے قریب رہا تھا۔ فضا میں عجیب و غریب چیزیں بنا کر وہ اسے رونے سے باز رکھا تھا۔ اور وہ ٹکر ٹکر ان چیزوں کو دیکھتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

تقریباً دو گھنٹے بعد ملازمہ باہر آئی تھی۔ وہ کافی گھبراہٹ کا شکار تھی۔ اس نے بچی کے کاٹ کو ڈھونڈا مگر وہ اسے نہیں ملا تھا پھر اسے ہنسنے کی آوازیں آئیں تو وہ گیراج کے جانب بڑھی۔ حائنہ جھولا وہاں دیکھ کر وہ حیران ہوئی تھی۔

پھر کندھے اچکا کر وہ آگے بڑھی اور اسے جھولے سے نکال کر لے گئی۔ میر حازم اسکے ساتھ جانا چاہتا تھا۔ تبھی اچانک اسکی سماعت سے ایک بھاری اور رعب دار آواز ٹکرائی تھی۔

م۔۔۔یر ح۔۔۔ازم۔۔۔!!!" اسے پکارہ گیا تھا اور پکارنے والا اسکا باپ اور اپنی قوم کا سردار تھا۔"

کہاں ہو تم؟" وہ اسے بلا رہے تھے اور حازم کو واپس جانا پڑا۔ لیکن اسکا دل کہیں اس معصوم سی گڑیا کے پاس ہی رہ گیا تھا۔"

جب کافی دیر تک موہن پانی لے کر کمرے میں واپس نہیں آیا تو اجے اسے ڈھونڈنے کی غرض سے کمرے سے باہر نکلا۔

موہن کہاں ہو تم؟" وہ اب اسے آوازیں دے رہا تھا لیکن پورے محل میں ایک عجیب خوفناک سی خاموشی چھائی تھی۔ جیسے ہی وہ" راہداری میں سیڑھیوں کے قریب پہنچا اسکا دل اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔ وہاں موہن آڑا ترچھا پڑا تھا۔

موہن۔۔" وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھا اور پر اسکے سرد وجود کو چھوتے ہی اجے کو اپنی سانس رکتی محسوس ہوئی۔ وہ مر چکا تھا اور" اسکے منہ سے عجیب سا جھاگ نکل رہا تھا۔ پورا محل اجے کی چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔

محل کے سارے افراد ڈرے سہمے کھڑے تھے۔ پولیس کو اطلاع دے دی گئی تھی۔ آفیسر دانش تیمور اور داؤد وہاں پر موجود تھے۔ موہن کی موت سانپ کے کاٹنے سے واقع ہوئی تھی ایسا دیکھنے میں لگ رہا تھا۔ کچھ فوٹو گرافر دھڑا دھڑ تصویریں بنا رہے تھے۔ کچھ دیر بعد موہن کی لاش کو پوسٹ مارٹم کیلئے بھیج دیا گیا تھا۔

جب تک میں نہ کہوں کوئی اس محل سے باہر نہیں جائے گا۔۔" دانش تیمور نے سخت لہجے میں کہا تھا۔ وہاں سبھی ڈرے ہوئے تھے۔" اجے بے طرح رو رہا تھا۔ موہن اسکا کافی پرانا دوست تھا اور اسکی اچانک موت نے سب کے حواس معطل کر دیئے تھے۔

میں نے کہا تھا ناجے کے صاحب آپکی فلم کے ساتھ کچھ گڑبڑ ہے۔ اب دیکھ لیا نا نتیجہ۔۔" ذینیہ آپی کافی غصے میں تھیں۔ رام ناتھ" خوف سے کانپ رہا تھا۔ صلہ اور ایشاء بھی ڈری ہوئی تھیں۔ جبکہ میرہ کے چہرے پر سوچ کی لکیریں واضح تھیں۔ جو رات اس محل میں ہوا وہ کوئی عام حادثہ نہیں تھا۔

محل کے آپ پاس کا علاقہ ویران اور جنگل پر مشتمل ہے سر۔۔ ہو سکتا ہے رات کے کسی پہر کوئی زہریلا سانپ محل میں گھس آیا ہو" اور موہن اسی سانپ کا شکار ہو گیا ہو۔۔" ایک پولیس آفیسر نے دانش سے اظہار خیال کیا تھا۔ جبکہ دانش کی پر سوچ نگاہیں ہر چیز کا گہرائی سے جائزہ لے رہی تھیں۔

ہو تو کچھ بھی سکتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے یہ ایک قتل ہو۔۔ کون جانے۔۔؟" دانش نے ہاتھ میں چھڑی تھامے اس جگہ کا جائزہ لیتے" کہا جہاں کچھ دیر پہلے تک موہن کی لاش پڑی تھی۔

"جی سر ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن محل کے سبھی افراد ڈرے ہوئے ہیں۔۔"

قاتل اتنی آسانی سے سامنے تو نہیں آئت گا۔۔" اب وہ چھڑی کو باقاعدہ طور پر ہلا رہا تھا۔"

گہری کھوجتی نگاہیں محل میں موجود ہر شخص کو جیسے سکین کر رہی تھیں۔ چلتے چلتے اسکی نگاہیں سفید گاؤن میں ملبوس میرہ پر آ جمی تھیں جو کافی خاموش بیٹھی تھی۔ اسکے چہرے پر سب کی طرح خوف نہیں تھا بلکہ عجیب سے تاثرات تھے۔

وہ لڑکی کون ہے۔۔؟" دانش نے چھڑی سے میرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے پاس کھڑے آفیسر سے پوچھا۔"

"سر وہ المیرہ ہے، اس محل کی کیئر ٹیکر کی کزن۔۔ کچھ دن پہلے ہی انڈیا سے آئی ہے۔۔"

اس پر گہری نظر رکھو۔۔"وہ آفیسر سے کہتا ہوا جے کے اور ذینیہ آپی کی جانب بڑھ گیا جو آپس میں ایک دوسرے پر الزام تراشی کر" رہے تھے۔ دانش کو آتے دیکھ کر داؤد جو چھپ کر جے کے اور ذینیہ کی باتیں سن رہا تھا وہاں سے کھسکا۔

اتنا تو وہ جان چکا تھا کہ اس محل میں کچھ بھی نارمل نہیں تھا۔ عجیب و غریب حادثے ہو رہے تھے۔ اسکے ہاتھ کام کی بات لگی تھی۔

دانش کی نظروں سے اوجھل ہونے کے بعد داؤد نے چپکے سے ایک نمبر ملایا تھا۔ ایک دو بیل جانے کے بعد فون ریسیو کر لیا گیا تھا۔

ہیلو مس ونڈر! یہاں راج محل میں ایک شخص کی پر اسرار طریقے موت ہو گئی ہے۔۔"داؤد نے رازدانہ لہجے میں بات آگے پہنچائی" تھی۔

تمہیں منع کیا گیا تھا نا کہ انسانوں کی دنیا میں قدم نہیں رکھنا۔ پھر بھی تم وہاں گئے۔۔ کیوں۔۔؟"میر حازم کو سوالوں اور اپنے باپ کی" ڈانٹ سامنا کرنا پڑ رہا تھا لیکن وہ خاموش کھڑا تھا۔

میر حازم تمہیں آخری دفعہ سمجھایا جا رہا ہے اپنی سوچ بدل لو اگر تم آئندہ وہاں گئے تو تمہارے لیے اچھا نہیں ہو گا۔۔"کڑک دار" آواز جلال اور غصے سے بھرپور تھی۔

جی۔۔ خیال رکھوں گا۔۔"وہ سر جھکائے کہہ تو آیا تھا لیکن جانتا تھا اب وہ انسانوں کی دنیا سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔"

اور پھر ایسا ہی ہونے لگا۔ وہ ہر رات یا دن میں سب کی نظروں سے بچ بچا کر اس معصوم سی بچی کے پاس پہنچ جاتا تھا۔ اسے ملازمہ کے کمرے میں رکھا گیا تھا۔ کوئی بچی کو وقت پر کھانے پینے کو نہیں دیتا تھا۔ وہ ایک سال کی بھی نہیں تھی۔ گھر والے اس سے تنگ تھے۔ کوئی خیال نہیں رکھتا تھا۔ اور پھر ایک دن رات کو وہ اسے کاٹ سمیت اٹھا لایا تھا۔ اور ایک خوبصورت Orphanage

کے باہر کاٹ سمیت رکھ دیا تھا۔ اسکے کاٹ میں ایک کارڈ رکھا تھا۔ جس پر "حائنہ گیلانی" اسکا نام چمک رہا تھا۔ اور پھر کچھ ہی دیر بعد ایک مدر آکر اسے اٹھا کر لے گئی تھی۔

میر حازم خوش تھا کہ وہ اب ایک محفوظ جگہ پر تھی۔ اس نے کافی محنت کے بعد ایسا

orphanage

ڈھونڈا تھا جہاں بچوں کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔

گیلانی ہاؤس میں موجود کسی شخص نے اسے ڈھونڈنے کی زحمت نہیں کی تھی بلکہ شکر منایا گیا تھا۔ جبکہ اس گھر سے دور حائنہ اس ادارے میں پلتی رہی تھی۔ وہ جیسے جیسے بڑھی ہو رہی تھی اسے محسوس ہوتا تھا وہ اکیلی نہیں تھی۔۔ کوئی اسکے ساتھ رہتا تھا۔ اور حائنہ جو برے واقعات کو وقت سے پہلے دیکھنے کی صلاحیت رکھتی تھی وہ اسے میر حازم سے ملی تھی جو خود ایک میڈیم تھا۔

حائنہ اس وقت راج محل کے باہر کھڑی تھی۔ وہ ایک بہت بڑا اور شاندار محل تھا۔ حائنہ کو یہاں پہنچتے ہی کچھ عجیب و غریب محسوس ہونا شروع ہو گیا تھا۔ محل کے باہر اور اندر پولیس کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ جبکہ محل کے باہر میڈیا والے کھڑے تھے۔

حائنہ نے گہری نظروں سے محل کا باہر سے جائزہ لیا اس سے پہلے کہ وہ اندر کی جانب قدم بڑھاتی داؤد اسے اپنی جانب آتا دکھائی دیا تھا۔

"ہیلو مس ونڈر! شکر آپ آگئی ہیں۔۔" داؤد نے اسکے قریب آتے سکھ کا سانس لیا تھا۔ وہ جلد از جلد اس محل میں چھپے راز کو جاننا چاہتا تھا۔

"کیا آپ مجھے بتائیں آخر یہاں ہوا کیا تھا۔۔؟" مس ونڈر نے محل کے اندرونی حصے کی جانب تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے پوچھا۔ داؤد اسکے ساتھ چل رہا تھا۔

پچھلے کچھ دنوں سے محل میں کسی ہارر فلم کی شوٹنگ چل رہی ہے، فلم بالی ووڈ انڈسٹری کی ہے، مشہور ڈائریکٹر جے کے اس وقت اپنی" پوری ٹیم کے ساتھ محل میں موجود ہے اور رات جے کے ٹیم میں سے ایک سپاٹ بوائے کی سانپ کے کاٹنے کی بدولت پر اسرار طریقے سے موت واقع ہوگئی ہے۔ لیکن۔۔"وہ جیسے سانس لینے کو رکا تھا۔ مس ونڈر کو وہاں دیکھ کر کچھ پولیس والوں نے برا سامنہ بنایا تھا جبکہ کچھ رشک بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔

لیکن کیا۔۔؟"مس ون-ڈر نے رکتے ہوئے پوچھا۔ "

مجھے پتہ چلا ہے اس محل میں کچھ اور واقعات بھی ہو رہے ہیں، ہو نہ ہو کسی بھوت وھوت کا چکر ہے۔۔" داؤد نے رازدانہ لہجے میں" ہولے سے سرگوشی کی۔ اسکی بات سن کر مس ونڈر اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔

وہ دانش کی وجہ سے یہاں نہیں آنا چاہتی تھی لیکن راج محل کا نام سن کر وہ خود کو روک نہیں پائی۔

اور وہ آپکے باس وہ کیا کہتے ہیں اس بارے میں۔۔۔؟"اسکا اشارہ دانش کی جانب تھا داؤد سمجھ گیا تھا۔ "

وہ ابھی خاموش ہے۔ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا انتظار کیا جا رہا ہے البتہ دانش نے ایک لڑکی پر نظر رکھنے کو کہا ہے۔۔" داؤد نے مس" ونڈر کو سچ بتا دیا تھا۔

مجھے لگتا ہے آپ کے اس کزن پلس باس کو لڑکیوں سے یا تو الرجی ہے یا کوئی پرانی دشمنی ہے جو ہر وقت ان پر نظر رکھنے" اور انکی نگرانی کرنے پر معمور رہتے ہیں۔۔"مس ونڈر اپنے لہجے کی تلخی چھپا نہیں پائی تھی۔

میرا ابھی یہی خیال ہے۔۔" داؤد مسکرا دیا تھا۔ "

کچھ دیر بعد وہ لوگ محل کے اندر میں موجود تھے۔ دانش مس ونڈر کو دیکھ چکا تھا لیکن خلاف توقع اس نے کچھ نہیں کہا تھا اور نہ وہ اب دونوں کی طرف گیا تھا۔

حائنہ اب اس جگہ پر موجود تھی جہاں موہن کی لاش پڑی تھی۔ اس جگہ کو چاک کی مدد سے واضح کیا گیا تھا۔ وہ کچھ محسوس نہیں کر پارہی تھی۔ یہی مسئلہ تھا اسکا کبھی وہ چاہ کر بھی کچھ جان نہیں پاتی تھی اور کبھی کبھی چیزیں خود بخود اسکے سامنے کھلتی جاتی تھیں۔

وہ ہر چیز کو چھو کر دیکھ رہی تھی لیکن اسے کچھ محسوس نہیں ہوا تھا۔ رات وہاں کیا ہوا وہ دیکھنا چاہتی تھی لیکن اسکی چھٹی حس جیسے سو گئی تھی۔

"کیا ہوا آپ کچھ پریشان ہیں۔۔؟" داؤد اسکی بے چینی محسوس کر گیا تھا۔ اسکی بات سن کر حائنہ نے ایک گہرہ سانس فضا میں خارج کیا تھا۔

"میں چاہ کر بھی کچھ محسوس نہیں کر پارہی۔۔" اس نے بے بسی سے کہا تھا۔

"کوئی بات نہیں۔۔ زبردستی نہیں ہے آپ پر سکون رہیں۔۔" داؤد نے نرم سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ اسے حائنہ بالکل اپنی بہن نائمہ کی طرح لگتی تھی۔

وہ دونوں سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آئے تھے۔ داؤد دانش کے اشارے پر اسکی جانب بڑھ گیا تھا جبکہ حائنہ سیڑھیوں کے عین سامنے والی دیوار میں نصب شیشے کی بڑی سی کھڑکی میں جا کر کھڑی ہو گئی تھی۔ ابھی اسے وہاں کھڑے کچھ ہی دیر گزری تھی جب عجیب سے احساس کے تحت اس نے پلٹ کر دیکھا۔

سیاہ ٹراوزر پر سفید رنگ کی اونی شرٹ پہنے ایک لڑکی سیڑھیاں اتر رہی تھی۔ وہ خاموشی سے سیڑھیاں اتر کر دائیں جانب بنے لاؤنج کے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ جہاں پہلے سے ہی کچھ لڑکیاں بیٹھی تھیں۔

"یہ کون ہے۔۔؟" دانش کی بات سب کر جب داؤد اسکے قریب آیا تو اس نے المیرہ کی جانب اشارہ کرتے پوچھا۔

"یہ ہے المیرہ ہے۔ یہی ہے وہ لڑکی جس پر دانش کو شک ہے، آپ خود سوچیں دیکھنے میں اتنی معصوم سی ہے وہ بھلا کسی کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔۔؟" داؤد بنا بریک بولتا تھا۔

میں اس سے بات کرنا چاہتی ہو۔۔" حائنہ نے بے چینی سے کہا۔ "

ہاں کیوں نہیں۔۔؟" داؤد اسے لے کر المیرہ کی جانب بڑھا۔ حائنہ نے غیر محسوسانہ انداز میں اپنے دائیں ہاتھ سے دستانہ اتار کر " کوٹ کی جیب میں ڈال دیا تھا۔

یہ مسز ذینیہ کاشان ہیں اس محل کی کیئر ٹیکر اور یہ ایکٹرس ایشاء ہیں، جبکہ یہ دونوں مسز ذینیہ کی کزنز ہیں۔۔ صلہ اور المیرہ۔۔" داؤد " نے باری باری سب کا تعارف کروایا تھا۔ حائنہ باری باری سب سے ہاتھ ملایا تھا۔ اور جیسے ہی اس نے المیرہ کے ہاتھ کو تھاما وہ ساکت رہ گئی تھی۔ اور پھر زوردار جھٹکا لگا تھا اسے۔۔ حائنہ کے کراہنے کی آواز واضح سنائی دی تھی۔

اسکی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں جبکہ میرہ نارمل تھی۔

مندر، گھنٹیاں، مورتی کے سامنے رقص کرتی ایک لڑکی، گٹار تھامے ایک لڑکا، ہاکی اٹھائے میرہ کو غصے سے ڈانٹ کر جاتا ایک اور لڑکا۔۔۔ کتنے ہی منظر اسکی آنکھوں کے سامنے گھوم گئے تھے۔

مندر، گھنٹیاں، مورتی کے سامنے رقص کرتی ایک لڑکی، گٹار تھامے ایک لڑکا، ہاکی اٹھائے میرہ کو غصے سے ڈانٹ کر جاتا ایک اور لڑکا۔۔۔ کتنے ہی منظر اسکی آنکھوں کے سامنے گونج گئے تھے۔

حائنہ ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ المیرہ کے ہاتھ سے کھینچا تھا۔ اسکی یہ حرکت المیرہ با قاعدہ محسوس کی تھی لیکن کہا کچھ نہیں۔ وہ تو خاموش تھی بالکل خاموش۔۔ البتہ کلائی پر بندھی گھڑی پر مس حائنہ گیلانی کی نظر نہیں پڑ سکی تھی۔

مجھے گھر جانا ہو گا۔۔!" وہ واپس پلٹی تھی۔ "

کیوں کیا ہوا؟ آپکی طبیعت ٹھیک ہے نا۔۔؟" داؤد کو پریشانی نے گھیرا تھا۔ مس ونڈر کبھی کسی ایسی پراسرار جگہ کو یوں چھوڑ کر نہیں " بھاگی تھی۔ اور نہ اسکے چہرے پر کبھی اتنی دہشت ابھری تھی۔ اس وقت اسکا چہرہ زرد دکھائی دے رہا تھا۔

ہاں میری طبیعت ٹھیک ہے لیکن مجھے ابھی یہاں سے جانا ہو گا۔۔ شام میں ملتے ہیں۔۔" وہ زبردستی مسکراہٹ چہرے پر سجاتے بولی" تھی اور پھر بنا داؤد کی بات سنے راج محل سے بھاگنے کے انداز میں نکلتی چلی گئی تھی۔ داؤد نے حیرت سے اسے جاتے دیکھا تھا اور دانش نے اسکی طرف اشارہ کرکے مس ونڈر کے جانے کی وجہ پوچھی تو وہ کندھے اچکا کر رہ گیا۔

یہ لڑکی کون تھی۔۔؟" مس ونڈر کے جانے کے المیرہ نے صلہ سے سوال کیا۔ اسکے چہرے پر الجھن پھیلی تھی۔ "

پتہ نہیں شاید کوئی رپورٹر ہو، یا پھر پولیس والوں سے تعلق ہے۔" صلہ نے گہرہ سانس فضا میں خارج کرتے کہا تھا۔ اسے لگ رہا تھا وہ" لوگ لندن آکر پھنس گئے تھے۔ مصیبتیں بڑھتی جا رہی تھیں۔

مناظر المیرہ کا کزن جبکہ صلہ کا بڑا بھائی تھا۔ وہ المیرہ سے چار سال بڑھا تھا۔ المیرہ اور مناظر بچپن سے ہی ایک دوسرے سے منسوب تھے۔ المیرہ اسے بہت چاہتی تھی۔ پہلے پہل تو مناظر بھی ٹھیک تھا لیکن پھر اچانک سب بدلتا گیا۔

مناظر کو ہاکی کھیلنے کا جنون تھا۔ المیرہ کی نظر میں وہ واحد ایسا لڑکا تھا جو کلین شیو میں اچھا لگتا تھا۔ اس رات موسم بہت خراب تھا۔ سر شام ہی سیاہ بادلوں نے آسمان پر ڈیرا جمایا ہوا تھا۔ اس روز مناظر کو ہاکی کے ٹورنامنٹ پر جانا تھا۔ اور وہ اسکے لیے بہت پر جوش تھا۔

مناظر کہاں کی تیاری ہے؟" دادو نے اسے رات کے اس پہر تیار ہوتے دیکھا تو پوچھا۔ "

دادو دعا کیجئے گا اگر میں آج اچھا کھیلا تو یقیناً انٹر نیشنل ٹیم میں جانے کے میرے راستے صاف ہو جائیں گے۔۔" وہ پر جوش سا بتا رہا تھا۔ " چہرے پر خوبصورت سے رنگ تھے یوں جیسے انسان اپنی منزل کے بہت قریب پہنچ کر خوش ہوتا ہے۔

لیکن تم رات کے اس پہر باہر نہیں جاؤ گے، آج تو ویسے بھی اماوس کی رات ہے تم باہر نہیں جاؤ گے۔۔" دادو نے چھڑی پر زور" ڈالتے، جو انکے بائیں ہاتھ میں تھی اور داہنے ہاتھ میں موجود تسبیح کے دانے گراتے سخت لہجے میں کہا تھا۔

ارے دادو ایسا کچھ نہیں ہوتا، بس دعا کریں آپ آج سب ٹھیک ہو جائے۔۔" اس نے دادو کے دونوں کندھوں پر زور ڈالتے کہا۔ "

اور پھر دادو کے منع کرنے کے باوجود بھی وہ اس رات میچ کھیلنے چلا گیا۔ اور صبح کے قریب گھر والوں کے جو خبر سننے کو ملی تھی وہ سب کی پیروں تک جان نکال گئی تھی۔ مناظر کا رات پرانے مندر کے پاس ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ اسکی کار کی حالت بہت خراب تھی۔ اسے دیکھ کر لگتا ہی نہیں تھا اسے چلانے والا بچ گیا ہو گا۔ لیکن مناظر بچ گیا تھا۔

جب سے حائنہ راج محل سے واپس آئی تھی اسکی حالت کافی بری تھی۔ اسکا پورا جسم بخار میں پھنک رہا تھا۔ اسے اپنے پورے جسم میں درد کی عجیب ٹھیسیں اٹھتی محسوس ہو رہی تھیں۔

وہ اس موسم میں بھی بار بار ٹھنڈا پانی پی رہی تھی۔ اسکے اندر آگ سی جل رہی تھی۔ جب اُسے سکون نہ ملا تو بے ساختہ اُسکی آنکھوں سے آنسو نکل آئے تھے۔ وہ اپنے بائیں ہاتھ سے داہنے ہاتھ کو زور زور سے دبا رہی تھی لیکن درد کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

ابھی وہ اسی حالت میں تڑپ رہی تھی جب موبائل پر ہونے والی بیل نے اسکی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی تھی۔ حائنہ نے فون اٹھا کر دیکھا تو داؤد کا نمبر سکرین پر چمک رہا تھا۔

ہیلو مس ونڈر آپ ٹھیک ہیں؟" جیسے ہی اس نے فون اٹھایا تو داؤد کی پریشان سی آواز ابھری تھی۔"

"!داؤد میں تم سے ملنا چاہتی ہوں۔ ابھی اسی وقت۔۔"

اس وقت؟ سب ٹھیک ہے نا۔۔؟" داؤد کے چہرے پر پریشانی کی لکیریں گہری ہوئیں۔"

"نہیں کچھ ٹھیک نہیں ہے، تم مجھ سے جلد ملو اس سے پہلے کہ دیر ہو جائے۔۔"

ٹھیک ہے میں آتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں۔۔" داؤد اسے تسلی دیتا فون بند کر چکا تھا جبکہ حائنہ اب اپنے اپارٹمنٹ میں بے چینی" سے ٹہل رہی تھی۔

ح—ازم۔۔!!" حائنہ نے تکلیف کی شدت سے اسے پکارہ تھا۔ اور پھر کچھ ہی پل گزرے تھے جب اسے اپنے بازو " میں سکون اترتا محسوس ہوا۔ درد دھیرے دھیرے ختم ہوتا جا رہا تھا۔

اس رات مناظر بچ تو گیا تھا لیکن وہ پہلے جیسا نہیں رہا تھا۔ وہ بالکل خاموش ہو گیا تھا۔ اسکے چہرے عجیب قسم کی سختی چھا گئی تھی۔ وہ سب سے اکھڑا اکھڑا رہنے لگا تھا اور المیرہ سے تو اسے نفرت سی ہو گئی تھی۔ وہ اکثر و بیشتر پرانے مندر کے قریب پایا جاتا تھا۔ وہ بیمار رہنے لگا تھا۔ اسکے جسم سے خون دھیرے دھیرے جیسے خشک ہو رہا تھا۔ لیکن وہ کسی کی سنتا ہی نہیں تھا۔ جہاں اسے المیرہ نظر آتی تھی وہ منہ پھیر لیتا تھا۔

مناظر تم آج کل کہاں گم رہنے لگے ہو، کسی سے بات نہیں کرتے ہو نہ گھر میں نظر آتے ہو نہ میچ کھیلنے جاتے ہو تم ہوتے کہاں " ہو۔۔؟" اس دن تھک ہار کر میرہ اسکے کمرے میں پہنچ گئی تھی۔ وہ آئینے کے سامنے کھڑا خود کو گھور رہا تھا۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔؟" اسے دیکھ کر مناظر کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ چکا تھا۔"

وہ مناظر وہ میں۔۔" وہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔"

دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔" مناظر نے اسے دھکا دے کر کمرے سے نکالا۔"

مناظر پلیز۔۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیوں کر رہے ہو ایسا۔۔؟" اٹھارہ سالا میرہ بے طرح رو دی تھی۔"

مجھ سے دور رہو میرہ!! مجھ سے دور رہو۔۔" اسے کمرے سے نکال کر مناظر نے التجائیہ انداز میں کہا اور پھر کمرے کا دروازہ بند کر دیا" گیا تھا۔ جبکہ میرہ روتے ہوئے اپنے کمرے میں واپس آگئی تھی۔

اور پھر ایک دن مندر کے پاس مناظر نے خود کو آگ لگا کر خودکشی کر لی تھی۔ وہ تو چلا گیا تھا لیکن اپنے پیچھے غیر معمولی کر گیا تھا۔ المیرہ جو اس سے محبت کرتی تھی وہ تو جیسے پتھر کی ہو گئی تھی۔ پانچ سال گزر گئے تھے وہ اس صدمے سے باہر نہیں نکلی تھی۔ اور پھر ایک

سال پہلے جب ریحان اسکی زندگی میں آیا تب سے اُسکی پریشانیاں مزید بڑھ گئی تھیں۔ وہ جتنا اس سے دور رہنا چاہتی تھی وہ اتنا ہی اسکے قریب آرہا تھا۔

حائنہ اور داؤد اس وقت حائنہ پسندیدہ کاپی شاپ میں بیٹھے تھے جو حائنہ کے اپارٹمنٹ کے قریب ہی تھا۔ حائنہ نے جو کچھ بھی داؤد کو بتایا تھا اسے سن کر داؤد ساکت رہ گیا تھا۔ کاپی شاپ برقی قمقموں سے جگمگ کر رہی تھی۔ کاپی شاپ کے گلاس ڈور سے باہر گزرتی گاڑیاں عجیب سا منظر پرسوز پیش کر رہی تھیں۔

"یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں مس ونڈر؟ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟" داؤد نے اسکی پوری بات سننے کے بعد حیرت سے پوچھا تھا۔ اسکے چہرے پر بھی پریشانی کی رمق واضح تھی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں، اس لڑکی کی جان خطرے میں ہے بلکہ اسکے ساتھ کچھ اور لوگ بھی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔۔" حائنہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن دانش اس بات پر کبھی یقین نہیں کرے گا۔۔" داؤد نے پہلو بدلا۔

"مجھے اس شخص کو یقین دلانا بھی نہیں ہے، آپ کچھ ایسا کر سکتے ہیں کہ مجھے کچھ وقت کیلئے راج محل میں رہنے اجازت مل جائے۔۔؟"

"مشکل کام ہے، مجھے دانش سے بات کرنی پڑے گی۔۔" داؤد نے سر کھجاتے جواب دیا تھا۔

"یہ آفیسر دانش تیمور میرے ہر راستے کی رکاوٹ کیوں بن رہا ہے۔۔؟" وہ چاہ کر بھی اپنے لہجے کی تلخی اور ناگواری نہیں چھپا پائی تھی۔ اسکی آواز کس قدر دھیمی تھی لیکن بہت واضح اور صاف تھی۔

"کیونکہ ہر راستہ اور ہر چیز آفیسر دانش تیمور سے ٹکرا گزرتی ہے۔۔!" جواب دانش کی طرف سے آیا تھا۔ دونوں نے چہرے کا رخ موڑ کر بائیں جانب دیکھا تھا۔ وہ جیکٹ کی جیبوں میں ہاتھ ٹھونسے پر سکون سا کھڑا تھا۔ داؤد کے دل کی دھڑکن اچانک ہی تیز ہوئی تھی۔ وہ یہاں دانش کو بتا کر نہیں آیا تھا لیکن وہ کیسے بھول گیا تھا؟ وہ دانش تیمور تھا۔ اسکے ارد گرد پتا بھی ہلتا تو وہ اسکی خبر رکھتا تھا۔

"میرے خیال سے مجھے اب جانا چاہیے۔۔" حائنہ نے کھڑے ہوتے کہا۔ وہ دانش سے کھار کھانے لگی تھی۔

"بیٹھ جائیں مس ونڈر میں انسانوں کو کاٹتا نہیں ہوں۔۔" عجیب سا لہجہ تھا اسکا۔ حائنہ نے داؤد کی طرف دیکھا جس نے بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ ناچاہتے ہوئے بھی بیٹھ گئی تھی۔

"تو کیا باتیں کی جا رہی تھیں۔۔؟" دانش نے کرسی کو الٹا کر کے رکھا اور اسکی پشت والا حصہ آگے کی جانب تھا جس پر وہ دونوں ہاتھ جمائے اس پر ٹھوڑی رکھے بیٹھ چکا تھا۔ انداز بہت ہی ہلکا پھلکا تھا۔ حائنہ گیلانی کو کبھی کبھی وہ شخص حیران کر دیتا تھا۔ پہلے اسے وہ صرف گرگٹ لگتا جو پل بھر میں رنگ بدل لیتا تھا لیکن اسے اب اندازہ ہوا تھا وہ گرگٹ کے ساتھ ساتھ ایک گھاگ شکاری بھی تھا۔ اور پھر یہاں تو معاملہ داؤد اور مس حائنہ گیلانی کا تھا جو آج کل اسے مشکوک لگ رہے تھے۔

"کچھ باتیں ذاتی ہوتی ہیں، ہر ایک کو نہیں بتائی جاتیں۔۔!" برف سا سرد لہجہ تھا مس ونڈر کا۔

"اچھا تو یہ بات ہے۔۔۔!" دانش نے سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ "اگر میں تم لوگوں کی ٹیم میں شامل ہو جاؤں تو پھر۔۔؟ کیا مجھے تم دونوں کی ٹیم میں شامل ہونے کا موقع ملے گا۔۔؟" وہ چہرے پر مسکان سجائے پوچھ رہا تھا۔ وہ دانش تیمور جس کے پاس کسی سے بات کرنے کا وقت نہیں ہوتا تھا وہ ان دو لوگوں کی ٹیم میں شامل ہونے کا کہہ رہا تھا جنہیں وہ بے وقوف سمجھتا تھا۔ داؤد کو اسکے ذہنی توازن پر شک سا ہوا تھا۔ جبکہ مس ونڈر نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"ہو سکتا ہے اسی بہانے میں آپکی راج محل جانے اور وہاں رہنے میں مدد کر سکوں۔۔" دانش نے ایک آنکھ دباتے ہوئے کہا تو مس ونڈر سٹپٹا گئی تھی۔ اسے دانش سے اس درجہ بے تکلفی کا اندازہ نہیں تھا۔ اس لمحے حائنہ گیلانی نے اعتراف کیا تھا کہ وہ شخص روپ بدلنے میں گرگٹ کو بھی پیچھے چھوڑ چکا تھا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آئی کہ نہیں۔۔؟" داؤد نے راج محل سے آنے بعد باقی وقت ملیحہ کے ساتھ گزارا تھا اسی لیے اسے رپورٹ کا اندازہ نہیں تھا۔

"ہاں پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کے مطابق موہن کی موت سانپ کے کاٹنے سے واقع ہوئی ہے۔۔" دانش نے سادہ سے لہجے میں بتایا۔

"دیکھا میں نے کہا تھا نا ایسا ہی ہو گا تم بلاوجہ مس المیرہ پر شک کر رہے تھے۔۔" داؤد نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"لیکن سوچنے کی بات ہے محل کے اندر سانپ گھسا کیسے۔۔؟" دانش نے اٹھتے ہوئے کرسی سیدھی کی اور پھر مذہب انداز میں سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

"ظاہر سی بات ہے وہ علاقہ ہی ایسا ہے۔ محل سے کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑا باغ ہے اسکے علاوہ آس پاس گھنے جنگلات ہیں وہاں سانپ نہیں ہوں گے تو کہاں ہوں گے۔۔؟" مس ونڈر نے تنک کر پوچھا۔

"آہاں۔۔ آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا مس ونڈر لیکن کئی اور پہلو ہیں جن پر ہم نے غور نہیں کیا۔۔"

"وہ کیا۔۔؟" داؤد نے تعجب سے پوچھا۔ وہ دانش کی سوچ جاننے کی سعی کر رہا تھا۔

"رام ناتھ کا کہنا ہے کہ وہ پچھلے تیس سالوں سے محل میں رہ رہا ہے اور آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا کہ راج محل میں کوئی سانپ گھسا ہو۔۔ حالانکہ وہ علاقہ زہریلے سانپوں سے بھرا ہوا ہے۔۔" دانش نے کہنا شروع کیا۔

"اور اسکی وجہ کیا ہے؟ سانپ راج محل میں کیوں نہیں جاتے۔۔؟" مس ونڈر بھی چونکی ہوئی تھی۔

"کیونکہ پچھلے تیس سال یا شاید اس سے بھی پہلے سے راج محل کے کھڑکیوں اور دروازوں پر باقاعدہ لونگ اور دار چینی کی اسپرے کی جاتی ہے، اور یہ ایسی چیز جو سانپوں کو محل سے دور رکھتی ہے، اس اسپرے کو کسی بھی جگہ پر کیا جائے تو سانپ اس جگہ سے دور بھاگتے ہیں۔۔"

"ہو سکتا ہے رام ناتھ کل رات اسپرے کرنا بھول گیا ہو۔۔!" داؤد نے نقطہ پیش کیا۔

نہیں۔۔ اسپرے کی گئی تھی اس کے ثبوت حاصل کرچکا ہوں میں۔۔" دانش نے جواب دیا۔"

لیکن سانپ تو دن کے وقت بھی محل میں داخل ہو سکتا ہے نا۔۔؟"مس ونڈر جانے کیا جاننے کی سعی کر رہی تھی۔"

ہو سکتا ہے لیکن جہاں تک میرا خیال ہے ایک شام میں کی گئی سپرے اگلے چوبیس گھنٹوں تک پر اثر رہتی ہے۔۔ اور پھر کل رات شام" ہوتے ہی رام نے باقی ملازموں کے ساتھ مل کر اسپرے کر دی تھی اور کھڑکیاں دروازے اچھے سے بند کئے تھے۔۔ جبکہ جب موہن "کی موت واقع ہوئی سپاٹ بوائے اجے کے مطابق کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔۔

"!وہ تو ہوا سے بھی کھل سکتی ہیں"

بالکل۔۔ لیکن جہاں تک مجھے لگتا ہے کہ رام ناتھ اس قدر وہمی اور شکی انسان ہے کہ وہ دس دس بار ایک کھڑکی کو چیک کرتا" ہو گا۔۔" دانش نے داؤد کی بات کا جواب دیا۔

راج محل اتنا بڑا ہے سانپ کہیں سے بھی وہاں داخل ہو سکتا ہے۔۔ محل کے ہر کونے میں تو اسپرے نہیں کی جاتی ہو گی۔۔ آخر آپ" کہنا کیا چاہتے ہیں۔۔؟"مس ونڈر جھنجھلا اٹھی تھی۔

یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ کوئی سانپ کو اس محل میں لایا ہو۔۔؟" دانش نے رازدانہ انداز میں سرگوشی کی تھی۔ داؤد اور مس ونڈر" دونوں چونک گئے تھے۔ وہ واقعی ایک ذہین آفیسر تھا مس ونڈر نے اعتراف کیا تھا۔

بھئی ہونے کو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے، لیکن مجھے لگتا ہے جو دکھایا جارہا ہے وہ سچ نہیں ہے اس سچ کے پیچھے کچھ چھپا ہوا ہے۔۔" دانش نے" دونوں ہاتھ کھڑے کرتے کہا جیسے وہ انہیں مزید الجھانا نہ چاہتا ہو۔

تبھی ایک ہیولا سا کافی شاپ میں داخل ہوا تھا۔ اور تیزی سے ان تینوں کی جانب بڑھا اور مس ونڈر کے پیچھے جا کر رک گیا۔ اور زوردار سانس کی آواز ابھری تھی اور مس ونڈر نے جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا۔ وہ وہاں کسی کی موجودگی محسوس کر چکی تھی۔

کیا ہوا۔۔؟" دانش کچھ اور بھی کہہ رہا جب داؤد نے مس ونڈر کے چہرے بدلتے تاثرات کو دیکھ کر پوچھا۔ وہ ہیولا تیزی سے ان" تینوں سے دور ہوا تھا۔

کک۔۔ کچھ نہیں۔۔" اس نے الجھن زدہ لہجے میں کہا اور دوبارہ ان دونوں کی طرف متوجہ ہو گئی۔ "

تو مسٹر دانش تیمور آپ بتائیں مجھے اس محل میں رہنے کی اجازت کیسے ملی گی؟ کیونکہ مجھے لگتا ہے وہاں کسی جان خطرے میں ہے۔!!""" مس ونڈر اپنے مطلب کی بات پر آئی تھی۔

وہ ہیولا اب چلتا ہوا دانش کی طرف آیا تھا۔ کچھ دیر وہ وہاں کھڑا ان کی باتیں سنتا رہا اور پھر جس تیزی سے آیا تھا اسی سرعت سے کاپی شاپ سے باہر نکل گیا۔ پیچھے وہ تینوں اہم معاملات طے کرنے تھے کہ کس نے کب اور کیا کرنا تھا؟ کیونکہ جتنا یہ کیس سیدھا نظر آرہا تھا اتنا تھا نہیں۔۔!!

وہ اپنے کمرے میں لگے اس پراسرار سے آئینے کے سامنے کھڑا تھا جسے وہ اپنے ساتھ لایا تھا۔ آئینے کے اندر ایک عجیب اور خوفناک سی حویلی کا منظر نظر آرہا تھا۔

کس نے کیا وہ سب؟ آخر کس نے؟ ہمارا شکار ایک انسان ہے اگر وہاں بھیڑ جمع ہوتی گئی تو تم اپنا کام کیسے کرو گے؟ تم مجھے باہر کیسے نکالو" گے؟" وہ غصے سے پھنکار رہی تھی۔ وہ جبکہ وہ بنا پلکیں جھپکائے آئینے میں دیکھ رہا تھا۔

میں کوشش کر رہا ہوں میں جلد تمہیں آزاد کروا لوں گا۔۔" اس نے یقین دلانا چاہا تھا۔ "

کب آخر کب۔۔؟ ہمارے پاس یہ آخری موقع ہے اگر یہ گنوا دیا تو تم مجھے اگلے سو سالوں تک بھی نہیں نکال پاؤ گے۔۔" وہ اذیت" سے چلائی تھی۔ وہ خاموش کھڑا رہا۔

میں تمہاری جان ہوں نا؟ تم اپنی جان کیلئے اتنا بھی نہیں کر سکتے۔۔؟" اب کی بار اسکے لہجے میں دکھ کی آمیزش تھی۔ مصنوعی دکھ کی۔ "

ہاں میں اپنی جان کیلیئے کسی کی بھی جان لے سکتا ہوں۔۔"وہ محبت بھرے لہجے میں بولا تھا۔"

میں جانتی تھی، میں جانتی تھی تم مجھے بچالوگے۔۔کیونکہ تم مجھ سے بہت محبت کرتے ہو۔۔"وہ اب جیسے جھوم اٹھی تھی۔اسے اپنے" شکار پر پورا بھروسہ تھا وہ اسے کبھی نہیں چھوڑنے والا تھا۔

اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتی کمرے میں فون کی گھنٹی کی گونج اٹھی تھی۔اس پر چھایہ طلسم ایک جھٹکے سے ٹوٹا تھا اور وہ ہڑبڑا کر فون کی جانب بڑھا۔

مس ونڈر جیسے ہی لاک کھول کر اپارٹمنٹ میں داخل ہوئی تو ایک عجیب سے احساس نے اسے گھیر لیا تھا۔وہ کوٹ اتار کر دروازے کے پیچھے لٹکاتی تیزی سے کچن کی جانب بڑھی۔کچن کی حالت دیکھ کر اسکے چودہ طبق روشن ہوئے تھے۔کچن کا پورا سامان بکھرا پڑا تھا۔ مصالحہ جات کے ڈبے نیچے کھلے پڑے تھے۔فریج کھلا تھا اور سبزیاں نیچے پڑی تھیں۔

اومیرے خدایا!"مس ونڈر کو اپنا سر چکراتا محسوس ہوا۔"اسکا مطلب میں نے جو کافی شاپ میں محسوس کیا وہ سچ تھا۔۔؟"وہ بڑبڑائی تھی اور پھر اسکی نظر کیچپ کے بڑے سے ڈبے پر پڑی جس میں ٹماٹر کیچپ تھی۔ وہ اب خالی تھا۔ اور ایک اور چھوٹا سا پیکٹ تھا جو شیلف پر رکھا تھا لیکن وہ بھی خالی تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے کچن سے باہر نکلی تھی۔

انکبور۔۔!!"اس نے اونچی آواز میں کسی کو پکارہ تھا۔"

انکبور کہاں ہو تم باہر نکلو۔۔"وہ غصے سے چلا رہی تھی۔اور تبھی لاؤنج میں رکھے صوفوں میں سے ایک صوفے میں حرکت سی" ہوئی۔۔وہ پھولا اور پھولتا گیا اور پھر ایک دم سے غبارے کی مانند پھٹ گیا۔

مس ونڈر جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔

جی مالکن میں یہاں ہوں۔۔!!" تین فٹ کے قد کی ایک عجیب وغریب مخلوق اسکے سامنے حاضر ہوئی تھی۔ وہ ایک چھوٹا سا آدمی" تھا۔ جسکی ناک لمبی جبکہ کان نہیں تھے۔ وہ سیاہ رنگ کے عجیب سے لباس میں ملبوس تھا۔ اسکی آواز کانوں میں چبتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" وہ غصے سے دھاڑی تھی۔"

وو۔۔وہ۔۔مالکن۔۔مالک نے مجھے بھیجا تھا آپکی خیر خبر کو۔ انکا کہنا تھا آپ انہیں پکار رہی ہیں شاید آپ تکلیف میں ہیں۔۔" انکبور اب کسی مجرم کی طرح سر جھکائے کہہ رہا تھا۔

انکبور میر حازم کا ملازم تھا یعنی اسکا غلام۔۔ اسکا تعلق بھی میڈیمز کی دنیا سے تھا اور وہاں اونچے گھرانوں میں ایسے ملازم اور غلام رکھنے کی اجازت تھی۔

جب سے حازم کا انسانوں کی دنیا سے رابطہ ٹوٹا تھا اس نے انکبور کو حائنہ کا غلام بنا دیا تھا۔ جب بھی موقع ملتا یا حازم کو محسوس ہوتا کہ حائنہ کسی مشکل میں ہے یا حائنہ کبھی حازم کو پکارتی تو وہ سب سے نظر بچا کر انکبور کو وہاں بھیج دیتا تھا۔

جب پہلی بار انکبور حائنہ سے ملنے آیا تو وہ اسے دیکھ کر ڈر گئی تھی۔ وہ اس وقت کھانے میں مصروف تھی اور ٹماٹو کیچپ میز پر رکھی تھی۔

یہ کیا ہے مالکن؟" انکبور نے ٹماٹو کیچپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا شاید اسکی دنیا میں یہ نہیں پائی جاتی ہے۔

یہ ٹماٹو کیچپ ہے، تم چکھ سکتے ہو" اور حائنہ کو یہ بات مہنگی پڑ گئی تھی۔ انکبور کو وہ پسند آئی تھی اب وہ جب بھی آتا تو سب سے پہلے" کچن میں گھس کر کیچپ کا ڈبا خالی کرتا تھا۔ حائنہ لاکھ چھپا کر رکھ لیتی لیکن وہ اسے ڈھونڈ نکالتا تھا چاہے اسکے لیے اسے پورا کچن درہم برہم کرنا پڑے۔

"نہیں میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔" حائنہ نے بے بسی سے پھٹے ہوئے صوفے کی جانب دیکھا اور پھر دوسرے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی تھی۔

"اووو۔۔ مالک کو غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔۔" انکبور بڑبڑایا تھا۔

"تم کافی شاپ میں ہماری باتیں سن رہے تھے۔۔؟" اچانک وہ سیدھی ہوئی۔

"وو۔۔ وہ مم۔۔ مالکن۔۔ وہ لڑکا آپکو تنگ کرتا ہے میں یہی جاننے گیا تھا۔ آپ فکر نہ کریں آج کے بعد وہ آپکو تنگ نہیں کرے گا۔۔" یقیناً اسکا اشارہ دانش تیمور کی جانب تھا۔

"تم نے کیا کیا ہے انکبور۔۔؟" حائنہ جیسے چلائی تھی۔ وہ انکبور کو اچھے سے جانتی تھی۔ وہ اسے تنگ کرنے والی کی زندگی اجیرن کر دیتا تھا۔

"کک۔۔ کچھ نہیں۔۔ شاید میں غلط بول گیا۔۔" انکبور نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھا تھا۔ جبکہ حائنہ گیلانی کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔

"مجھے لگتا ہے مصیبتیں اور پریشانیاں میرا پیچھا کرتی رہتی ہیں، میں جہاں بھی جاتی ہوں وہاں پر ہی مصیبتیں بڑھ جاتی ہیں۔۔" میرہ فون کان سے لگائے ملال سے کہہ رہی تھی۔ اسے موہن کی موت کا تعلق خود سے جڑا محسوس ہوتا تھا۔

"ایسے کیوں سوچتی ہو تم؟" ریحان نے سوال کیا تھا۔ اسکے لہجے میں محبت کی مٹھاس تھی۔

"میں ایسا نہیں سوچنا چاہتی ریحان لیکن حالات و واقعات مجھے مجبور کر دیتے ہیں۔۔" میرہ نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی تھی۔ وہ اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑی تھی۔ رات کے اس پہر محل سے باہر گہری تاریکی چھائی تھی۔ اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا سوائے آسمان پر ٹمٹماتے ستاروں کے۔۔ ٹھنڈی ہوا اسے سکون بخش رہی تھی۔

میں بہت جلد تمہارے پاس آرہاہوں میرا پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ تم پرسکون ہو جاؤ گی۔۔ "میرہ ریحان کے لہجے میں چھپی" پراسراریت کو محسوس نہیں کرپائی تھی۔ شاید وہ اس پر یقین کرنے لگی تھی۔ شاید ریحان کی محبت اسے جینا سکھارہی تھی۔

ہاں جلد آجاؤ ہم سب کو تمہاری ضرورت ہے یہاں کچھ ٹھیک نہیں ہے۔۔ "میرہ نے ماں سے کہا تھا اور دوسری طرف وہ شخص ایک" پل کو ساکت ہوا تھا۔

اچھا ٹھیک ہے تم اب سو جاؤ صبح بات کریں گے اور ہاں وہ گھڑی اپنی کلائی سے مت اتارنا۔ شب بخیر۔۔ "وہ اسکی بات سنے بنا ہی فون" بند کرچکا تھا۔

اور اسی پل میرہ کی نظروں نے کچھ عجیب دیکھا تھا۔ ایک مدھم سی روشنی باغ کی جانب بڑھ رہی تھی یوں جیسے کسی نے مشعل تھام رکھی ہو۔۔ کیوں کہ اندھیرے کی وجہ سے کسی کا وجود دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میرہ ایک پل کیلئے ساکت ہوئی تھی۔

اچھا ٹھیک ہے تم اب سو جاؤ صبح بات کریں گے اور ہاں وہ گھڑی اپنی کلائی سے مت اتارنا۔ شب بخیر۔۔ "وہ اسکی بات سنے بنا ہی فون" بند کرچکا تھا۔

اور اسی پل میرہ کی نظروں نے کچھ عجیب دیکھا تھا۔ ایک مدھم سی روشنی باغ کی جانب بڑھ رہی تھی یوں جیسے کسی نے مشعل تھام رکھی ہو۔ کیوں کہ اندھیرے کی وجہ سے کسی کا وجود دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ میرہ ایک پل کیلئے ساکت ہوئی تھی۔

رات کے اس پہر خوفناک باغ میں جانے کی ہمت کون کرے گا۔۔؟ "میرہ نے پل بھر کو سوچا۔ "کیا مجھے اسکے پیچھے جانا چاہیے۔۔؟""" وہ ابھی سوچ ہی رہی تھی پیچھے سے ابھرنے والی آواز پر اچھل پڑی۔

میرہ۔۔!!" اس نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ صلہ اسکے پیچھے کھڑی سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "

کیاہوا؟ تم یہاں کیوں کھڑی ہو وہ بھی رات کے اس پہر۔۔؟ "صلہ نے سوال کیا۔"

وہ صلہ وہ باغ میں۔۔"میرہ نے اس وجود کی جانب اشارہ کیا جو مشعل تھامے اندھیرے باغ کی جانب بڑھ رہا تھا اور پھر وہ ساکت رہ" گئی۔ وہاں پر اب کچھ نہیں تھا جہاں کچھ دیر پہلے روشنی جلتی نظر آ رہی تھی۔ شاید وہ جو بھی تھا باغ میں داخل ہو چکا تھا۔

کیا ہوا باغ کو۔۔؟"صلہ نے بے اختیار ہی سوال پوچھا۔ وہ پہلے ہی کافی ڈری ہوئی تھی اور اب میرہ نے تاثرات اسے مزید خوف میں" مبتلا کر رہے تھے۔ میرہ نے ایک گہرہ سانس فضا میں خارج کیا اور خود کو پر سکون کرتے ہوئے جواب دیا۔

کچھ نہیں۔۔ تم بتاؤ کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا۔۔؟"وہ بالکونی کا دروازہ بند کرتی کمرے میں آ گئی تھی۔"

مجھے بھوک لگی ہے، میں اکیلے نیچے نہیں جانا چاہتی۔ تم میرے ساتھ چلو گی۔۔؟"صلہ معصومیت بھرے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ میرہ" کو اس پر پیار آیا تھا۔

ہاں چلو۔۔ اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے؟"وہ دونوں کمرے سے باہر نکل آئی تھیں۔"ویسے تمہاری بھوک کا کوئی ٹائم ٹیبل نہیں" ہے جب دل چاہے منہ اٹھا کر آ جاتی ہے۔۔"میرہ نے اسکا خوف دور کرنے کیلئے بات کا رخ بدلا۔

اب بھوک تو کسی بھی وقت لگ سکتی ہے، اس میں کیا کر سکتی ہوں۔۔؟"صلہ نے بے چارگی سے کہا۔ وہ دونوں لمبی سانپ کی آنت" جیسی سیڑھیاں اتر رہی تھیں جبکہ انکے پیچھے دو آنکھیں شیطانی چمک لیے انہیں گھور رہی تھیں۔

دانش جب اپنے کمرے میں سونے کیلئے گیا تو کافی تھکا ہوا تھا۔ ابھی اسے بستر پر لیٹے کچھ ہی دیر گزری جب اسے اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ اسکی حسیات بھی بہت تیز تھیں۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور عقابی نظروں سے کمرے میں چاروں طرف دیکھنے لگا۔

پہلا خیال جو اسکے ذہن میں وہ کسی مجرم کا تھا۔ ابھی وہ ہر چیز کو غور سے دیکھ ہی رہا تھا جب اسکے کمرے میں رکھی شیلف جو فائلوں سے بھری ہوئی تھی ایک دھماکے کی آواز سے نیچے گر گئی۔ دھماکہ اتنا زور دار تھا کہ دانش کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔ شیلف کچھ فاصلے

پر رکھے شیشے کے میز پر گرا تھا۔ کمرے میں کانچ کے ٹکڑے پھیل گئے۔ وہ ایک جھٹکے سے بیڈ سے نیچے اترا۔ اسکا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا اور پھر جیسے کمرے میں افراتفری پھیل گئی۔ ہر چیز اپنی جگہ سے اوپر فضا میں اٹھ رہی تھی۔

دانش کی تو حیرت کے باعث آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔ اسے لگ رہا تھا کہ شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہا تھا۔ کمرے کی چیزیں آپس میں ٹکرا رہی تھیں۔

"کون ہے یہاں اور یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔؟" وہ ایک بہادر آفیسر تھا۔ خود کے خوف پر قابو پاتے اس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے پوچھا تھا۔ کمرے میں یکدم ہی گہری خاموشی چھا گئی۔ ہر چیز فضا میں معلق اپنی جگہ ساکت رہ گئی تھی۔ دانش کیلئے یہ سب خوفناک سے زیادہ حیران کن تھا۔

یہ خاموشی کچھ ہی پلوں کی تھی۔ پھر اچانک اسے واشروم سے شاور کھلنے کی آواز آئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے واشروم سے سرخ مائع بہتا کمرے میں آنے یوں جیسے کسی نے خون کی ندی بہادی ہو۔ اب کی بار دانش کی خوف سے آنکھیں پھٹ گئی تھیں۔

اور پھر ہر چیز دوبارہ سے حرکت میں آچکی تھی۔ کمرے میں رکھی کرسیاں، گلدان اور دوسری چیزیں آپس میں ٹکرا کر کرچیوں میں بکھرنے لگی تھیں۔ وہ سیال مائع کسی سانپ کی مانند دانش کی طرف بڑھ رہا تھا۔

کچھ سوچتے ہوئے دانش دروازے کی جانب بھاگا۔ اسے احساس ہوا تھا کہ اس وقت کمرے سے باہر نکل جانا ہی بہتر تھا۔ لیکن دیکھ کر اسکے سانس اٹک گیا تھا کہ دروازہ کھل نہیں رہا تھا۔ یوں جیسے باہر سے لاک کر دیا گیا تھا۔

"داؤد!" دانش نے اسے پکارہ تھا۔ لیکن اسکی آواز جیسے کمرے کے شور میں دب کر رہ گئی تھی۔ اور تبھی چھناکے کی آواز سے کمرے کی کھڑکیاں ٹوٹیں۔ دانش نے پلٹ کر دیکھا اور یہی شاید اسکی غلطی تھی۔ کھڑکیوں کا کانچ جو ٹوٹ چکا تھا اسکے ٹکڑے گولیوں کے مانند دانش کی جانب بڑھے تھے۔ اگر بروقت دانش اپنے چہرے کو بازوؤں اور ہاتھوں سے نہ چھپاتا تو اسکا چہرہ بری طرح سے زخمی ہو جاتا۔ کانچ اسکے بازوؤں اور ہاتھوں میں گرم سلاخوں کی مانند چبھ گیا تھا اور نہ چاہتے ہوئے بھی دانش کی خوفناک آواز ابھری تھی۔

وہ چیخ کی آواز اتنی دل دہلا دینے والی تھی کہ انکبور سے پوچھ گوچھ کرتی حائنہ کانپ کر رہ گئی تھی۔ شاید وہ محسوس کر چکی تھی۔

انکبور! کیا کِیا ہے تم نے دانش کے ساتھ؟" اس نے غرا کر انکبور سے پوچھا تھا۔ "

وو۔۔ وہ مم مالک کا حکم تھا اسے ختم کر دو۔۔" انکبور نے ڈرتے ڈرتے بتایا اور حائنہ ساکت رہ گئی۔ اسے ح–ازم سے ایسی امید " نہیں تھی کہ وہ کسی کی جان لے گا۔

ابھی جاؤ اور جو تم نے کیا ہے اسے بند کرو۔۔" وہ زور سے چلائی تھی۔ دہشت سے اسکے خوبصورت چہرے کے نقوش بگڑنے لگے " تھے۔

لیکن مالک۔۔" انکبور نے کچھ کہنا چاہا۔ "

جاؤ انکبور میں تمہیں حکم دیتی ہوں دانش کی جان بچاؤ۔۔!" حائنہ نے سخت لہجے میں کہا اور انکبور پلک جھپکتے وہاں سے غائب ہوا تھا۔ " اور حائنہ گھبرا کر فون کی جانب بڑھی وہ اب موبائل اٹھائے دانش کے گھر کا نمبر ملا رہی تھی جو اسے داؤد نے دیا تھا۔ بیل جانے کی آواز ابھر رہی تھی۔

حازم اتنے سالوں تک چھپتے چھپاتے انسانوں کی دنیا میں جاتا رہا تھا اور وجہ ایک ہی تھی؛ حائنہ گیلانی۔ وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا تھا۔ لیکن اس نے ایک غلطی کر دی تھی۔ وہ حائنہ کو اپنی دنیا میں لے گیا تھا۔ میڈیمز کی دنیا۔۔ شاید کسی کو محسوس نہ ہوتا لیکن وہاں جا کر حائنہ نے جو پھول توڑا تھا اسکی وجہ سے حازم کی مشکلات بڑھ گئی تھیں۔

انکی پوری دنیا میں انسان کی موجودگی کی خبر پھیل گئی تھی۔ حازم تو اسے فوراً واپس چھوڑ گیا تھا لیکن وہ خود اپنی قوم کے عتاب سے بچ نہ سکا۔

اسے اسکے باپ نے قید میں ڈال دیا تھا اور یہ فیصلہ اسے مجبوری میں کرنا پڑا تھا کیونکہ انسانوں کی دنیا میں جانے اور انہیں اپنی دنیا میں لانے کی سزا موت تھی۔ لیکن قوم کے سردار کا بیٹا ہونے کی حثیت سے شاید اسے اتنی رعایت مل گئی تھی۔ اسے قید میں ڈال دیا گیا تھا۔

اور قید بھی ایسی کہ وہ چاہ کر بھی باہر نہیں سکل سکتا تھا اور اگر وہ ایسا کرتا تو معاہدہ کے مطابق میڈیمز حائنہ گیلانی کو مار دیتے۔۔

حائنہ کی وجہ سے حازم نے قید قبول کر لی تھی۔

لیکن اس نے انکبور کو حائنہ گیلانی کی نگرانی پر معمور کر دیا تھا۔ اور حائنہ گیلانی وہ تو دو دنیاؤں میں معلق ہو کر رہ گئی تھی۔ اسکی عجیب و غریب شخصیت کہ وجہ سے انسان اس سے دور رہ گئے تھے جبکہ حازم بھی دور چلا گیا تھا اور وہ اس سے جتنی محبت کرتا تھا کبھی کسی اور کا ہونے نہیں دیتا۔۔

اور اس بات کا ثبوت دانش کی موجودہ حالت تھی۔

لاؤنج میں رکھے فون کی گھنٹی کی آواز پورے گھر میں پھیل گئی تھی اور اسکی آواز کے ساتھ ہی دانش کے کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی۔

ہر چیز دھڑام کی آواز کے ساتھ نیچے گری تھی۔

چٹک کی آواز سے دروازہ کھلا اور دانش کمرے سے باہر نکلا۔

داؤد اور نائمہ دونوں اپنے کمرے میں تھے۔ دانش کے دونوں ہاتھ زخمی ہو چکے تھے۔ تکلیف اسکے پورے جسم میں پھیل چکی تھی۔ اسکے بازو خون سے بھر گئے تھے۔ فون کی گھنٹی بجنے کے بعد خود ہی بند ہو گئی تھی۔ دانش لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ گیا تھا۔ اسکا دماغ بری طرح گھوم گیا تھا۔

یہ سب کیا تھا؟" دانش کو اپنے دماغ کی رگیں پھٹتی محسوس ہوئی تھیں۔ وہ مضبوط اعصاب کا مالک انسان چیخ کر رہ گیا تھا۔ اس وقت وہ" کسی کو بلا بھی نہیں سکتا تھا۔

تبھی لاؤنج میں ایک ہیولا سا ابھرا اور دانش کی جانب بڑھا وہ صوفے پر بیٹھا کراہ رہا تھا۔ وہ ہیولا انکبور تھا جو حائنہ کے علاوہ کسی کو نظر نہیں آتا تھا۔ وہ چلتا ہوا دانش کے قریب گیا اور اسکی جانب ہلکی سی پھونک مار دی۔ دیکھتے ہی دیکھتے دانش اپنے حواس کھوتا گیا اور گہری غنودگی میں ڈوبتا چلا گیا۔

صبح نائمہ کی آنکھ کھلی تو اس نے دانش کو لاؤنج کے صوفے پر سوتے پایا تھا۔ اسے حیرانی ہوئی تھی۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا تھا کہ دانش اپنے کمرے سے علاوہ اور کہیں سویا ہو۔

دانش بھائی!!" نائمہ نے اسکے قریب پہنچ کر اسے اٹھایا تھا۔ "

دانش بھائی آپ یہاں کیوں سو رہے ہیں؟" نائمہ نے دوبارہ پکارہ تھا۔ دانش ہڑبڑا کر اٹھا بیٹھا تھا۔ "

اس نے جھٹکے اپنے ہاتھوں کی جانب دیکھا جو سہی سلامت تھے۔ اسکے چہرے خوف کے آثار تھے۔

کیا ہوا بھائی؟" نائمہ نے پریشانی سے پوچھا۔ دانش کچھ عجیب سا رویہ ظاہر کر رہا تھا۔ "

ہاں۔۔ کک۔۔۔ کچھ نہیں۔۔" وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ سب کچھ ٹھیک تھا۔ پھر وہ بنا کچھ جواب دیئے اپنے کمرے کی جانب" بڑھ گیا تھا۔ نائمہ نے تعجب سے اسے جاتے دیکھا اور پھر کندھے اچکا کر کچن کی جانب چلی گئی۔

دانش جیسے ہی اپنے کمرے میں داخل ہوا وہ حیرت سے ساکت رہ گیا تھا۔ اسکا کمرہ پہلے ہی طرح صاف ستھرا تھا۔ ہر چیز اپنی جگہ پر سلامت رکھی تھی۔ وہ دھیمے قدموں چلتا واشروم تک آیا اور اندر جھانک کر دیکھا۔ اندر کچھ بھی نہیں کیا۔ دانش نے ایک گہرا سانس لیا اور تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑے۔

کیا وہ سب خواب تھا۔۔ "اب وہ خود سے سوال کر رہا تھا۔ "لیکن اگر وہ خواب تھا تو میں باہر کیسے گیا۔۔؟"دانش کا دماغ ایک بار پھر سے گھوم گیا تھا۔ تب اچانک اسکے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا۔ "حائنہ گیلانی۔۔ "اسکے لب پھڑ پھڑائے تھے۔

اوو میرے خدایا۔۔!!"دانش اپنا سر تھام کر بیٹھ گیا تھا۔ "

انکبور تم نے اچھا نہیں کیا، تم کسی انسان کو تکلیف کیسے دے سکتے ہو؟"حائنہ گہرے صدمے سے دوچار تھی۔ جبکہ انکبور سر جھکائے" کھڑا تھا۔

مالکن وہ شخص آپکو تکلیف پہنچا رہا تھا۔۔ "انکبور نے شرمندہ لہجے میں جواب دیا۔ "

یہ تمہیں کس نے کہا؟ کیا میں نے تمہیں بلایا تھا؟"وہ دبی دبی آواز میں چلا رہی تھی۔ "

لیکن آپ نے مالک کو پکارہ تھا اور آپ تکلیف میں تھیں۔۔ "انکبور نے پل بھر کو پلکیں اٹھائی اور پھر فوراً جھکالی تھیں۔ "

تو کس نے کہا کہ مجھے تکلیف دینے والا شخص دانش تیمور ہے؟"وہ سوال کر رہا تھا لیکن انکبور کے پاس جواب نہیں تھا۔ "

جاؤ انکبور چلے جاؤ اور جب تک میں نہ بلاؤں یہاں آنا مت۔۔ "حائنہ نے غصے سے چہرے کا رخ موڑ لیا تھا۔ وہ انکبور سے شدید" ناراض تھی۔

مجھے معاف کر دیں۔۔ "انکبور نے بھولا سا منہ بناتے کہا تھا۔ "

انکبور جاؤ۔۔ "حائنہ نے ضبط سے مٹھیاں بھینچتے کہا تھا۔ اس نے آج تک حازم اور انکبور کا اچھا روپ دیکھا تھا۔ اسے ذرا سا بھی" اندازہ نہیں تھا کہ وہ کسی انسان کی جان بھی لے سکتے تھے۔

مالک آپ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ "انکبور نے دھیمے سے لہجے میں کہا۔ حائنہ نے ضبط سے آنکھیں بند کی تھیں۔ "

میں نے کہا جاچلے جاؤ۔ میں تمہاری مالکن ہوں اور جب تک میں تمہیں نہ بلاؤں تم واپس مت آنا چاہے تمہیں بھیجے یا نہ بھیجے۔۔ سمجھ آئی۔۔؟" حائنہ نے سخت لہجے میں کہا اور انکبور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ کچھ کہنا چاہتا تھا حائنہ کا سرخ چہرہ دیکھ کر خاموش ہو گیا اور پھر خاموشی سے ہوا میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا۔

اسکے جانے کے بعد حائنہ کے لب ہلکے سے کپکپائے تھے۔ اسے انکبور بہت عزیز تھا۔ وہ اس سے مانوس ہو چکی تھی۔ لیکن اسکی اس حرکت نے حائنہ کو بہت دکھ پہنچایا تھا اور دانش۔۔! وہ جانے کس حالت میں تھا۔

راج محل میں خاموشی چھائی تھی۔ موہن کی موت کو حادثہ قرار دے دیا گیا تھا اور جے کے ٹیم پھر سے فلم کی شوٹنگ میں مصروف ہو گئی تھی۔

صلہ سوئی ہوئی تھی جبکہ میرہ کو بہت زیادہ بوریت کا احساس ہو رہا تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی اور سیڑھیاں اترتی نیچے آگئی۔ اسکے ارادہ باغ میں جانے کا تھا۔ جہاں رات کوئی گیا تھا۔ میرہ کو پہلے ہی باغ میں کسی کی موجودگی پر شک تھا لیکن رات جو اس نے دیکھا اب اسے یقین ہو گیا تھا کہ کوئی چھپ کر اس باغ میں رہ رہا تھا۔

رام ناتھ!" لاؤنج میں آنے کے بعد اس نے رام ناتھ کو پکارہ تھا۔ پورا محل سائیں سائیں کر رہا تھا۔ محل کے ساری کھڑکیاں اور" دروازے بند تھے اور ان پر بھاری پردے پڑے ہوئے تھے۔ موہن کی موت کے بعد رام ناتھ کچھ زیادہ ہی ڈر گیا تھا۔

اسکی پکار پر رام ناتھ نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ "رام ناتھ کہاں ہو تم؟" اس نے دوبارہ پکارہ تھا۔ محل میں چھائی پر اسرار خاموشی سے میرہ کو اچانک ہی خوف آیا تھا۔ اس بار بھی کسی کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ ذینیہ آپی بھی صبح صبح ہی جانے کہاں چلی گئی تھیں۔

میرہ اس وقت سیاہ اور سرخ رنگ کی سکرٹ اور شرٹ میں ملبوس تھی۔ بالوں کی اونچی پونی باندھے وہ باہر جانے کو تیار تھی۔ وہ آس پاس کے علاقہ دیکھنا چاہتی تھی وہ بھی اکیلے۔۔

رام ناتھ کا جواب نہ پا کر اس نے مرکزی دروازے کی جانب قدم بڑھائے۔۔ ابھی وہ دو قدم ہی چلی تھی جب اچانک عجیب سی آواز محل میں گونج کر رہ گئی تھی۔ کسی کے تالے کے کھلنے کی آواز جیسے برسوں بند تالا اچانک سے کھل جائے۔۔

میرہ کے قدم ساکت ہوئے۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ آواز سیڑھیوں کے نیچے سے آئی تھی جہاں اندھیرا تھا۔

رام ناتھ یہ تم ہو؟" میرہ نے ایک بار پھر اسے پکارہ لیکن کوئی جواب نہیں آیا تھا۔ اب اس نے ناچاہتے ہوئے بھی سیڑھیوں کی جانب" قدم بڑھا دیئے تھے جن کے پیچھے اندھیرا چھایا تھا۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہاں پہنچی اور پھر اپنی سکرٹ کی جیب سے موبائل نکال کر اسکی لائٹ جلائی۔ سیڑھیوں کے پیچھے کچھ فاصلے پر ایک بڑا سا دروازہ تھا۔

یہ پہلے نظر کیوں نہیں آیا مجھے؟" میرہ اس دروازے کو دیکھ کر حیران رہ گئی تھی۔ وہ ڈر بھی رہی تھی لیکن محل کے پراسرار راز جاننے" کی عجیب سی دھن سوار تھی اس پر۔

کچھ سوچتے ہوئے اس نے دروازے کی جانب قدم بڑھائے اور دروازے کے قریب پہنچ کر اسے ہاتھ سے چھو کر دیکھا۔ وہ ایک بڑا چوکور دروازہ تھا جو شاید کسی قیمتی درخت کی لکڑی سے بنایا گیا تھا۔ پھر میرہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ دروازے کا ہینڈل گھمایا اور وہ چرررر کی آواز سے کھلتا چلا گیا۔ اسے لگا تھا دروازہ جتنا پرانا اور اسکا ہینڈل جتنا زنگ آلود تھا وہ کھلنے میں یقیناً وقت لیتا۔ دروازے کے اندر بھی اندھیرا سا چھایا تھا۔ میرہ نے موبائل کی روشنی کا رخ اندر کی جانب کیا۔۔ وہاں سیڑھیاں تھیں اور نیچے سے ہلکی سی روشنی آ رہی تھی۔ یہ ایک تہہ خانہ تھا۔ شاید نیچے کوئی لائیٹ جل رہی تھی۔ میرہ کے ذہن میں پہلا خیال رام ناتھ کا آیا تھا۔ شاید وہ کسی کام کی غرض سے تہہ خانے میں گیا ہو۔

رام ناتھ!"وہ بنا کچھ سوچے سمجھے اسے پکارتی سیڑھیاں اترتی چلی گئی اور اسکے پیچھے نامحسوس انداز سے دروازہ بند ہوتا چلا گیا۔"

میں جانتا ہوں مس حائنہ گیلانی کہ میرے ساتھ رات جو بھی ہوا آپ سے واقف ہیں، وہ محض ایک خواب نہیں تھا ایک حقیت" تھی۔۔ایک خوفناک اور بھیانک حقیت جو خواب کا روپ دھار چکا ہے۔۔"دانش تیمور حائنہ سے ملنے اسکے اپارٹمنٹ آیا تھا۔ اور کوئی وقت ہوتا تو حائنہ اسے اندر نہ آنے دیتی لیکن رات والے واقعہ کے بعد وہ اسے منع نہیں کر پائی تھی۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ حائنہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اسکی زندگی کی حقیقت کسی کو پتہ چلے۔ اور دانش تیمور کو تو ہرگز نہیں۔

آپ خاموش کیوں مس حائنہ میرے سوالوں کا جواب دیں۔ یہ سب کیا ہے؟"وہ چاہ کر بھی اپنے لہجے کی تلخی کو چھپا نہیں پایا تھا۔"

میں نہیں جانتی آپ کس خواب اور کس حقیقت کی بات کر رہے ہیں آفیسر دانش تیمور! یہ آپکا ذاتی معاملہ ہے آپکو خود سلجھانا جانا" چاہیے۔۔"حائنہ نے سرد سے لہجے میں جواب دیا۔ اسکی بات سن کر دانش نے بھنویں سکیڑ کر اسے دیکھا۔ اسکی کھوجتی نگاہیں سامنے بیٹھی مس ونڈر کے تاثرات جاننے کی بھرپور کوشش کر رہی تھیں۔

میں کافی بنا کر لاتی ہوں۔۔"حائنہ نے وہاں سے اٹھنا چاہا۔ وہ کچھ وقت کیلئے اسکی نظروں سے دور جانا چاہتی تھی۔ وہ آفیسر دانش تیمور" کے سامنے کمزور نہیں پڑنا چاہتی تھی۔

میرا ذاتی معاملہ تم سے جڑا ہے مس حائنہ سمجھ کیوں نہیں رہی ہو تم؟"وہ اچانک ہی آپ سے تم پر آیا تھا۔ جھٹکے سے اسکا ہاتھ کر اسے" جانے روکا۔ حائنہ نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اسکے ہاتھ کو جس سے اس نے حائنہ کی کلائی تھام رکھی تھی۔

میرے سوالوں کا جواب دیئے بنا آپ کہیں نہیں جا سکتیں۔۔"اسکا لہجہ دھیما ہوا تھا وہ خود پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس سے" پہلے کہ حائنہ کوئی جواب دیتی دانش کو ایک کرنٹ سا لگا تھا اور اس نے جھٹکے سے حائنہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ دانش نے چونک کر اپنے ہاتھ کو

دیکھا تھا جس میں عجیب سی تکلیف اٹھ رہی تھی اور پھر صدمے سے حائنہ کی طرف دیکھا جسکی آنکھوں اور چہرے پر گہری بے بسی تھی۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا، مجھ سے دور رہیں آفیسر دانش تیمور! آپکی بھلائی اسی میں ہے۔۔" حائنہ کے لہجے میں غصہ نہیں تھا بلکہ عجیب" ساخالی پن اور بے بسی چھلک رہی تھی۔

میں نے پہلے بھی کہا تھا، مجھ سے دور رہیں آفیسر دانش تیمور! آپکی بھلائی اسی میں ہے۔۔" حائنہ کے لہجے میں غصہ نہیں تھا بلکہ عجیب" ساخالی پن اور بے بسی چھلک رہی تھی۔

دانش نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ایک بار پھر سے حائنہ کا ہاتھ تھام لیا۔ اور اس بار چھوڑا نہیں تھا۔

تم کیا ہو؟ کون ہو؟ کیوں میں تمہارے قریب نہیں آ سکتا؟ کیوں میں تمہیں تکلیف نہیں پہنچا سکتا؟ کیوں دونوں کام میرے لیے" حائنہ کا ہاتھ تھامنے سے اسے جو تکلیف "نقصان دہ ہیں؟ میں دیکھتا ہوں کون روکتا ہے مجھے۔۔ تم مجھے آج ساری حقیقت بتاؤ گی۔۔ ہو رہی تھی وہ ضبط کئے کھڑا تھا اور مس حائنہ گیلانی وہ حیرانی سے اپنے سامنے کھڑے اس ضدی اور اڑیل شخص کو دیکھ رہی تھی۔ تکلیف سے دانش کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں۔ اسکے چہرے پر درد کے آثار واضح تھے۔ اور حائنہ نے ایک گہرا سانس فضا میں خارج کر کے اپنے دوسرا دانش کے ہاتھ پر رکھ دیا اور دانش کی ساری تکلی پل بھر میں زائل ہوئی۔ وہ ایک بار پھر سے حیران رہ گیا تھا۔

آپ بیٹھ جائیں میں سب کچھ بتاتی ہوں۔۔" حائنہ نے اسے حوصلہ دیا اور اپنے ہاتھ اس سے الگ کئے۔ دانش کے ذہن میں ہزاروں" سوال تھے جنہیں وہ اپنے اندر دبا کر خاموشی سے بیٹھ گیا اور حائنہ کچن کی جانب بڑھ گئی۔

عجیب لڑکی تھی وہ درد اور مرہم دونوں اپنے اندر ہی رکھتی تھی۔

المیرہ جیسے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئی وہ حیران رہ گئی تھی۔ یہ ایک لاؤنج نما ہال تھا۔ جسے بہت خوبصورتی سے فرنیشڈ کیا گیا تھا۔ ہال کے بیچوں بیچ سامنے والی دیوار میں آتش دان جل رہا تھا جس سے وہاں سردی کی شدت میں کافی کمی تھی۔ روشنی کی اسی آتش دان میں جلتی آگ کی تھی۔

دائیں طرف دیوار میں ایک بڑی سی شیشے کی کھڑکی تھی جس پر بھاری پردے لٹکے تھے۔

یہ تو بہت خوبصورت ہے! لیکن یہاں رہتا کون ہے؟" میرہ نے بے اختیار سوچا۔ شیشے کی کھڑکی کے ساتھ ایک پیانوں رکھا تھا۔ اور" وہاں بہت ساری مصوری کے شاہکار لگے تھے جنہیں اندھیرا ہونے کے باعث میرہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پائی تھی۔ وہاں رکھی چیزیں بہت ہی قیمتی اور پرانی تھیں۔ میرہ روشنی کیلئے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں لیکن اسے سوئچ بورڈ کہیں نظر نہیں آیا۔ شاید وہاں تہہ خانے میں بجلی کا انتظام نہیں تھا۔ پھر اسے آتش دان کے اوپر ایک مشعل رکھی نظر آئی۔ وہ متوازن قدموں سے چلتی آتش دان تک آئی اس نے وہ مشعل روشن کی اور اسے اٹھا کر اوپر کیا تاکہ دیواروں پر لگی پینٹنگز صاف نظر آ سکیں۔

اور جیسے ہی میرہ کی نظر پینٹنگ پر پڑی وہ ساکت رہ گئی۔

وہ کسی شہزادی کی تصویر تھی۔ شاید پرانی۔۔۔ بہت پرانی۔۔۔ صدیوں پرانی۔۔

تصویر دیکھ کر اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" وہ بڑبڑائی۔"

پھر وہ تیزی سے بھاگتی دوسری تصویر کی جانب گئی۔ سپاہیوں کا لباس پہنے وہ تصویر بھی اسکی ہی تھی۔ اب المیرہ کا دل خوف سے دھک دھک کر رہا تھا۔

رام ناتھ۔۔!" اس نے ماتھے پر آئی پسینے کی ننھی بوندوں کو صاف کرتے رام ناتھ کو پکارہ تھا جو جانے کہاں تھا۔ لیکن رام ناتھ وہاں" کہیں بھی نہیں تھا۔

میرہ نے واپس جانے کیلیئے سیڑھیوں کی جانب قدم بڑھائے وہ جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔ ابھی اس نے پہلی سیڑھی پر بھی قدم نہیں رکھا تھا جب وہاں کھڑکی کے پاس کونے میں رکھا پیانو خود بخود بجنا شروع ہوا۔ میرہ کا سانس جیسے ہوا میں معلق ہوا تھا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا ایک سایہ سا اسے پیانو کے قریب نظر آیا تھا ایک ہیولا تھا۔۔ کسی لڑکی کا۔ پیانوں پر بجنے والی دھن بہت ہی پر سوز تھی۔ درد سے بھری۔۔

میرہ۔۔!!" پیانو پر بیٹھے ہیولے نے اسے پکارہ تھا۔"

اس سے پہلے میرہ کچھ کرتی یا کچھ سوچتی اسکی کلائی میں پہنی گھڑی سے دھواں اٹھنا شروع ہوا۔ ہاتھ میں تھامی مشعل چڑچڑ کی آواز سے بندھ ہوگئی۔ میرہ کی آنکھیں دہشت سے پھٹنے کو تیار تھیں۔ وہ دھواں پیانو کی جانب بڑھا اور پھر وہاں سے ایک خوفناک چیخ ابھری۔ ایک نسوانی چیخ۔۔ کوئی بڑے درد سے چلایا تھا اور میرہ مشعل وہیں پھینکتے سیڑھیوں چڑھتی اوپر کی جانب بھاگ رہی تھی۔ نیچے ہال میں عجیب سا اودھم مچ گیا تھا۔ میرہ کی اپنی چیخیں بلند ہونے لگی تھیں۔ وہ دروازہ پیٹ رہی تھی لیکن وہ بند تھا۔

کوئی دروازہ کھولو۔۔۔ رام ناتھ، ذینیہ آپی۔۔" وہ پکار رہی تھی۔ اب میرہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس ہوا۔ تبھی" ایک سفید سی روشنی ہال سے میرہ کی جانب بڑھی۔ دروازہ جھٹکے سے کھلا اور میرہ باہر نکل آئی۔ اب وہ تیزی سے لاؤنج کی جانب بھاگ رہی تھی۔ تہہ خانے میں اس نے جو کچھ دیکھا وہ ناقابل یقین تھا۔ اسے اپنی کلائی میں شدید درد کا احساس ہوا، میرہ کی ایک درد بھری چیخ ابھری اور وہ پھر ہوش کھو کر لاؤنج میں ہی ڈھے گئی تھی۔

بس اتنی سی کہانی ہے میری، میں عام انسان ہو کر بھی عام نہیں ہوں۔۔" حائنہ نے گہرا سانس لیتے کہا تھا۔ وہ بچپن سے لے کر اب" تک کی تمام باتیں دانش تیمور کو بتا چکی تھی۔

"یہ کیسی محبت ہے اس میڈیم کی؟ جو وہ تمہیں کسی اور کا ہونے نہیں دیتا؟" دانش کی تیوری چڑھی۔

"کیونکہ اسکی وجہ سے ہی میں آج اس قابل ہوں کہ لوگوں کو مصیبت سے بچا سکوں۔۔ اور پھر اسکے علاوہ میرا ہے ہی کون؟ اس سے زیادہ محبت کیا ہوگی کہ وہ دوسری دنیا میں قید ہو کر بھی میری پرواہ کرتا ہے اور پھر قید بھی تو وہ میری وجہ سے ہی ہے۔۔" حائنہ نے مسکرا کر کہا۔ وہ حازم سے ایک بار ملی تھی اور وہ اسے بہت عزیز تھا۔

"یہ محبت نہیں ہے جنون ہے، ضد ہے۔ محبت محبوب کو سب سے دور کرنے کا اسے تنہا کرنے کا نام ہرگز نہیں ہے۔۔" دانش کو حازم کی محبت عجیب لگی تھی۔ اتنا وہ جان گیا تھا کہ ماورائی مخلوق اپنا ایک وجود رکھتی ہے اور اسے حائنہ کی بھی ہر بات پر یقین تھا۔

اس سے پہلے حائنہ اسکی کسی بات کا جواب دیتی اچانک اسے ایک جھٹکا لگا۔ ایک زوردار چیخ کی آواز سنائی دی تھی۔ اسکا چہرہ فق ہوا تھا۔

"کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟" دانش نے اسکے زرد پڑتے چہرے کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کچھ ٹھیک نہیں ہے، مجھے راج محل جانا ہے ابھی۔۔" حائنہ نے وحشت زدہ چہرے کے ساتھ کہا۔

"ہاں میں وہاں کی کیئر ٹیکر سے بات کر چکا ہوں۔ آؤ تمہیں وہاں چھوڑ دیتا ہوں۔۔" دانش نے اسکی ہریشانی بھانپتے ہوئے کہا اور حائنہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ کچھ دیر بعد وہ دانش کی گاڑی میں راج محل کی جانب رواں تھے۔ حائنہ کافی پریشان نظر آرہی تھی۔

حائنہ اور دانش جب راج محل پہنچے تو انہوں نے ڈاکٹر کو بیگ تھامے محل سے باہر نکلتے دیکھا۔ رام ناتھ اسے باہر تک چھوڑنے آیا تھا۔

"ارے صاحب آپ۔۔؟" دانش کو دیکھتے ہوئے رام ناتھ چونکا۔

"کیا ہوا رام ناتھ محل میں سب ٹھیک ہے نا؟ اور یہ ڈاکٹر؟" دانش نے ڈاکٹر کی طرف اشارہ کرتے سوال کیا۔

"کیا بتاؤں صاحب کوئی ہماری بات پر یقین نہیں کرتا، اس محل پر راون نے اپنا سایہ کر لیا ہے لیکن کوئی مانتا ہی نہیں۔۔" رام ناتھ نے پیشانی پر ہاتھ مارتے کہا۔

"سیدھی بات کرو رام ناتھ۔۔ کوئی بیمار ہے کیا؟" اسکی بات دانش کے پلّے نہیں پڑی تھی تبھی اس نے سخت لہجے میں کہا اور محل کے بڑے سے جہاز سائز داخلی دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ حائنہ خاموشی سے انکی باتیں سن رہی تھی۔

"بری آتماؤں نے بسیرا کر رکھا ہے محل پر صاحب۔۔ اور وہ جے کے ایک آتمہ پر فلم بنا رہا ہے، پہلے ہی محل میں ایک موت ہو چکی ہے اب جانے کس کی باری ہے۔۔" رام ناتھ اب جے کو کوس رہا تھا۔

"آپ یہ تو بتائیں کہ ڈاکٹر کیوں آیا تھا؟" بالآخر حائنہ کو بولنا پڑا۔

"وہ جی میں ذینیہ بی بی کے ساتھ کھانے پینے کا سامان لینے شہر گیا تھا۔۔ ہم لوگ واپس آئے تو دیکھا میرہ بی بی لاؤنج میں بے ہوش پڑی تھیں۔۔" رام ناتھ آخر کار کام کی بات بتا ہی دی تھی۔

"المیرہ۔۔؟" حائنہ نے گھبرا کر دانش کی جانب دیکھا جس نے اسے پر سکون رہنے کا اشارہ کیا۔

"میں مسز ذینیہ سے ملنے آیا ہوں آپ انہیں نیچے بلائیں۔۔" وہ لوگ اب لاؤنج میں رکھے بیش قیمتی صوفوں پر بیٹھ چکے تھے۔ حائنہ نے ایک بار پھر طائرانہ نظروں سے محل کو دیکھا تھا۔ جانوروں کے کٹے سر جو دیواروں پر لٹکے تھے اور اس بات کا اشارہ کرتے تھے کہ اس محل میں رہنے والے اباؤاجداد شکار کے شوقین تھے اس وقت حائنہ کو خوف میں مبتلا کر رہے تھے۔

رام ناتھ دائیں جانب بنے مہمان خانے کی طرف بڑھ گیا۔ المیرہ کو مہمان خانے کے ایک کمرے میں لٹایا گیا تھا۔

کچھ دیر بعد ذینیہ آپی رام ناتھ کے ساتھ وہاں پہنچ چکی تھیں۔

"آفیسر دانش صاحب کیسے ہیں آپ؟" وہ اپنی پریشانی کو چھپاتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں آپ سنائیں پھر سے یہاں کوئی حادثہ تو نہیں ہوا؟" دانش نے سوال کیا۔

"مجھے لگتا ہے برے حادثوں نے راج محل کا راستہ دیکھ لیا ہے، روز کوئی نہ کوئی انہونی ہوتی ہے۔۔" انکے چہرے پر گہرے دکھ کی پرچھائیاں تھیں۔ جس چیز سے بچنے کیلئے انہوں نے میرہ کو یہاں بلایا تھا وہ واقعات اسکا پیچھا نہیں چھوڑ رہے تھے۔

ان سے ملیں یہ مس حائنہ گیلانی ہیں، جن کا میں نے بتایا تھا اب سے یہ یہیں پر رہیں گی اور مجھے امید ہے محل ہونے والے حادثات کا یہ پتہ لگا کر رہیں گی۔۔!" دانش نے حائنہ کا تعارف کرایا۔ اور ذینیہ آپی نے دانش کے ساتھ کھڑی اس پر سوز سی لڑکی کو دیکھا جس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

ہیلو۔۔! کیسی ہیں آپ؟" حائنہ نے مسکرا کر کہا۔"

میں ٹھیک ہوں۔۔" ذینیہ آپی مسکرا دیں۔"

تو ٹھیک ہے میں چلتا ہوں مجھے آفس جانا ہے۔۔" دانش حائنہ کو چھوڑ کر چلا گیا۔ جبکہ حائنہ نے ایک گہرا سانس فضا میں خارج کیا وہ" اپنے آپ کو ہر طرح کے حادثات سے نبٹنے کیلئے تیار کر رہی تھی۔

کیا میں المیرہ سے مل سکتی ہوں۔۔؟" اس نے نرم لہجے میں پوچھا۔"

کیوں نہیں آئیں۔۔" ذینیہ آپی اسے لے کر مہمان خانے کی جانب بڑھ گئیں۔"

ڈاکٹر نے کیا کہا؟" حائنہ نے انکے ساتھ چلتے ہوئے سوال کیا۔"

"انکا کہنا ہے صدمے اور خوف کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہے۔۔"

"کیا کسی نے دیکھا جب ہو بے ہوش ہوئی تھی؟"

"نہیں۔۔ صلہ سوئی ہوئی تھی۔ باقی کسی نے نہیں دیکھا۔۔"

اسکا مطلب صرف المیرہ ہی بتا سکتی ہے کہ ہوا کیا تھا۔۔؟" حائنہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ کمرے تک پہنچ چکی تھیں۔ اور پھر اندر" داخل ہوئیں۔

ایک بڑے سے مسہری نما بیڈ پر وہ بے ہوش پڑی تھی۔ جس کے چاروں جانب سفید پردے لٹک رہے تھے۔ حائنہ نے غور سے المیرہ کا چہرہ دیکھا تھا۔ وہ خوبصورت تھی اور اس وقت جیسے کپڑے پہن رکھے وہ اسے اور بھی خوبصورت بنا رہے تھے۔

صلہ اور ایک ملازمہ (جو باورچن تھی اور نئی آئی تھی) میرہ کے ارد گرد بیٹھی تھیں۔

"تقریباً دو گھنٹے ہونے والے ہیں اسے اس کمرے میں لیٹے ہوئے ابھی تک ہوش نہیں آیا۔۔" زینیہ آپی نے بتایا۔ حائنہ نے سمجھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا۔ کمرے میں گہری خاموشی تھی جسے صلہ کے موبائل پر ابھرنے والی آواز نے توڑا تھا۔

سب نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

"وہ ریحان بھائی کا فون ہے۔۔" صلہ نے گڑبڑا کر بتایا۔ ریحان کے نام پر حائنہ کے کان کھڑے ہوئے۔ وہ اس وقت ایک کھلے سے ٹراوزر اور اونی شرٹ میں ملبوس تھی۔

"میں فون سن کر آتی ہوں۔۔" صلہ کہتے کمرے سے باہر نکل گئی۔ حائنہ چلتے ہوئے بیڈ کے قریب آئی جسکے دائیں جانب بڑی سی کھڑکی تھی۔ پورے محل میں کھڑکیاں اور دروازے کثیر تعداد میں موجود تھے۔ حائنہ نے سفید رنگ کا پردہ ہٹا کر دیکھا۔ باہر ایک مالی پودوں کی کانٹ چھانٹ کر رہا تھا اور اس سے کچھ فاصلے پر زرد رنگ پتوں سے سجا باغ پوری ہیبت کے ساتھ موجود تھا۔ زینیہ آپی نے ملازمہ کو چائے لانے کا کہا اور وہ اٹھ کر چلی گئی۔ ملازمہ کے جانے کے بعد حائنہ میرہ کے سرہانے بیٹھ گئی اور اپنا دایاں ہاتھ اسکی پیشانی پر رکھا اور آنکھیں بند کی۔ کچھ منظر اسکی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی مانند چلنے لگے تھے۔

باغ، محل، سیڑھیاں، خفیہ دروازہ، تہہ خانہ اور بجتا ہوا پیانو، پھر حائنہ نے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔

"کیا آپ بتائیں گی میرہ کے ساتھ ایسا کیوں ہوتا ہے؟" زینیہ آپی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔

"آج میرہ کے ساتھ کیا ہوا وہ میرہ ہی بتائے گی، آپ یہ بتائیں ریحان کون ہے۔۔؟" حائنہ نے میرہ کے پاس سے اٹھتے ہوئے پوچھا، اب وہ دوبارہ سے کھڑکی میں کھڑی ہو چکی تھی۔ اس نے پردہ ہٹایا اور کچھ روشنی میرہ کے چہرے پر پڑی۔

"ریحان! وہ میرہ کا فیانسی ہے، منگنی ہو چکی ہے دونوں کی۔۔"

"کرتا کیا ہے۔۔؟" حائنہ نے باغ کو غور سے دیکھتے ہوئے ایک اور سوال کیا۔

المیرہ سے محبت۔۔!" ذینیہ آپی نے جذب سے کہا۔"

ھمم۔۔ محبت!! میرہ کے ساتھ ایسا کب سے ہو رہا ہے۔۔؟" اب وہ کھڑکی سے ہٹ کر کمرے میں لگی ایک پینٹنگ کے سامنے کھڑی تھی۔ اسکی کھوجتی نگاہیں کچھ ڈھونڈ رہی تھیں۔

پہلے بھی وہ چپ چپ اور سب سے الگ رہتی تھی لیکن اسکے ساتھ عجیب و غریب تو ایک سال پہلے سے ہو رہا ہے۔۔" ذینیہ آپی نے" میرہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

اور ریحان میرہ کی زندگی میں کب آیا تھا؟" ایک اور سوال حاضر تھا۔ وہ اب بڑے سے لکڑی کے میز پر رکھے اس بیش قیمتی لکڑی" سے بنے لیمپ کو ہاتھ سے چھو رہی تھی۔ اس سوال پر ذینیہ آپی کے چہرے پر الجھن ابھری۔

تقریباً ایک سال پہلے۔۔" ذینیہ آپی نے بتایا اور لیمپ کو ٹٹولتا حائنہ گیلانی کا ہاتھ ساکت ہوا۔"

یعنی محبت کا دعوی کرنے والی سب سے زیادہ تکلیف دیتے ہیں۔۔" حائنہ گیلانی نے جانے کس احساس کے تحت کہا تھا، ذینیہ آپی" چونک گئی تھیں۔ انہوں نے ایسا کبھی نہیں سوچا تھا۔

اس سے پہلے وہ کچھ کہتیں صلہ کمرے میں داخل ہوئی۔

ریحان بھائی لندن آرہے ہیں!" اس نے گوی دھماکہ کیا تھا۔ حائنہ نے لبوں پر عجیب پراسرار سی مسکراہٹ پھیل گئی۔ وہ جانتی تھی" ایسا ہونے والا تھا۔

یہ تو بہت اچھی بات ہے، سچ جلد سامنے آجائے گا۔۔" حائنہ نے پلٹ کر انکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ اور تبھی میرہ کسمسائی۔ اسے" ہوش آرہا تھا۔

المیرہ۔۔!" ذینیہ آپی بے تاب سی اسکی جانب بڑھیں۔"

"تم ٹھیک ہونا۔۔؟" انہوں نے میرہ کا گال سہلاتے پوچھا۔ اور میرہ نے مندھی مندھی آنکھوں سے انہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ تہہ خانے میں ہوئے واقعات کسی فلم کی مانند اسکے تصور کے پردے پر ابھرنے لگے تھے۔

"ذہن پر زیادہ زور مت ڈالیں، یہاں آپکی بات پر زیادہ لوگ بھروسہ نہیں کریں گے۔۔" حائنہ کی آواز پر المیرہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔ وہ المیرہ کو یاد تھی کیونکہ وہ اسے عجیب لگی تھی۔

اسکی شخصیت میں عجیب پراسراریت تھی۔ میرہ حیران نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جو لبوں پر دھیمی مسکان سجائے پرسکون سی کھڑی تھی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں یہاں ایک بڑا سا دروازہ تھا، اور پھر سیڑھیاں نیچے تہہ خانہ اور۔۔" میرہ نے سیڑھیوں کے پیچھے دیوار پر ہاتھ رکھتے بتایا جہاں آج صبح اس نے ایک دروازہ دیکھا تھا جسکے پار وہ گئی تھی لیکن اب وہاں کوئی دروازہ نہیں تھا بلکہ ٹھوس دیوار تھی۔ المیرہ کو لگ رہا تھا اسکے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں گی۔۔ ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

"دیکھیے کیئر ٹیکر صاحبہ مجھے آپکی یہ کزن پہلے دن سے کچھ نفسیاتی معلوم ہوئی ہیں، یہاں کوئی دروازہ نہیں ہے، آپکی دونوں کزنوں نے پورے محل میں عجیب سا خوف پھیلایا ہوا ہے۔۔" جے کے کی ٹیم بھی شوٹنگ سے واپس آگئی تھی۔ میرہ ان سب کو تہہ خانہ دکھانے لائی تھی لیکن وہاں کوئی دروازہ نہیں تھا۔ اسکی بات سن کر جے کے کا دماغ گھوما تھا اور وہ پھٹ پڑا تھا۔

"نہیں میں جھوٹ نہیں بول رہی، اندر پیانو ہے اور بہت ساری تصویریں لگی ہیں۔۔" میرہ نے کمزور لہجے میں انہیں یقین دلانا چاہا۔

"اوو گاڈ۔۔!" جے کے نے کوفت میں مبتلا ہوتے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"کس کی تصویریں تھیں۔۔؟" زینیہ آپی نے پوچھا۔

انکے سوال پر میرہ کے چہرے کی رنگت زرد پڑی۔ وہ بتانا چاہتی تھی لیکن الفاظ کھو سے گئے تھے۔

"بتاؤ میرہ! کس کی تصویریں دیکھیں تم نے۔۔؟"

وو۔۔وہ۔۔مم۔۔میری۔۔"میرہ نے کہتے ہوئے اذیت سے آنکھیں میچیں۔جے کے کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔"

کیا آپکو ابھی بھی لگتا ہے کہ آپکی اس کزن کا ذہنی توازن درست ہے؟"وہ طنزیہ پوچھ رہا تھا۔ذینیہ آپی دل مسوس کر رہ گئیں۔وہ اس وقت حائنہ کے کہنے پر خاموش تھیں۔

برائے مہربانی اسے یہاں سے لے کر جائیں اور کسی پاگل کھانے میں داخل کروائیں۔۔"وہ سفاکی سے کہتا وہاں سے جانے کیلئے مڑا۔"

کیا وہ پینٹنگز تین صدیاں پرانی ہیں؟"حائنہ کی آواز ابھری۔سب نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ ایک جانب خاموشی سے کھڑی تھی۔"

ہاں بالکل۔۔اتنی ہی پرانی ہیں۔۔"میرہ نے تیزی سے بتایا۔"

کیا اندر رکھے پیانو کا رنگ گہرا سرمئی ہے؟"وہ سوال کر رہی تھی جبکہ جے کے اب اچنبھے سے اسے دیکھ رہا تھا۔"

ہاں۔۔"میرہ نے اثبات میں سر ہلایا۔حائنہ نے اب پلٹ کر جے کے کی جانب دیکھا۔"

چار سال پہلے آپ کسی ہارر فلم کی شوٹنگ کر رہے تھے اور آپکی ہیروئن کی پراسرار طریقے سے موت ہو گئی تھی۔۔رائٹ۔۔؟"حائنہ" جے کے سے سوال کیا۔جے کے نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

ہاں لیکن تمہیں کیسے پتہ؟"جے کے نے سوال کیا۔"

اور اس سے ایک سال پہلے فلم ہی کی شوٹنگ کے دوران آپکی ہیروئن کا قتل ہوا تھا۔۔"حائنہ نے سرد لہجے میں کہا۔اسکی بات سن کر" ایشاء جو جے کے کی اس فلم کی ہیروئن تھی ساکت رہ گئی تھی۔حائنہ کی باتیں سن کر جے کے ٹھٹک گیا تھا۔

تمہیں یہ سب کیسے پتہ؟"وہ چونکا۔"

سنا آپکی جس ہیروئن کا پانچ سال پہلے قتل ہوا تھا اسکا اصلی نام سیاء تھا جبکہ وہ کسی اور نام سے کاسٹ کی گئی تھی۔۔" حائنہ نے ایک بار پھر اسکی بات نظر انداز کی تھی۔ جے کے راج محل کی عمارت اپنے سر پر گرتی محسوس ہو حی تھی۔ وہ خوفزدہ نظروں سے حائنہ کو دیکھ رہے تھے جبکہ باقی سب کی نظریں جے کے پر جمی تھیں۔

سنا آپکی جس ہیروئن کا پانچ سال پہلے قتل ہوا تھا اسکا اصلی نام سیاء تھا جبکہ وہ کسی اور نام سے کاسٹ کی گئی تھی۔۔" حائنہ نے ایک بار پھر اسکی بات نظر انداز کی تھی۔ جے کے کو راج محل کی عمارت اپنے سر پر گرتی محسوس ہوئی تھی۔ وہ خوفزدہ نظروں سے حائنہ کو دیکھ رہے تھے جبکہ باقی سب کی نظریں جے کے پر جمی تھیں۔

نن۔۔ نہیں جج۔۔ جھوٹ ہے یہ سب بکواس ہے!" جے کے اپنے لہجے کو مضبوط بنانے کی کوشش کی لیکن لیکن وہ زبان کی " لڑکھڑاہٹ پر قابو نہیں پا سکے تھے۔ اسکی بات سن کر حائنہ مسکرا دی۔

کیا سچ ہے اور کیا جھوٹ ہے؟ اس بات کا فیصلہ جلد ہو جائے جے کے صاحب!" حائنہ کے لہجے میں طنز کی آمیزش نمایاں تھی۔

عجیب پاگل لوگ جمع ہو گئے ہیں محل میں۔۔ ٹیم اپنی تیاری کر لو ہم جلد یہاں سے واپس جا رہے ہیں۔۔" وہ اپنی ٹیم کو ہدایت کرتا" واپس جا چکا تھا۔ جبکہ پوری ٹیم ایسے کھڑی تھی جیسب سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ ایشاء تو ابھی تک صدمے کی حالت میں تھی۔ پھر وہ سب لوگ ایک ایک کر کے وہاں سے چلے گئے۔ اب رام ناتھ، صلہ، حائنہ، المیرہ اور رام ناتھ وہاں موجود تھے۔

یہ سب کیا تھا؟" ان سب کے جانے کے بعد ذینیہ آپی نے پھٹی پھٹی نگاہوں سے حائنہ کی طرف دیکھا۔ "

راز ہیں کچھ جو جلد معلوم ہو جائیں گے۔۔" حائنہ نے کہا اور چلتی ہوئی اس دیوار کے قریب آئی جہاں میرہ نے کسی دروازے کا بتایا" تھا۔

ران ناتھ کیا محل میں کوئی تہہ خانہ ہے؟" حائنہ نے دیوار کو ہاتھ سے چھوتے بت بنے کھڑے رام ناتھ سے پوچھا۔ وہ چونک اٹھا۔ "

نن۔۔ نہیں کوئی تہہ خانہ نہیں ہے۔۔"وہ بامشکل بول پایا تھا۔"

ھم۔۔ چلیں کوئی بات نہیں۔۔"وہ پلٹی۔"میرے خیال سے اب آپ لوگوں کو سونے جانا چاہیے۔۔"حائنہ نے ہاتھ اٹھا کر لاپروہ سے انداز میں کہا اور منہ میں ایک جانب رکھی چیونگم چبانے لگی۔ وہ سب جانے کیلیئے پلٹے جب وہ دوبار مخاطب ہوئی۔

المیرہ کیا تم اپنی گھڑی مجھے دے سکتی ہو؟"میرہ نے جھٹکے سے پلٹ کر اسے دیکھا اور پھر کلائی میں بندھی گھڑی کو۔"

یہ تو ریحان نے۔۔"میرہ نے کچھ کہنا چاہا۔"

ہاں میں جانتی ہوں ریحان نے دی ہے، لیکن مجھے کچھ دیر کیلیئے چاہیے!"وہ مسکرائی تھی۔ میرہ نے زینیہ آپی کی طرف دیکھا انہوں" نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور میرہ نے کلائی پر بندھی گھڑی اتار کر حائنہ کے ہاتھ پر رکھ دی۔ گھڑی اتارتے ہی اسے اپنے کندھوں سے ٹنوں وزن سرکتا محسوس ہوا تھا۔

شکریہ۔۔"وہ گھڑی لے کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئی۔ اسکا کمرہ اوپر تھا۔ وہ سارے ہونک بنے اسے دیکھ رہے تھے۔ عجیب" !!شخصیت کی مالک تھی۔۔ عجیب و غریب

اگر ریحان بھائی کو پتہ چلا تو ناراض ہوں گے۔۔"صلہ نے آہستہ سے کہا۔"

ریحان کو بتائے گا کون۔۔؟"سیڑھیاں چڑھتی حائنہ کے قدم ساکت ہوئے اور اس نے پلٹ کر صلہ کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔" بات تو سچ تھی آخر ریحان کو بتانے والا کون تھا؟

اب میں آگئی ہوں ناڈرنا چھوڑ دو۔۔!"وہ پراسرار لہجے میں ایک آنکھ دبا کر کہتی مسکرائی تھی اور پھر چیونگم چباتی اوپر چلی گئی۔ جبکہ وہ" تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئی تھیں۔

کہاں چھوڑ کر آئے ہو آج میری مس ونڈر کو؟"داؤد تیوری چڑھائے اسکے کمرے میں داخل ہوا تھا۔"

تمہاری مس ونڈر؟ وہ تمہای کب سے ہو گئی؟" دانش نے الٹا سوال کیا۔ انداز طنزیہ اور دل جلانے والا تھا۔ "

تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے بس یہ بتاؤ کہاں چھوڑ کر آئے ہو؟" داؤد کا منہ پھولا ہوا تھا۔ "

میرے خیال سے تمہیں بھی اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔۔" دانش نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا۔ "

واہ بھئی واہ! پہلے تو وہ بڑی بری لگتی تھی تمہیں۔۔ڈرامہ کہتے تھے اسے اب کیا ہو گیا؟" داؤد نے ہاتھ نچاتے پوچھا۔ "

اب میں اسکی حقیقت جان گیا ہوں "سنجدہ لہجے میں جواب آیا۔ داؤد ٹھٹھک گیا۔ "

کیا مطلب؟ کیا جان گئے ہو تم؟" وہ آنکھیں سکیڑے اسے گھور رہا تھا جو لیپ ٹاپ کی سکرین پر جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔ "

"تم بتاتے تھے مجھے جب میں تم سے اُسکے متعلق کچھ پوچھتا تھا۔۔؟"

واہ واہ میری بلی مجھے ہی میاؤں! ہر بات تو اگلوا لیتے تھے تم مجھ سے اب بھی کوئی کسر ہے؟" داؤد تپ کر بولا۔ "

ہاں وہ تو میں اپنے طریقے سے نکلواتا تھا تم کونسا شرافت سے بتا دیتے تھے۔۔" دانش نے سکرین سے نظر ہٹا کر اسے دیکھا۔ جو ابرو" سکیڑے دانش کو گھور رہا تھا۔ اسکا بس چلتا تو وہ دانش کا سر پھاڑ دیتا۔

تم انتہائی مکار انسان ہو! تمہارا قیامت والے دن الگ سے حساب ہو گا۔۔" داؤد دکھتے دل کے ساتھ بد دعا دی۔ "

اور اگر میں نے ملیحہ کو بتا دیا کہ تم آج کل 'میری مس ونڈر' کرتے پھر رہے ہو پھر تمہارا اعمال نامہ یہیں کھل جائے گا۔۔" دانش نے" ایک بار پھر مسکراہٹ ضبط کرتے اسے جلایا اور توقع کے مطابق داؤد بلبلا اٹھا تھا۔

تم دوست نہیں دشمن ہو دشمن! اور دشمن بھی سانپ سے زیادہ خطرناک۔۔" داؤد کی بات پر دانش کی مسکراہٹ گہری ہوئی جسے" داؤد دیکھ نہیں پایا تھا۔

اگر میں سانپ ہوں تو تم بھی کسی الو سے کم نہیں ہو۔۔" دانش نے دوبدو کہا۔ "

"دیکھو دانش میں جانتا ہوں تم اسے راج محل چھوڑ کر آئے ہو مجھے یہ بتا دو کہ اسکی کس حقیقت کا تمہیں پتہ چلا ہے؟ اور آج کل تم اس پر اتنا مہربان کیوں ہو رہے ہو۔۔؟" داؤد نے خود پر قابو پاتے نرم لہجے میں پوچھا۔

"بتاؤں گا۔ پہلے جے کے کی پوری تاریخ نکالو ایک ایک پوائنٹ ملنا چاہیے اگر کچھ چھوٹا تو اچھا نہیں ہو گا۔۔" وہ لیپ ٹاپ اس کے سامنے کھسکاتے کہہ رہا تھا جسکی سکرین پر جے کے کی تصویر چمک رہی تھی۔ اسکی بات پر داؤد نے گھور کر اسے دیکھا۔

"دس منٹ ہیں تمہارے پاس میں تب تک فریش ہو لوں۔۔ یاد رکھنا دس منٹ!" وہ انگلی اٹھا کر اسے اچھے سے سمجھا تا کمرے سے باہر نکل گیا تھا جبکہ داؤد نے اسکے جانے کے بعد اسی کے انداز میں نقل اتاری۔

"دس منٹ۔۔ ہنہہ آیا بڑا دس منٹ والا! یا اللہ کس عذاب میں پھنسا دیا۔ میرے اتنے گناہ تو نہیں تھے جتنی بڑی سزا مجھے آفیسر دانش تیمور کا کزن بنا کر دی گئی ہے!" وہ دکھتے دل کے ساتھ دہایاں دے رہا تھا۔ اور پھر لیپ ٹاپ اٹھا کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔

"تمہاری قسمت خراب ہے جے کے جو تم راج محل آئے اور دانش تیمور سے ٹکرا گئے! یہ منحوس شخص تمہیں نہیں چھوڑنے والا۔۔"" وہ جے کے کی تصویر کو دیکھتے دانش کو گالیاں نکال رہا تھا۔

اور مس ونڈر کا خیال آتے ہی ایک بار پھر سے بلبلا اٹھا۔

"آفیسر دانش تیمور تمہارا الگ سے حساب ہو گا یاد رکھنا! جو تم مجھ پر ظلم کرتے ہو نا اسکی وجہ سے اللہ تمہیں نہیں بخشے گا!" وہ زور سے چلایا تھا تاکہ دانش سن سکے۔ اور وہ باہر لاؤنج میں بیٹھا چائے کا کپ ہاتھ میں تھامے مسکرا دیا تھا۔

رات کا آخری پہر تھا۔ حائنہ میرہ کی گھڑی کو میز پر رکھے اسکے سامنے بیٹھی تھی۔ دیکھنے میں وہ گھڑی عام سی تھی۔ لیکن میرہ کو اس میں گڑبڑ نظر آتی تھی۔ اسے جو کرنا تھا ریحان کے آنے سے پہلے کرنا تھا۔ اسکے آنے سے پہلے گھڑی کے بارے میں پتہ لگانا تھا۔ ابھی وہ

اس بارے میں سوچ ہی رہی تھی جب چیخ کی ایک آواز ابھری۔ یوں جیسے کوئی تالا کھولا گیا ہو۔ حائنہ نے وہ آواز صاف سنی تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے مڑی۔ اسکے کمرے میں کچھ بھی نہیں تھا۔

اسکا دل تیزی سے دھڑکا۔ وہ اٹھی اور گھڑی کو اٹھا کر دروازے کی جانب بڑی۔ وہ گھڑی اسکے ہاتھ میں نظر آ رہی تھی۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے وہ رکی۔ کرسی پر رکھا اپنا اوور کوٹ اٹھایا اور اسے پہن کر گھڑی کو اسکی جیب میں ڈالا۔

"چرڑرڑ۔۔" کی ایک خوفناک سی آواز گونجی تھی۔ جیسے کوئی بھاری بھرکم دروازہ کھلا ہوا۔ وہ ایک پل کو ساکت ہوئی۔ وہ پراسرار آوازوں کو سن سکتی تھی۔ ایسے ہی تو میرہ نے بتایا تھا۔ اسے ایسے ہی تالے اور دروازے کھلنے کی آواز آئی تھی۔ وہ جھٹکے سے اپنے کمرے سے نکلی اور سیڑھیوں کی طرف بڑھی۔ پھر وہ ٹھٹھک کر رکی۔

سیڑھیوں پر اسے سفید گاؤن پہنے ایک لڑکی نیچے اترتی دکھائی دی۔ محل میں اس وقت ملگجا اندھیرا تھا ایک دو لائٹ جل رہی تھیں جن سے ہلکی پیلی سی روشنی محل میں پھیلی تھی۔ ایک منٹ لگا تھا حائنہ کو پہچاننے میں۔ وہ لڑکی میرہ تھی۔ وہ کسی ٹرانس کے زیر اثر نیچے اتر رہی تھی۔

جب وہ سیڑھیاں اتر گئی تو حائنہ تیزی سے سیڑھیاں اترتی اسکے پیچھے لپکی۔ وہ سیڑھیوں کے نیچے بنے اس ہال میں چلی گئی تھی جہاں وہ دروازہ تھا۔ جب حائنہ وہاں پہنچی تو ساکت رہ گئی۔ میرہ وہ بڑا سا دروازہ پار کر گئی تھی اور اسکے اندر جاتے ہی وہ دروازہ غائب ہو گیا۔ اب بس وہاں دیوار تھی بڑی سی ٹھوس دیوار۔ حائنہ کو اپنے سانس اٹکتا محسوس ہوا۔

"میرہ!" اس نے دیوار کو چھوتے ہوئے میرہ کو پکارہ مگر بے سود۔ اب اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ کچھ سوچتے ہوئے اس نے گہرہ سانس لیا۔ آنکھیں بند کی اور اسکے لب دھیرے سے ہلے۔

"انکبور!" اس نے انکبور کو پکارہ تھا۔ "انکبور!" اس نے دوبارہ پکارہ اور پھر ایک دم وہ اسکے سامنے حاضر ہوا۔

جی مالکن!" وہ عجیب وغریب جوکر جیسے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ انکبور کو ایکٹنگ کا بہت شوق تھا وہ ہر وقت کسی نہ کسی کردار میں " گھسا رہتا تھا۔

انکبور مجھے اس دیوار کے پار جانا ہے۔۔" حائنہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔"

آیئے مالکن! ہاتھ پکڑ لیں میرا۔۔" انکبور نے ہاتھ آگے بڑھاتے کہا اور جیسے ہی حائنہ نے اسکا ہاتھ تھاما وہ پلک جھپکتے وہاں سے غائب" ہو گئے۔

جے کے بارے میں داؤد زیادہ نہیں جانا پایا تھا۔ اسکے بارے میں گوگل اور مختلف چینلز عجیب عجیب خبریں بتا رہے تھے۔ وہ ایک کامیاب ڈائریکٹر تھا جس نے ہارر فلم انڈسٹری میں اپنی ایک بڑی پہچان بنائی تھی۔ لیکن پانچ سال پہلے تقریباً چار سال پہلے فلم کی شوٹنگ کے دوران کسی نے ہیروئن کا قتل کر دیا تھا۔ پھر جے کے نے شوٹنگ روک دی۔

اس دوران وہ ایک اور فلم بنا چکا تھا جو ایکشن فلم تھی۔ اور اب دوبارہ چار سال بعد اس نے اپنی فلم کی شوٹنگ دوبارہ شروع کی تھی۔

وہ ایک شاطر آدمی تھا۔ کچھ لوگ اسے ذہین تو کچھ مکار کہتے تھے۔ لوگ اسکی اس فلم کے بارے میں عجیب عجیب باتیں کر رہے تھے۔ انہیں لگتا تھا جے کے کو یہ فلم نہیں بنانی چاہیے۔

لیکن جے کے باز نہیں آیا تھا۔ وہ جیسا دکھتا تھا ویسا تھا نہیں۔۔ کچھ تو راز چھپا تھا اس کامیاب ڈائریکٹر کے جسے دانش جاننا چاہتا تھا۔

ایک پل کے اندر حائنہ نے اپنے آپکو تہہ خانے میں پایا تھا۔ اس انے انکبور کا ہاتھ ابھی تک پکڑ رکھا تھا۔ وہ وہاں ہو کر بھی نظروں سے اوجھل تھے۔

حائنہ حیرانی سے چاروں طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر اسکی نظر سیڑھیوں پر پڑی جہاں سے میرہ نیچے اتر رہی تھی۔ وہ اپنے حواس میں ہرگز نہیں تھی۔ جیسے ہی وہ آخری سیڑھی پر پہنچی تو اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ خواب سے جاگی۔

میں یہاں کیسے آگئی؟" وہ خوف سے آنکھیں پھیلائے تہہ خانے کو دیکھ رہی تھی۔ وہاں المیرہ کی بہت سی تصویریں تھی۔"

اچانک آتش دان میں رکھی لکڑیوں میں خود بخود آگ لگ گئی اور اسکے ساتھ ہی کونے میں کھڑکی کے پاس رکھا پیانو بجنے لگا تھا۔ میرہ کی آنکھیں وحشت سے پھٹنے کو تھیں وہ یہاں کسی صورت نہیں آنا چاہتی تھی۔

انکبور خاموشی سے سب دیکھ رہا تھا۔ حائنہ نے پیانو کے قریب سٹول پر بیٹھے ہیولے کو دیکھا تھا۔ وہ اب واضح ہو رہا تھا۔ وہ کوئی لڑکی تھی جو انتہائی خوبصورت اور مدھر سی دھن بجا رہی تھی۔ میرہ تو کچھ بھی کہنے کے قابل نہیں تھی۔ وہ وہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی لیکن قدم جیسے جم گئے تھے۔ وہ کھڑی اسے دیکھتی رہی۔ اب وہ ہیولا ایک انسان کا روپ لے چکا تھا۔

صدیوں سے بند یہاں پر"

میں انتظار میں تھی۔۔

آئی کیوں تم یہاں پر

"وہ پھر سے مار ڈالے گی۔۔

وہ کچھ گنگنا رہی تھی۔ حائنہ دم سادھے سن رہی تھی۔ وہ جو بھی تھی حائنہ کو نہیں دیکھ سکتی تھی کیونکہ میڈیم کو دیکھنا کسی بھی مخلوق کے بس کی بات نہیں تھی۔

وہ لڑکی بہت خوبصورت تھی۔ ہلکی ہلکی روشنی میں اسکا لباس واضح ہو رہا تھا۔ وہ شاہی لباس پہنے ہوئے تھی۔ جیسے کوئی شہزادی! اسکے لمبے سنہری بال کمر بکھرے پڑے تھے۔ اچانک دھن بجنا بند ہوئی۔

"کک کون ہو تم۔۔؟" میرہ ڈرتے ڈرتے پوچھا تھا۔ اور میرہ کے اس سوال پر اس لڑکی نے پلٹ کر میرہ کو دیکھا۔ ایک تیز ہلکی نیلی اور دودھیا سی روشنی اسکے چاروں طرف پھیل گئی۔ اسکا سراپا واضح ہوا۔ اور میرہ کے ساتھ ساتھ حائنہ بھی ساکت رہ گئی تھی۔ وہ میرہ کی ہمشکل تھی تھی۔۔ ایک خوبصورت شہزادی۔ وہ میرہ کو بے بسی سے دیکھ رہی تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔؟" خوف کی جگہ اب حیرت نے لے لی تھی۔ میرہ بڑبڑائی تھی۔ اس سے پہلے وہ لڑکی کچھ بولتی حائنہ کی کوٹ کی جیب سے جس میں گھڑی تھی سیاہ دھواں نکلنا شروع ہوا۔ حائنہ اس قدر حیران تھی کہ وہ محسوس نہ کر پائی۔ تیزی سے وہ دھواں اسکی جیب سے نکلا اور ایک کالے سائے میں بدلتا پیانو کے قریب بیٹھی لڑکی پر جھپٹا۔

اسکی ایک خوفناک سی چیخ ابھری اور وہ لڑکی پل بھر میں غائب ہوئی۔ حائنہ کو کچھ غلط ہونے کے احساس ہوا۔ اس سے پہلے وہ سایہ میرہ کی طرف لپکتا حائنہ کے وجود میں حرکت ہوئی۔

"انکبور میرہ کو بچاؤ۔۔!" وہ چلائی تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی انکبور بجلی کی تیزی سے میرہ کی طرف لپکا۔ حائنہ نے میرہ کا ہاتھ تھاما اور وہ لوگ پلک جھپکتے ہی وہاں سے غائب ہو گئے۔

تہہ خانے میں گہرا سیاہ اندھیرا چھا گیا۔ اب وہاں سے غراہٹ کی عجیب و غریب آوازیں ابھر رہی تھیں۔

پلک جھپکتے وہ لوگ حائنہ کے کمرے میں ظاہر ہوئے تھے۔ میرہ کا تو یہ دیکھ کر سر چکرا گیا تھا۔ وہ گرنے والے انداز میں بیڈ پر بیٹھ گئی۔ وہ حائنہ کو دیکھ سکتی تھی لیکن انکبور کو نہیں۔

"یہ س کیا تھا؟ اور۔۔ اور۔۔" میرہ نے اپنے خشک ہو چکے حلق پر ہاتھ رکھتے حائنہ سے پوچھا تھا۔

"ریلیکس ہو جاؤ میرہ یہ پانی پیو!" حائنہ نے میز پر رکھا پانی کا گلاس اسے پکڑایا۔ انکبور اب میرہ کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے بہت پیاری لگ رہی تھی بالکل تہہ خانے میں قید اس شہزادی کی طرح۔۔

گھڑی کیوں اتاری اس نے؟ اور وہ بچ کیسے گئی؟" آج پھر پوری حویلی میں زلزلہ سا آیا ہوا تھا۔ وہ نسوانی خوفناک آواز دیواروں سے " ٹکرا رہی تھی۔

شکنتلا قید ہو گئی وہاں پر کیسے نکالوں گے اسے باہر۔۔؟" وہ چیخ رہی تھی چلا رہی تھی جبکہ لڑکا اس حویلی میں ایک بند کمرے کے سامنے " سر جھکائے کھڑا تھا۔

جاؤ اسے آزاد کرواؤ جاؤ۔۔" وہ ابھی تک چلا رہی تھی۔ اور لڑکے نے اثبات میں گردن ہلا دی۔ "

مجھ سے محبت کرتے ہو نا؟" وہ اب بھیگے لہجے میں پوچھ رہی تھی۔ آواز دھیمی تھی۔ "

ہاں بہت محبت کرتا ہوں۔۔" وہ کسی روبوٹ کی مانند بولا۔ "

جاؤ پھر وقت آ گیا ہے اسے ختم کرنے کا۔ اسکی موت میری آزادی ہے۔ جاؤ میرے مہاراج اپنا کام پورا کرو۔۔" اب وہ اسے پچکار " رہی تھی اور لڑکا سر جھکائے اسکی ہدایات سن رہا تھا۔

"!مالکن یہ لڑکی کون ہے؟ یہ بہت خوبصورت ہے"

میرہ اپنے خوف پر قابو پاتے، صدیوں سے پیاسے شخص کی مانند پانی پی رہی تھی جب انکبور نے حائنہ سے پوچھا۔

چپ کرو انکبور یہ مستی کرنے کا وقت نہیں ہے۔۔" حائنہ نے اسے ڈانٹا جبکہ انکبور کا پھولا ہوا منہ مزید پھولا۔ حائنہ کے اس طرح " بولنے پر میرہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ جانے وہ کس سے کہہ رہی تھی وہاں تو کوئی بھی نہیں تھا۔

مجھے اس سے بات کرنی ہے مالکن۔۔!" انکبور نے خواہش ظاہر کی۔ "

انکبور!" حائنہ نے اسے دیکھتے ہوئے گھوری سے نوازہ۔ وہ اس وقت کچھ سوچنا چاہتی تھی۔ جبکہ انکبور کی باتیں مداخلت کر رہی تھیں۔ " اسی لیے وہ انکبور انسانوں کی دنیا میں نہیں بلاتی تھی۔ اسکا دل کبھی بھی کسی بھی چیز پر آ جاتا تھا اور اب تو کمال ہو گیا تھا اسے المیرہ ہی پسند آ گئی تھی۔

تم کس سے بات کر رہی ہو؟" میرہ نے ہاتھ میں گلاس تھامے حائنہ سے پوچھا اس کے چہرے سے خوف واضح تھا۔ "

بتائیں بتائیں اب!" انکبور اتراتے ہوئے بولا۔ "

ہے ایک پاگل مخلوق! تم بتاؤ ٹھیک ہو نا۔۔" حائنہ نے اسکے قریب بیٹھتے پوچھا۔ "

ہاں لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہا میں وہاں کیسے پہنچی؟ اور وہ لڑ۔۔۔ لڑکی۔۔" وہ ابھی تک خوف کے زیر اثر تھی۔ "

ریلیکس ہو جاؤ میرہ سب ٹھیک ہو جائے گا" حائنہ نے اسکا ہاتھ دبایا۔ "

یہ سب کیا ہو رہا ہے مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا؟ اس دن بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ پیانو بجاتے ہیولے پر ایک کالے سائے نے حملہ کیا تھا۔۔""" میرہ نے آنسوؤں کا گلا گھونٹے بتایا۔

یہ سب اتنا سیدھا نہیں ہے جتنا میں سمجھ رہی تھی، اس محل میں بہت سے راز دفن ہیں۔۔" حائنہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور پھر اپنے " کوٹ کی جیب پر ہاتھ لگایا۔ گھڑی اس میں نہیں تھی۔ وہ اسے تہہ خانے میں چھینک آئی تھی۔ وہ کالا سایہ اس گھڑی سے نکلتا تھا اور گھڑی جہاں ہوتی وہ اسکے ارد گرد رہتا تھا۔ اب گھڑی کو جب تک تہہ خانے سے نہ نکالا جاتا وہ باہر نہیں آ سکتا تھا۔ یعنی میرہ اب اس کالے سائے سے محفوظ تھی۔

لیکن۔۔" پریشانی نے حائنہ کے خوبصورت چہرے کا احاطہ کیا۔ وہ کالا سایہ میرہ کے ساتھ ساتھ اس لڑکی کا بھی دشمن تھا جو شہزادی " تھی اور جسکی شکل میرہ سے ملتی تھی۔ وہ بھی تہہ خانے میں تھی اور وہ سایہ اسکے لیے برا ثابت ہو سکتا تھا۔ وہ اسے مارنا چاہتا تھا۔

اب کیا کروں۔۔؟" حائنہ نے ایک گہری سانس فضا میں خارج کی۔ وہ جتنا اس گتھی کو سلجھا رہی تھی یہ الجھتی جا رہی تھی۔ "

جے کے اپنے کمرے میں سکون سے سویا ہوا تھا جبکہ اچانک عجیب سے احساس کے تحت اسکی آنکھ کھلی۔ اسے اپنے بیڈ پر دھپ سے کوئی چیز گرنے کی آواز آئی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول کر بائیں جانب دیکھا تو ساکت رہ گیا۔ اسکی آنکھیں خوف سے پھٹ گئی تھی۔ بائیں جانب اسکے قریب ایک بہت لمبا اور موٹا سا سانپ کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ وہ جے کے کو ہی گھور رہا تھا۔ جے کے چلاتا ہوا بیڈ سے نیچے اترا۔ سانپ ابھی بھی اسے گھور رہا تھا۔ جے کے کو بیڈ سے دور ہٹتا دیکھ کر وہ اپنی جگہ سے ہلا۔

خوف کے مارے جے کے کی گھگی بند گئی تھی۔ اس نے اتنا خوفناک سانپ اپنی زندگی میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ چلاتا ہوا کمرے سے باہر کی جانب بھاگا اور اسکے پیچھے ہی سانپ لپکا۔

بچاؤ مجھے! یہاں بہت بڑا سانپ ہے۔۔" وہ اندھا دھند بھاگ رہا تھا۔ اسکی چلانے کی آواز المیرہ اور حائنہ نے صاف سنی تھی۔"

یہ تو جے کے کی آواز ہے!" حائنہ جھٹکے سے اٹھی اور کمرے سے باہر بھاگی۔ اسکے پیچھے ہی المیرہ لپکی۔"

بچاؤ مجھے!" سامنے راہداری میں جے کے انکی جانب بھاگتا آرہا تھا۔ خوف سے اسکا برا حال تھا اور سانپ اسکے پیچھے لگا تھا۔ پورا محل اسکی" چیخوں سے گونج اٹھا تھا۔ سوئے ہوئے آدھے سے زیادہ افراد اٹھ چکے تھے۔ جے کے کی ٹیم کے لوگ ڈر کی وجہ سے کمرے سے باہر ہی نہیں نکلے۔ انہیں لگتا تھا باہر موت انکے تعاقب میں ہے۔ اگر وہ کمرے سے باہر نکلے تو موہن کی طرح مارے جائیں گے۔

حائنہ اور میرہ کی نظر سانپ پر پڑ چکی تھی۔ میرہ تو ساکت رہ گئی۔ سانپ واقعی خوفناک تھا جو تیزی سے انکی جانب بڑھ رہا تھا۔

پیچھے ہٹ جاؤ۔۔" جے کے جیسے ہی انکے قریب پہنچا حائنہ نے اسکا بازو کھینچ کر پیچھے دھکیلا اور خود سانپ کے سامنے کھڑی ہو گئی۔" سانپ وہیں رکا۔ حائنہ کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

حائنہ نے اپنے بائیں جانب کھڑے انکبور کو دیکھا جو ہاتھ میں ٹماٹو کیچپ کا پیکٹ اٹھائے اسے کھانے میں مگن تھا اور اب اسکے ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلا تھا۔ حائنہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں انکبور کو اشارہ کیا۔

میں کھا رہا ہوں مالکن!" انکبور نے ہاتھ میں پکڑے کیچپ کے پیکٹ کی جانب اشارہ کیا جو اس نے اسی محل کے کچن سے اڑایا تھا۔ "

انکبور!" حائنہ نے اسے گھورا۔ "

اچھا بھئی آپکی حفاظت کے ساتھ ساتھ مجھے جانے کیا کیا کرنا پڑ رہا ہے۔۔ یہ پکڑیں۔۔" انکبور نے ناک پھلاتے کہا اور کیچپ کا پیکٹ " حائنہ کو پکڑایا۔ سانپ جے کے کی جانب بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن حائنہ کی وجہ سے آگے نہیں بڑھ پا رہا تھا۔ کیچپ کا پیکٹ جب تک انکبور کے ہاتھ میں تھا وہ غائب تھا اور جیسے ہی حائنہ کے ہاتھ میں آیا وہ ظاہر ہو گیا۔ یہ دیکھ کر المیرہ کو تو اچھو لگ گیا تھا۔ جانے کیا کیا اسکی نظروں سے اوجھل تھا۔

اور پھر انکبور نے ہاتھ اٹھایا، اسکے ساتھ ہی سانپ اوپر اٹھا اور پھر اسے دیوار کے ساتھ چپکے دیا۔

وہ لوگ جس راہداری میں کھڑے تھے یہ محل کا سنسان حصہ تھا۔ حائنہ نے خود ایسے حصے میں کمرہ لیا تھا جہاں سے وہ باہر باغ اور جنگل پر بھی نظر رکھ سکے اور اس جانب کوئی آئے بھی نا۔۔ اسی وجہ سے ابھی تک وہاں کوئی نہیں پہنچا تھا۔

جے کے نے جیسے ہی سانپ کو فضا میں اور پھر دیوار کے ساتھ چپکتے دیکھا وہ غش کھا کر وہیں ڈھے گیا۔ سانپ دیوار سے چپک چکا تھا۔ اب جب تک انکبور نہ چاہتا اسے وہاں سے کوئی ہٹا نہیں سکتا تھا۔

انکبور اس جے کے کو اسکے کمرے میں چھوڑ آؤ۔۔ یہاں کیا ہوا کسی کو پتہ نہیں چلنا چاہیے۔۔" حائنہ سنجیدہ لہجے میں کہہ رہی اور " انکبور نے جیسے ہی جے کے کو ہاتھ لگایا وہ وہاں سے غائب ہوا۔ یہ سب دیکھ میرہ بھی ساکت رہ گئی تھی۔

چلو میرہ تم میرے ساتھ مجھے آفیسر دانش کو فون کرنا ہو گا۔۔" وہ اسکا ہاتھ تھام کر واپس اپنے کمرے میں لے گئی تھی۔ چیخوں کا" سلسلہ اب تھم چکا تھا۔

لگتا ہے آج پھر کوئی موت کا شکار ہوا ہے۔۔" سپاٹ بوائز آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن کسی میں بھی باہر جانے کی ہمت نہیں" تھی۔ ذینیہ آپی ساری راہداریاں اور اوپر نیچے سے محل چیک کر رہی تھیں لیکن انہیں کچھ نہیں ملا تھا۔

حائنہ اور میرہ کے جانے کے بعد سیاہ رنگ کے لباس میں ایک وجود وہاں رونما ہوا۔ اسکی آنکھوں میں شدید غصہ تھا۔ وہ سانپ کو ڈھونڈ رہی تھی جسے عام انسانوں کی نظروں سے اوجھل کر دیا گیا تھا۔

صبح جے کے کی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپکو بستر پر پایا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ ارد گرد دیکھا کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ پریشانی سے چہرے پر ہاتھ پھیرتا کمرے میں ٹہلنے لگا تھا۔

کیا وہ سب خواب تھا؟" وہ اپنے آپ سے سوال کر رہا تھا۔ "اور وہ لڑکی؟ وہ کیا چیز ہے؟ وہ عام انسان ہرگز نہیں۔۔" اسکے چہرے پر الجھن واضح تھی۔ "نہیں یقیناً وہ میرا خواب تھا بھلا ایسے بھی کوئی کر سکتا ہے؟" جے کے نے خود کو تسلی دی اور واشروم میں گھس گیا۔

جے کے ٹیم کی حالت بھی جے کے جیسی تھی۔ انہیں لگتا تھا وہ صبح اٹھیں گے تو انہیں محل میں کسی لاش ملے گی۔ لیکن یہ دیکھ کر انکی حیرت کی انتہا نہیں رہی تھی کہ سب کچھ ٹھیک تھا۔ ملازم صفائی کر رہے تھے۔ زینیہ آپی سب کو ہدایات دے رہی تھیں اور ناشتہ لگایا جا رہا تھا۔ یہ سب دیکھ کر سب نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

لیکن جے کے اور ٹیم کے اٹھنے سے پہلے محل میں کوئی اور بھی آئے تھے۔ وہ داؤد اور دانش تھے۔ حائنہ کے کہنے پر انہوں نے اس ساکت سانپ کو دیوار سے اتار کر شیشے کے جار میں ڈالا تھا۔

سانپ؟ لیکن آیا کہاں سے؟" دانش نے حیران ہوتے پوچھا۔"

یہ بھی جلد پتہ چل جائے گا۔۔" حائنہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ باہر صبح کی نیلگوں روشنی پھیل رہی تھی۔ رات کی سیاہی آہستہ آہستہ" ختم ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے میں اس سانپ کے بھارے میں پتہ لگاتا ہوں آخر چکر کیا ہے؟" داؤد اور دانش دونوں حیران تھے کہ حائنہ نے سانپ کو پکڑا کیسے؟

"میں تو جب بھی آپ سے ملتا ہوں حیران ہو جاتا ہوں مس ونڈر!" داؤد کافی دلچسپی سے جار میں بند سانپ کو دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے اب ہم چلتے ہیں اس سے پہلے کہ جے کے اٹھے اور سچ جان لے۔۔" وہ محل کے خارجی دروازے سے باہر نکل آئے تھے۔ ہر طرف خاموشی تھی اور محل کے آس پاس کا خوبصورت منظر دل کو چھو رہا تھا۔

وہ لوگ ابھی لان سے گزر رہے تھے جب ایک ٹیکسی وہاں آ کر رکی اور اس میں سے ایک خوبرو سا لڑکا اترا۔ وہ کندھے پر گٹار لٹکائے ہوئے تھے جبکہ ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ وہ ان تینوں کو اور ایک پولیس کی گاڑی کو دیکھ کر ٹھٹکا تھا۔ حائنہ اسے دیکھ کر ہی پہچان گئی تھی۔ وہ ریحان تھا۔ وہی ریحان جس کے بارے میں حائنہ کو لگتا تھا کہ وہ جتنا سیدھا نظر آتا تھا اتنا تھا نہیں۔

"ہیلو! یہ راج محل ہے نا؟" اس نے قریب آ کر نرم سے لہجے میں پوچھا۔

"جی یہ راج محل ہے! اور آپکا ہی انتظار کیا جا رہا تھا۔۔" حائنہ نے عجیب لہجے میں جواب دیا۔

"مطلب؟ میں سمجھا نہیں آپ کون ہیں؟" اس نے حائنہ کو سر سے پاؤں سے گھورتے کہا۔

"بتاؤ اسے کہ تم کون ہو مس حائنہ گیلانی! ہم تو چلتے ہیں۔" دانش نے ایک آنکھ دباتے، ریحان کی طرف اشارہ کر کے حائنہ سے کہا وہ اپنی مسکراہٹ چھپا گئی۔ ریحان حیرت سے انہیں تک رہا تھا۔ داؤد اور دانش وہاں سے جا چکے تھے۔

"میں آرکیٹیکٹ حائنہ گیلانی ہوں! مکیش جی کو محل کہ تعمیر میں کچھ ردوبدل کروانا ہے اسی لیے میں یہاں رہ رہی ہوں۔۔" حائنہ نے محل کی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نائس!" ریحان نے اسکے ساتھ قدم بڑھائے۔

"اور آپ کون ہیں؟" حائنہ نے نارمل لہجے میں پوچھا۔

ابھی تو آپ نے کہا کہ آپ مجھے جانتی ہیں، اور میرا ہی انتظار کیا جا رہا تھا!" ریحان نے اچنبھے سے کہا۔ "

"وہ مذاق تھا! دراصل محل میں روز کوئی نہ کوئی آیا رہتا ہے سب کا استقبال کیا جاتا ہے"

اچھا اچھا۔ وہ میں ریحان ہوں! اور یہاں اپنے فیملی کے کچھ میمبرز سے ملنے آیا ہوں۔۔ "وہ خوشی سے بتا رہا تھا۔ جبکہ حائنہ جانچتی" نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

چلیں آجائیں پھر کیا پتہ آپکے چاہنے والے آپکی راہ تک رہے ہوں۔۔ "حائنہ نے مسکرا کر کہا اور وہ دونوں محل میں داخل ہو گئے۔ "

اس سے کہنا کہ مرے ساتھ جڑا رہ جائے

رنگ لوگوں کا اڑے اور اڑا رہ جائے

ہم تری یاد دہانی میں رہیں گے ایسے

جیسے کاغذ کوئی کونے سے مڑا رہ جائے

میں نے جو تمہیں گھڑی دی وہ اتار دی تم نے؟" ریحان نے میرہ کے سوگوار کے چہرے کو تکتے ہوئے پوچھا۔ وہ باہر لان میں بیٹھے" تھے۔ موسم کچھ صاف تھا۔ ہلکی ہلکی سی دھوپ تمازت بخش رہی تھی۔ ریحان کی نظریں میرہ کے چہرے سے ہٹ نہیں رہی تھیں۔ وہ کتنی ہی دیر اسکے چہرے کو دیکھتا رہا تھا جو ہاتھ میں تھامے چائے کو کپ کو گھور رہی تھی لیکن خاموش تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ریحان کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔

اسکا دل تیزی سے دھڑکا تھا ابھی وہ دھڑکا ہی تھا جب کسی نے اسکے دل کو آہنی شکنجے میں لیا۔ درد کی ایک لہر اسکے پورے جسم میں پھیل گئی اور وہ بلبلا اٹھا۔ لیکن باہر سے ساکت اور خاموش رہا۔ اپنے اندر کے درد پر قابو پاتے اس نے بالآخر پوچھ ہی لیا۔ اسکی بات سن کر میرہ چونکی۔

ہا۔۔ ہاں وہ گھڑی میں نے پہنی ہوئی تھی! شاور لینے گئی تو اتار کر کمرے میں رکھ دی۔ پھر مجھے ملی نہیں شاید کام والی نے اٹھا کر آگے پیچھے رکھ دی ہو۔" وہ زبردستی مسکرائی حالانکہ اسکا دل ریحان سے ملنے کو بالکل نہیں چاہ رہا تھا۔

"کوئی بات نہیں اب میں آگیا ہوں نا اب ہم مل کر ڈھونڈ لیں گے!" ریحان نے عجیب پر اسرار لہجے میں کہا تھا۔ میرہ نے چونک کر اسے دیکھا۔ اسکی آنکھوں میں۔۔ وہاں عجیب سرد پن تھا اور آنکھوں میں سفاکیت چھپی تھی۔ یوں جیسے ریحان کی ان آنکھوں کے پیچھے کوئی اور خوفناک سی آنکھیں اسے دیکھ رہی ہوں۔ میرہ نے جھنجھلا کر چہرے کا رخ موڑا۔ اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی تھی۔

"ویسے یہ محل کافی شاندار ہے مکیش سنگھ کے اباؤ اجداد کے عہدے کا پتہ دیتا ہے۔۔" ریحان نے اسے بے چین ہوتے دیکھ کر موضوع بدل دیا۔ اب وہ کسی بلا کی طرح پر پھیلائے کھڑے محل کو دیکھ رہا تھا۔ جس میں ہزاروں کی تعداد میں کھڑکیاں، دروازے اور کمرے تھے۔

"ہاں بہت خوبصورت ہے!" میرہ نے بھی اسکی ہاں میں ہاں ملائی تھی۔ جبکہ جے کے کی ٹیم کافی ایکٹیو نظر آرہی تھی۔ انہوں نے جانے سے پہلے ایک آخری سین کی شوٹنگ کرنی تھی جو محل میں ہونا تھا۔

"بہت ہی دھماکے دار خبر ہے مس ونڈر!" شام قریب تھی جب داؤد نے حائنہ کو فون کیا۔

"کیا خبر ہے؟" حائنہ نے تجسس سے پوچھا۔

"اس سے پہلے کہ دانش آپکو فون کرے میں نے سوچا میں بتا دوں۔۔" وہ پہلے فون کرنے پر کافی خوش تھا۔ حائنہ خاموشی سے سنتی رہی۔

"تو خبر یہ ہے کہ اس سانپ کو ہیپناٹائز کیا گیا ہے!" داؤد نے گویا دھماکہ کیا۔

"کیا واقعی؟" حائنہ کو حیرت ہوئی۔

ہاں ہم نے محل میں موجود سبھی لوگ کی تصویر جار میں بند سانپ کو دکھائی وہ ساکت بیٹھا رہا لیکن جیسے ہی جے کے کی تصویر سانپ کے سامنے کی وہ بڑھکنے لگا۔۔" داؤد دلچسپی سے بتا رہا تھا۔ اسکے لیے آج تک اس کیس سے زیادہ دلچسپ کیس کوئی نہیں تھا۔

لیکن کوئی سانپ کو ہیپناٹائز کیوں کرے گا؟" وہ بے ساختہ سوال پوچھ گئی تھی۔ "

اسکا تو آپ منٹوں پتہ لگا سکتی ہیں کیونکہ آپ مس ونڈر ہیں!" داؤد نے چٹکی بجاتے کہا۔ "

جانتی ہوں لیکن کبھی کبھی میں چاہ کر بھی کچھ محسوس نہیں کر پاتی۔۔ اسی لیے میں آج کل انکبور کی مدد۔۔" وہ کہتے کہتے رک گئی۔ "

کون انکبور؟" داؤد کے کان کھڑے ہوئے۔ تبھی اسکے ہاتھ سے فون دانش نے جھپٹا تھا۔ "

سانپ کو ہیپناٹائز کرنے والا جے کے کا دشمن ہے! کوئی اسے مارنا چاہتا ہے اور بات طے ہے کہ وہ شخص محل میں ہی موجود ہے۔۔۔""" دانش نے حائنہ کی بات کا جواب دیا جبکہ اسکی حرکت پر داؤد نے برا منہ بنایا تھا۔

اسکا مطلب جے کے کو مارنے کی کوشش کرنے والا سیاء سے جڑا ہے!" حائنہ کسی نقطے پر پہنچ چکی تھی۔ "

بالکل! اب سیاء کون ہے اسکا پتہ لگانا ہے۔۔" دانش سنجیدہ لہجے میں کہہ رہا تھا اور حائنہ اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔ "

جے کے کی ٹیم نے محل کے لاؤنج میں ایک خوبصورت اور پراسراسیٹ تیار کیا تھا۔ وہ سین کسی روح کا تھا۔ جو پیانو بجا رہی ہوتی ہے۔

ایمیشاء پچھلے کچھ دنوں سے بری طرح خوف کا شکار تھی۔ وہ چاہ کر بھی کردار میں ڈھل نہیں پا رہی تھی۔ وہ ڈائلاگز کو درست طریقے نہیں بول پا رہی تھی۔ وہ اس وقت سفید رنگ کی میکسی میں ملبوس تھی۔ یہ فلم کا آخری سین تھا جس ہیرو ہیروئن کی روح کو دوسری دنیا میں پرسکون دیکھتا ہے۔

جے کے بار بار "کٹ کٹ" کہہ رہا تھا۔ ایمیشاء جانے کیوں ڈری ہوئی تھی۔

کیا مسئلہ ہے ایشاء ایک چھوٹا سا سین نہیں ہو رہا تم سے۔۔؟" وہ چاہ کر بھی لہجے کی تلخی کو چھپا نہیں پایا تھا۔"

میں چاہ کر بھی یہ سین نہیں کر پا رہی میرے خیال سے ہمیں کل کر لینا چاہیے شاید میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔" وہ پریشان لہجے " میں کہتی وہاں سے جانے کیلئے مڑی۔

"کیا مطلب کل؟ ہرگز نہیں! شوٹ آج ہی ہو گا کل ہم واپس جا رہے ہیں۔ تم دوبارہ ٹرائے کرو۔۔"

!!کیمرہ مین، ایکشن

میں بہت خوش ہوں رامیش۔۔" وہ پیانو کے سامنے بیٹھی کہہ رہی تھی۔"

کٹ! یہ رامیش کون ہے؟ تمہارا ہیرو مسلمان ہے اور تم رامنی ہو! جنید کہو جنید!" جے کے نے اپنے سر پر اوڑھی ہیٹ اتار کر غصے " سے نیچے پھینکی۔

میں نے کہہ دیا نا میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے مجھ سے نہیں ہو پائے گا۔۔" ایشاء بھی سخت لہجے میں کہتی جا چکی تھی۔ لاؤنج میں " خاموشی چھا گئی۔

کیا بکواس ہے یہ!" جے کے تپا ہوا تھا۔"

میرے خیال سے المیرہ یہ ڈائیلاگز اچھے سے بول لے گی۔۔" حائنہ کی آواز ابھری۔ سب نے چونک کر اسے دیکھا اور میرہ گڑبڑا" گئی۔ جے کے نے میرہ کی طرف دیکھا تھا۔ رات کا وقت تھا اور وہ اپنے شب خوابی کے لباس میں تھی۔ سفید گاؤن پہنے وہ کسی حد تک کردار سے میچ کر رہی تھی۔ حائنہ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں میرہ کو اشارہ کیا تھا۔

ویسے بھی جے کے صاحب سین کے مطابق آپ نے ایک حوالہ ہی دکھانا ہے شکل تو واضح نہیں ہو گی۔ تو میرے خیال سے ایک " بارش کوشش کر لیں۔۔" جانے حائنہ کے دماغ میں کیا چل رہا تھا؟

محل کے سبھی افراد وہاں موجود تھے۔ صلہ شوق سے شوٹنگ دیکھ رہی تھی۔ یہ اسکی زندگی کا شاید پہلا اور آخری موقع تھا جب وہ براہ راست شوٹنگ دیکھ رہی تھی۔

جے کے نے سوچتی نگاہوں سے میرہ کو دیکھا۔ حائنہ کی بات میں اسے وزن نظر آیا تھا۔ ویسے بھی رات کے خواب کی وجہ سے وہ حائنہ سے خوفزدہ تھا۔

مس میرہ آپ یہ ڈائلاگز بول کر دکھائیں۔۔!" جے کے کہنے پر میرہ آگے آئی۔ اسے ایک لڑکے نے ڈائیلاگز تھمائے۔ !ٹھیک ہے"

میرہ نے ایک نظر کاغذ کو دیکھا۔ اس پر لکھے ڈائلاگز پڑھنے کے بعد اس نے نظر اٹھا کر ریحان کو دیکھا تھا۔ اسکی آنکھوں میں نمی اور ہزاروں شکوے تھے جو وہ زبان پر نہیں لا سکتی تھی۔

میں اپنی دنیا میں بہت خوش ہو جنید! مجھ سے دور رہو۔۔"وہ اذیت سے بھرپور لہجے میں بول رہی تھی۔"

واہ زبردست۔۔"جے کے تو حیران رہ گیا تھا۔ ایسے ہی جذبات چاہئیں تھے اسے جو ایمیشاء نہیں دے پا رہی تھی۔"

بہترین! میرے خیال سے میرہ ٹھیک رہے گی۔ انہیں کاسٹیوم دیا جائے جلدی" جے کے نے ٹیم کو ہدایات کیں۔ اب اسکا میک اپ کیا جا رہا تھا۔ اسکے بال نیچے سے گھنگھریالے تھے جو بہت خوبصورت لگتے تھے۔

آدھے گھنٹے بعد شوٹنگ دوبارہ شروع ہوئی۔ بڑا ہی خوابناک ماحول تھا۔ کھڑکی کے سامنے رکھا سیاہ پیانو اور اس پر بیٹھی ایک سفید کپڑوں والی شہزادی۔۔

پیانو بجانا آتا ہے؟"جے کے نے رامنی کے کردار میں تیار کھڑی میرہ سے پوچھا۔"

نہیں۔۔۔"میرہ نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔"

چلو کوئی بات نہیں تم بس پیانو بجانے کی اداکاری کر لینا۔۔"اور پھر ساری لائٹیں بند کر دی گئیں۔ وہ پیانو سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھی۔ محل میں اندھیرا تھا صرف ایک سپاٹ لائٹ میرہ کے اوپر تھی۔ ایکشن۔۔

"محبت اتنی ظالم نہیں ہوتی کہ اپنے محبوب کی جان لے لے جنید! دیکھو میں نے تم سے محبت کی اور تمہارے لیے جان دے دی اور تم نے کیا کیا؟ تم میری جان لینے آئے تھے تم چاہتے تو مجھے بچا سکتے تھے! لیکن اب خوش ہوں میں نے اپنی محبت کا فرض پورا۔۔ میں اپنی دنیا میں خوش اب مجھے یاد مت کیا کرو!"

کیسا سحر پھونکا تھا میرہ نے، ریحان تو مبہوت سا اسے دیکھ رہا تھا۔ بہت خوبصورت لگ رہی تھی وہ۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ اب وہ مڑی اور اپنے پیچھے بنے چبوترے کی سیڑھیاں چڑھنے لگی جس پر پیانو رکھا تھا۔ تین چار سیڑھیاں تھی۔ یہ سیٹ کا حصہ تھا۔

تبھی اچانک سپاٹ لائٹ اوپر کو ہوئی اور ریحان کو اوپر راہداری میں کھڑا ایک سایہ نظر آیا تھا جو روشنی کی وجہ سے جھٹ سے پیچھے ہٹا تھا۔ اس نے نظریں دوڑا کر سب کو دیکھا۔ صبح سے اب تک وہ جان چکا تھا وہاں کتنے لوگ تھے اور کون کون تھے۔ سب وہاں موجود تھے۔ پھر اوپر کون تھا؟ وہ خاموشی سے وہاں سے کھسکا اور سیڑھیاں چڑھتا اوپر کی جانب جانے لگا۔

نیچے میرہ اب پیانو کے قریب بیٹھ چکی تھی۔ پھر اس نے جانے کس احساس کے تحت پیانو کی کیز پر انگلیاں پھیریں اور پھر اس نے آنکھیں بند کیں۔ اب وہ کسی سحر میں ڈوبی پیانو بجا رہی تھی۔ سب ٹھٹک گئے تھے۔ اسے پیانو بجانا نہیں آتا تھا لیکن وہ کسی ماہر کی طرح ایک خوبصورت دھن بجا رہی تھی۔ میرہ بائیں جانب جو کھڑکی تھی وہ کھلی تھی اور سفید پردے ہل رہے تھے۔

حائنہ کی نظر میرہ سے پھسلتی کھڑکی پر گئی اور وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

نیچے میرہ اب پیانو کے قریب بیٹھ چکی تھی۔ پھر اس نے جانے کس احساس کے تحت پیانو کی کیز پر انگلیاں پھیریں اور پھر اس نے آنکھیں بند کیں۔ اب وہ کسی سحر میں ڈوبی پیانو بجا رہی تھی۔ سب ٹھٹک گئے تھے۔ اسے پیانو بجانا نہیں آتا تھا لیکن وہ کسی ماہر کی طرح ایک خوبصورت دھن بجا رہی تھی۔ میرہ بائیں جانب جو کھڑکی تھی وہ کھلی تھی اور سفید پردے ہل رہے تھے۔

حائنہ کی نظر میرہ سے پھسلتی کھڑکی پر گئی اور وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔ اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔

دیکھتے ہی دیکھتے اچانک کھلی کھڑکی سے ایک بڑا ساخوفناک الو اندر داخل ہوا اور میرہ پر جھپٹا۔ حائنہ کو جیسے کرنٹ لگا۔ وہ کسی ٹرانس سے باہر آئی۔ سب پہلے جیسا تھا۔ وہاں کوئی الو نہیں تھا۔ یقیناً اس نے مستقبل کی جھلک دیکھی تھی۔ اس سے پہلے الو واقعی وہاں پہنچتا وہ چلاتی ہوئی میرہ کی جانب بڑھی اور ٹھاہ کی آواز سے کھڑکی بند کی۔ کھڑکی بند ہوتے ہی کوئی زوردار چیز کھڑکی سے آ ٹکرائی تھی۔

کیا ہوا؟"میں نے پتھرائی نظروں سے اپنے پاس کھڑی حائنہ کو دیکھا تھا۔"

کچھ نہیں سب ٹھیک ہے!"وہ زبردستی مسکرائی۔"

بہترین مس المیرہ بہت اچھا شوٹ دیا آپ نے" جے کے نے اسکی تعریف کی تھی۔ حائنہ نے مڑ کر ایک نظر کھڑکی کو دیکھا تھا۔ اسکا" دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ جے کے کی پوری ٹیم اب المیرہ کے گرد اکٹھی ہوگئی تھی۔

واؤ میرہ تم نے پیانو بجانا کب سیکھا؟"صلہ اب میرہ سے پوچھ رہی تھی۔ وہ سب حیران تھے اور حیران تو میرہ بھی تھی اسے بھلا پیانو" بجانا کب آتا تھا؟

اوپر ریحان جیسے ہی راہداری میں اسے سائے کے پیچھے لپکا وہ اسے دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ محل کی روشنیاں جل اٹھی تھیں۔ وہ سیاہ لباس پہنے کوئی لڑکی تھی جو ریحان سے بھاگ رہی تھی۔

رکو کون ہو تم؟"ریحان بھی اسے چھوڑنے والا نہیں تھا۔ وہ محل کے اس حصے کی جانب بڑھ رہی تھی جہاں کوئی بھی آتا جاتا نہیں تھا۔"

میں کہتا ہوں رک جاؤ ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔۔"وہ چلایا تھا اور پھر راہداری کے نکڑ پر رکھی بھاری مورتی سے وہ ٹکرا کر نیچے گری۔ تب" تک ریحان اس تک پہنچ چکا تھا۔ وہ نیچے گری کراہ رہی تھی۔

تمہارا کھیل ختم ہوا مس سیاء۔۔"ریحان نے اس کر جھکتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے اسکا بازو پکڑتے ہوئے کھڑا کیا۔"

یہ ریحان کا کہاں چلا گیا؟" حائنہ کی نظریں اسے ڈھونڈ رہی تھیں تبھی وہ سیاہ لباس پہنے، چہرے پر خوفناک سا میک اپ کیے، جسکے "
کپڑوں کے پچھلے حصے پر سیاء لکھا تھا اسے بازو سے کھینچ کر نیچے لا رہا تھا۔

اس خوفناک سیاء کو دیکھ کر صلہ تو ڈر گئی تھی۔ وہ ذینیہ آپی کے پیچھے چھپی۔ سیاء کو دیکھ کر رام ناتھ کی آنکھیں خوف سے سے پھیلیں۔

ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ کوئی بھوت نہیں بلکہ انسان ہے!" سیڑھیاں اتر کر ریحان نے اسے جھٹکا دے کر سب کے سامنے کیا۔ "
وہ سب اب پھٹی پھٹی نگاہوں سے سیاء کو دیکھ رہے تھے جو اتنے دنوں سے انہیں خوف میں مبتلا رکھے ہوئے تھی۔ حائنہ ابرو سیکڑے
ریحان اور اس سیاء کو دیکھ رہی تھی۔ سیاء اب خونخوار نظروں سے جے کے کو گھور رہی تھی۔

یہی ہے وہ لڑکی جو محل میں خوف و ہراس پھیلائے ہوئے ہے۔ میں جب آیا تو سمجھ گیا تھا یہاں کوئی بھوت نہیں بلکہ کوئی کھیل کھیلا جا "
رہا ہے، میں نے سب پر نظر رکھی خاص طور پر فام ناتھ پر!" ریحان نے رام ناتھ کی جانب دیکھا۔

مم۔۔میں۔۔!" وہ اچھل پڑا تھا۔ "

مجھے نہیں معلوم ان دونوں کا مقصد کیا ہے لیکن محل میں اس لڑکی کو داخل کرنے والا، اسے چھپا کر رکھنے والا اور محل میں سانپ "
چھوڑنے والا رام ناتھ ہی ہے۔۔!" ریحان نے گویا دھماکہ کیا تھا۔

میں نے آج شام میں رام ناتھ کو سب سے چھپ کر پرانے باغ میں جاتے دیکھا تھا۔ میں نے اسکا پیچھا کیا اور وہاں یہ رام ناتھ اس لڑکی "
کے ساتھ مل کر آج رات کا لائحہ عمل تیار کر رہا تھا میں چاہتا تو وہیں انہیں پکڑ سکتا تھا لیکن پھر سوچا محل میں سب کے سامنے انکی
"اصلیت سامنے لاؤں گا۔۔

رام ناتھ یہ سب کیا ہے؟" ذینیہ آپی نے بےیقینی سے رام ناتھ کی جانب دیکھا۔ وہ صرف انکا ہی نہیں بلکہ مکیش سنگھ کا بھی وفادار "
ملازم تھا۔ رام ناتھ نے کچھ کہنے کیلئے منہ کھولا ہی تھا جب جے کے غصے سے سیاء کی جانب بڑھا۔

تو تم ہو وہ گھٹیا عورت جو مجھے مارنا چاہتی تھی۔۔!" اس نے سیاء کو تھپڑ مارنے کیلئے ہاتھ بڑھایا جسے وہ ہوا میں ہی تھام چکی تھی۔ "

تم جیسے قاتل کو گرفتار کروانے ہی "اپنی اوقات میں رہو جے کے تم مجھے جانتے نہیں ہو!" سیاء نے اسکا ہاتھ جھٹکا اور نخوت سے کہا۔" میں یہاں آئی ہوں۔۔"وہ اب سنجیدہ لہجے میں کہہ رہی تھی۔

خبردار جو کوئی یہاں سے ہلا! میں کون ہو یہ تم سب لوگ جلد جان جاؤ گے۔۔"وہ کہتے ہوئے کچن کی جانب بڑھی۔"

رام ناتھ!"اس نے جاتے ہوئے شان سے رام ناتھ کو پکارہ۔"

جج جی مالکن!"رام ناتھ نے فٹ سے کہا۔ وہاں کھڑا ہر شخص حیران و پریشان تھا۔"

میں دومنٹ میں آرہی ہوں تم پولیس کو فون کرو!"اس نے جس شاہانہ انداز سے کہا تھا وہاں کھڑے ہر شخص کو اس پر کسی بڑی" شخصیت کا گمان ہوا تھا۔

جج جی مالکن!"رام ناتھ جلدی سے لاؤنج میں ایک جانب رکھے فون کی جانب بڑھا جبکہ حائنہ اور ریحان سمیت باقی سب ساکت" کھڑے تھے۔

یہ کیا ہو رہا ہے یہاں پر؟ اس لڑکی نے موہن کا قتل کیا ہے اور دیکھو کیسے مالک کی طرح برتاؤ کر رہی ہے۔ حد ہے ڈھٹائی کی"سیاء کے" جانے کے بعد جے کے پھر چلایا تھا۔ اسکا دماغ گھوما ہوا تھا جبکہ باقی سب خاموش تھے سب کے دلوں کی دھڑکن تیز چل رہی تھی۔ ناجانے کونسا انکشاف ہونے جارہا تھا۔ حیران بھی عقابی نظروں سے سب دیکھ رہا تھا۔ پانچ منٹ بعد سیاء واپس آتی دکھائی دی۔ وہ منہ دھو کر آئی تھی۔ جیسے ہی وہ انکے قریب پہنچی ذینیہ آپی حیرت سے اچھلی۔

آپ۔۔؟"وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔"

جی میں امریتا! مکیش سنگھ کی چھوٹی بیٹی!"اس نے گویا دھماکہ کیا تھا۔"

ذینیہ آپی کو یاد تھا اسکی بہت سی تصویریں لگی تھیں محل میں جنہیں مکیش سنگھ کے کہنے پر اس نے اتار دیا تھا کہ شوٹنگ کیلئے جے کے اپنا سیٹ تیار کرنا پڑے گا اور تصویروں کو بار بار اتارا جائے گا جس سے انکے خراب ہونے کا خدشہ تھا۔ صرف ایک پینٹنگ بچی تھی جس میں وہ دونوں بہنیں اپنے باپ دونوں جانب کھڑی تھیں۔

اور سیاء کی چھوٹی بہن۔۔!" اس نے ایک اور دھماکہ کیا۔ سب حیرت سے اسکی جانب دیکھ رہے تھے۔"

لیکن وہ تو سیانشی۔۔!" ذینیہ آپی نے کچھ کہنا چاہا۔"

جی دیدی کا پورا نام سیانشی تھا لیکن پیار سے سب انہیں سیاء کہتے تھے۔ انہیں شوبز میں جانے کا شوق تھا ڈیڈ کے منع کرنے پر بھی وہ" سب سے ناراض ہو کر اس جے کے کے پاس گئی تھی۔۔!" امریتا نے کھا جانے والی نظروں سے جے کے کو دیکھتے ہوئے اسکی جانب اشارہ کیا۔ جے کے سٹپٹا گیا۔

کیا بکواس ہے یہ؟ میں کسی سیاء کو نہیں جانتا۔۔" وہ اپنے خوف پر قابو پاتے غصے سے چلایا۔"

تم پکڑے گئے ہو جے کے جھوٹ بولنے سے کوئی فائدہ نہیں۔" امریتا نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے رام ناتھ کو پکارہ۔"

رام ناتھ!! وہ سامان لے کر آؤ۔۔" امریتا نے حکم دیا وہ اب آگے بڑھ کر لاؤنج کے صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔ انداز شاہانہ تھا۔"

یہ پانچ سال پہلے کی بات تھی جب سیاء فلم کے آڈیشن کے لیے جے کے کے اسٹوڈیو گئی۔ وہ خوبصورت تھی اور ایکٹنگ میں بھی ماہر اسے ہیروئن کے طور پر چن لیا گیا۔ مکیش سنگھ سیاء کے اس فیصلے سے ناراض تھا۔ وہ اس سے بات نہیں کرتا تھا۔ سیاء نے اپنی چھوٹی بہن جو اس وقت نو عمر تھی فون کر کے اپنی خوشی کا بتایا۔ وہ بہت زیادہ خوش تھی اور اپنے ڈائریکٹر جے کے کی بہت تعریف کر رہی تھی۔ فلم کی شوٹنگ شروع ہوئی۔ جیسے جیسے وقت گزرا سیاء کے سامنے اس اندھیر نگری کا گھناؤنا چہرہ سامنے آتا گیا۔ سیاء کے کنٹریکٹ کے مطابق وہ یہ فلم ہر گز نہیں چھوڑ سکتی تھی اگر چھوڑتی تو اسے کروڑوں میں بھاری جرمانہ ادا کرنا پڑتا۔ جب کنٹریکٹ سائن ہوا تب

سیاء نے یہی سوچا کہ وہ فلم کیوں چھوڑے گی بھلا؟ اسے تو ہیروئن بننا تھا۔ لیکن وہ یہ سوچ نہ سکی کہ جے کے نے یہ سائن کیوں کروایا؟ جلد ہی جے کے کا اصل چہرہ سیاء کے سامنے آ گیا۔ وہ سیاء سے ناجائز تعلقات استوار کرنا چاہتا تھا۔ جب سیاء یہ سنا تو وہ ساکت رہ گئی۔ اس نے فلم چھوڑنا چاہی لیکن بدلے میں اسے بھاری جرمانہ ادا کرنا تھا۔ انہی دنوں مکیش سنگھ اپنی بیٹی سے اتنا ناراض تھا کہ اس نے سیاء سے ہر تعلق توڑ کر جائداد سے عاق کر دیا تھا۔ سیاء کو جے کے نے بری طرح سے گھیرا تھا۔ مجبوراً اسے جے کے کی بات ماننا پڑی لیکن پھر یہ سلسلہ تھما نہیں۔ جے کے نے اسے بلیک میل کرنا شروع کر دیا۔ وہ ایک شاطر انسان تھا جو ہر کام باریکی سے کرتا تھا کہ کسی کو شک بھی نہ ہو۔ انہی دنوں سیاء کو جے کے کی ایک پرانی ہیروئن ملی جس کی حالت کافی خراب تھی۔ اسکے مطابق جے کے ایک پاگل آدمی تھا۔ وہ مشکل سے اپنی ایک فلم ایک ہیروئن کے ساتھ مکمل کرتا تھا ورنہ اکثر فلموں کے درمیان وہ ہیروئینوں کو بدلتا تھا اور انکے ساتھ یہی کھیل کھیلا جاتا۔ سیاء نے اسکا بیان ریکارڈ کر لیا۔ اسکے ہاتھ جے کے کے خلاف کچھ ثبوت بھی لگے تھے۔ جس دن وہ اسکے خلاف پولیس میں رپورٹ درج کروانے والی تھی اسی دن اس لڑکی نے خود کو آگ لگا کر خودکشی کر لی تھی۔ لیکن سیاء جانتی تھی یہ قتل تھا۔ اب وہ بری طرح گھبرا گئی تھی۔ اسے اپنی موت صاف دکھائی دے رہی تھی۔ اس نے سارے ثبوت اکٹھے کیے اور اپنی کہانی کو ریکارڈ کر کے امریتا کے پاس بھیج دیا۔ جے کے سیاء سے واقف تھا سیا نشی سے نہیں۔ وہ نہیں جانتا تھا سیاء اصل میں تھی کون؟ سیاء نے خود کو پوری طرح سے بدل لیا تھا۔ وہ کہیں سے بھی سیا نشی نہیں لگتی تھی۔ اور پھر اسی رات سیاء کو مار کر دیا گیا۔ اسکی لاش کہاں گئی کوئی نہیں جانتا تھا۔ جب جے کے راج محل آیا تھا تو سیاء کی ایک پرانی تصویر لگی تھی اپنے باپ اور بہن کے ساتھ جو لڑکپن کی تھی جسے جے کے پہچان نہ سکا۔

"آفیسر صاحب اس انسان نما شیطان کے خلاف میرے پاس وہ سارے ثبوت ہیں جو سیاء نے مجھے بھیجے تھے۔ اسے گرفتار کر لیں اور ان معصوم لڑکیوں کے قتل کی کڑی سزا اس شخص کو ملنی چاہیے۔۔" امریتا کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو چکی تھیں۔ دانش اور داؤد بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔ جے کے کا پردہ فاش ہو چکا تھا۔ سب حیرت سے اسے دیکھ رہے تھے۔

اس نے میرے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے، میں مجبور تھی اسی لیے خاموش رہی۔۔" جے کے کی ہیروئن ایشاء نے بھی اپنا راز اگلا۔ "

میں چاہتی تھی یہ شخص خود اپنے گناہ قبول کرے اسی لیے مجھے یہاں سیاء بن کر سب کو ڈرانا پڑا۔ جو پارسل سیاء نے مجھے بھیجا تھا وہ میں " نے تقریباً ایک سال بعد کھولا تھا۔ جب میں چھوٹی تھی۔ اپنے ڈیڈ کو یہ سب نہیں بتا سکی۔ لیکن میں نے اس پر نظر رکھی اور جب مجھے اسکے راج محل آنے کی خبر ملی تو مجھے میرا کام آسان ہوتا معلوم ہوا۔ جو سانپ میں جے کے پر چھوڑا تھا وہ زہریلا نہیں تھا اسے ہیپناٹائز کرکے زیر نکال دی گیا تھا وہ صرف ڈرانے کیلیئے تھا تاکہ سچائی سامنے آسکے۔ لیکن وہ جانے کیسے پولیس والوں کے ہاتھ لگ گیا۔ اگر یہ لڑکا مجھے بنہ دیکھتا تو آج کی رات جے کے پر بھاری پڑنے والی تھی۔ اس کام میں رام ناتھ نے میرا ساتھ دیا!" امریتا نے شکر گزار نظروں سے رام ناتھ کی جانب دیکھا۔ جے کے کو گرفتار کرلیا گیا تھا۔

اور موہن کی موت؟ اسکا کیا؟ وہ بے گناہ مارا گیا ہے!" ذینیہ آپی کو وہ بے گناہ مارا گیا شخص یاد آیا تھا۔ "

اسکی ذمہدار میں نہیں۔ جس سانپ نے اسے کاٹا تھا وہ ہرگز یہ سانپ نہیں تھا جو میں دو دن پہلے ہی محل میں لائی تھی اور نہ کسی کے " پاس ثبوت ہے کہ وہ قتل تھا جسکی ذمہدار میں ہوں۔۔!" امریتا نے انتہائی سپاٹ لہجے میں جواب دیا تھا۔ اس نے شاید اپنے آپکو ان حالات سے گزارنے کیلیئے بہت تیار کیا تھا۔ ایک راز کھل گیا تھا۔ سیاء کا قصہ ختم ہوگیا تھا۔ جے کے کو پولیس لے گئی تھی۔ سب کی آنکھیں نم تھیں۔ انکے جانے کے بعد امریتا بھی انڈیا جانے کیلیئے نکل گئی۔ مکیش سنگھ کی طبیعت خراب تھی۔ وہ اب سیاء کو یاد کرکر کے بیمار پڑگئے تھے۔ اسکے جانے کے بعد محل میں ایک بار پھر گہری خاموشی چھاگئی۔

کسی اپنے رنج ملال میں

کوئی چپ ہے کب سے خیال میں

جبھی سب جواب دمک اٹھے

بڑی روشنی تھی سوال میں

یہ جو وجد روح میں آبسا

کوئی جذب ہے مرے حال میں

تری لامکانی کدھر گئی؟

تُو جو رہا ہے خیال میں!

یہ گریز دنیا سے زین جی

بھئی کچھ تو کالا ہے دال میں

"اب تو تمہیں یقین آگیا نا کہ بھوت وھوت کچھ نہیں ہوتے؟" آج چاند کی تیرہ بارہ تاریخ تھی اسکی روشنی میں پورا محل نہایا ہوا تھا۔ وہ دونوں بالکونی میں کھڑے تھے جب ریحان نے میرہ سے سوال کیا۔ وہ خاموش تھی۔ چپ تو وہ پہلے بھی رہتی تھی لیکن جب سے ریحان راج محل آیا تھا اس نے محسوس کیا تھا کہ المیرہ پہلے سے زیادہ خاموش ہوگئی تھی۔ اسکی آنکھیں ریحان سے عجیب سا شکوہ کرتی تھیں جنہیں وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

"جی بہت کچھ جان گئی ہوں۔۔" وہ مسکرائی۔ پھیکی سی مسکراہٹ۔

"المیرہ!" ریحان نے اسکے چہرے پر جھولتی بالوں کی لٹ کو کان کے پیچھے اڑستے اسے پکارہ تھا۔ میرہ تو جیسے کرنٹ کھا کر پیچھے ہٹی۔ وہ جانے کیا کہنا چاہتا تھا۔

"کیا ہوا؟" اسکے اس طرح ڈر کر پیچھے ہٹنے پر ریحان حیران ہوا۔

"کک کچھ نہیں!! مجھے نیند آئی ہے میں سونا چاہتی ہوں۔۔" وہ اسکا جواب سنے بنا وہاں سے نکلتی چلی گئی۔ اسکے جانے کے بعد ریحان نے ایک گہرا سانس فضا میں خارج کیا۔ اسکی آنکھوں نمی سی چمکی تھی۔

رات کا جانے کونسا پہر تھا وہ اپنے کمرے میں سکون سے سوئی ہوئی تھی جب ایک مانوس سی آواز اسکے شعور سے ٹکرائی۔

"ہنی۔۔!" کسی نے اسے پکارہ تھا اور حائنہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ کمرے کی لائٹ بند تھی لیکن کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں۔ ان سے چاندروشنی چھن چھن کر کمرے میں آرہی تھی۔ کھڑکیوں لرلٹکے سفید پردے ہوا چلنے کے باعث ہل رہے تھے۔ آج چاند کی روشنی معمول سے زیادہ تھی۔ پورا کمرہ جیسے دودھیا روشنی میں نہا گیا تھا۔ کمرے میں ایک مسحور کر دینے والی خوشبو پھیلی تھی۔

"حازم۔۔!" حائنہ ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔ یہ اسی کے آنے کے آثار تھے۔ سالوں گزر گئے تھے اسے آئے ہوئے لیکن حائنہ آج بھی اسکے احساس کو پہچانتی تھی۔

وہ تیز دھڑکتے دل کے ساتھ کمرے میں چاروں طرف نظریں دوڑا رہی تھی۔ تبھی اسکی نظر کھڑکی کے پاس کھڑے ایک وجود پر پڑی۔ وہ ایک ہیولا سا تھا جو دیکھتے ہی دیکھتے انسانی وجود کا روپ دھار گیا تھا۔ حائن نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی چیخ روکی۔ وہ حازم ہی تھا۔ جو سینے پر ہاتھ جمائے اپنی گہری پر اسرا اور چمکدار آنکھوں سے اسے دیک رہا تھا۔ وہ اسکے چہرے کے تاثرات نہیں جانچ پائی تھی لیکن جانتی تھی وہ مسکرا رہا تھا۔

وہ بیڈ سے اتر کر جھٹکے سے اسکی جانب بڑھی۔

وہ ایک لائبریری تھی بہت بڑی لائبریری! میرہ نے آج تک اتنی بڑی لائبریری نہیں دیکھی تھی۔ اوپر نیچے، چاروں طرف کتابیں ہی کتابیں تھیں۔ وہ ایک گولائی میں بنا تھا جسکے گرد اوپر دور جہاں تک نظر جاتی شیلف بنے تھے جن میں کتابیں رکھی تھیں۔ نئی، پرانی اور موٹی کتابیں جنکی جلد سخت نظر آتی تھی۔ وہاں اندھیرا تھا کہیں کہیں کوئی مشعل روشن تھی جو اس اندھیرے کو کاٹ رہی تھی۔

اچانک ایک چرچراہٹ کی آواز ابھری اور میرہ نے جھٹکے سے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ شاید کوئی بڑا سا بھاری وزنی دروازہ بند ہوا تھا۔ اب اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ وہ چاروں طرف دیکھ رہی تھی لیکن اسے سمجھ نہیں آئی وہ یہاں کیوں تھی؟ اور کیسے آئی تھی؟ اچانک بائیں جانب ایک اور مشعل روشن ہوئی میرہ نے غور سے دیکھا تو وہ ایک راہداری تھی۔ جو آگے کی جانب جا رہی تھی۔ اسکے دونوں جانب بھی کتابوں کے شیلف تھے اور وہ راستہ انکے درمیان ہی بنا تھا۔ وہ دھڑکتے دل کے ساتھ اس جانب چلنا شروع ہو گئی۔ راہداری لمبی ہوتی جا رہی تھی۔ اسکا دل خوف سے کانپ بھی رہا تھا لیکن جانے کیوں آگے بڑھنے کا جنون اس پر سوار ہو چکا تھا۔ راہداری میں چلتے ہوئے میرہ کو سرگوشیوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ یوں جیسے نظروں سے اوجھل جانے کتنے لوگ وہاں موجود اسے دیکھ کر سوگوشیاں کر رہے تھے۔ کچھ قہقہے بھی لگا رہے تھے۔ اچانک وہ راہداری ختم ہو گئی یوں جیسے راستہ بند ہو گیا ہو۔ اسکے ساتھ ہی بائیں جانب ایک دروازہ تھا۔ میرہ نے دروازے کو ہاتھ سے چھوا تو اندر سے بولنے کی آوازیں صاف سنائی دینے لگیں۔

ہمیں اس کتاب کو ایسی جگہ چھپانا ہو گا جہاں سے کوئی ڈھونڈ نہ پائے۔۔!" یہ کسی آدمی کی آواز تھی۔ جو کسی کتاب کے بارے میں" بات کر رہا تھا۔

لیکن پروفیسر ہم اسے کہاں چھپا سکتے ہیں؟ میں نے سنا ہے بری طاقتیں ایسی چیزوں کو جلد ڈھونڈ لیتی ہیں۔۔" یہ کسی لڑکی کی آواز تھی" شاید وہ دونوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ میرہ نے ہاتھ کی مدد سے دروازے پر دباؤ بڑھا کر اسے کھولا۔ اندر ایک کلاس روم تھا۔ اور اسکے آخر پر ایک بڑے سے میز کے ارد گرد دو لوگ بیٹھے تھے۔ ایک لڑکی اور ادھیڑ عمر شخص! وہ جیسے ہی اندر داخل ہوئی دروازہ زیادہ کھلنے کے باعث چرچراہٹ کی آواز پیدا ہوئی۔ دونوں نے چونک کر دروازے کی جانب دیکھا۔ وہاں دروازے کے دائیں اور بائیں جانب بھی کتابوں کے شیلف رکھے تھے۔ اس سے پہلے انکی نظر میرہ پر پڑتی وہ جلدی سے ایک شیلف کے پیچھے چھپ گئی۔

کیا ہوا پروفیسر!" لڑکی نے اس بزرگ نما شخص کو دروازے کی جانب تکتا دیکھ کر پوچھا۔"

کچھ نہیں!! مجھے محسوس ہوا جیسے تم وہاں ہو!" انکی آواز اب پھر سرگوشیوں میں ڈھل گئی لیکن میرہ کو وہ صاف سنائی دے رہی تھی۔"

لیکن میں تو یہاں پر ہوں آپکے سامنے" لڑکی نے الجھن آمیز نظروں سے پروفیسر کو دیکھتے جواب دیا۔"

ہاں میں جانتاہوں تم یہی ہو اور مجھے سن رہی ہو!" پروفیسر نے اب اس شیلف کی جانب دیکھتے پر اسرار لہجے میں کہا تھا جیسے شیلف کے " پیچھے چھپے وجود کو سنایا گیا ہو۔

ہاں میں جانتاہوں تم یہی ہو اور مجھے سن رہی ہو!" پروفیسر نے اب اس شیلف کی جانب دیکھتے پر اسرار لہجے میں کہا تھا جیسے شیلف کے " پیچھے چھپے وجود کو سنایا گیا ہو۔

آپ نے بتایا نہیں پروفیسر! ہم اسے کہاں چھپائیں گے؟" وہ لڑکی سوال پوچھ رہی تھی جسکی پشت میرہ کی جانب تھی۔ میرہ اسکا چہرہ " نہیں دیکھ پائی تھی۔

"!کوئی بہت ہی محفوظ جگہ، جسکا کسی کو علم نہ ہو جہاں کوئی آتا جاتا نہ ہو"

ایسی ایک جگہ ہے میرے ذہن میں!" لڑکی نے کچھ دیر سوچنے کے بعد بتایا۔ "

کونسی جگہ؟" پروفیسر نے رازداری کے عالم میں پوچھا۔ "

آپ چلیں میرے ساتھ پروفیسر! میں نہیں چاہتی ہمیں دیر ہو۔۔" وہ اب اپنی جگہ سے اٹھ چکی تھی۔ میرہ نے شیلف کے پیچھے سے " جھانک کر دیکھا تو لڑکی کو دیکھ کر اسکی حیرت سے پھٹنے والی ہو گئیں۔ وہ تو وہی پیانو بجانے والی لڑکی تھی جسکی شکل میرہ سے بہت ملتی تھی۔ وہ دونوں اب باتیں کرتے اسکی جانب بڑھ رہے تھے۔ میرہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر جیسے اپنے سانسوں کی آواز کو بھی روکا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی اسکے وہاں آنے کی خبر ہو کسی کو۔

جیسے ہی وہ لوگ دروازے کے قریب پہنچے میرہ کھسک کر دوسری جانب ہوئی اور بالکل ساکت ہو گئی۔ پروفیسر نے وہاں رک کر شیلف کی جانب دیکھا۔ انکے ہاتھ میں کپڑے میں چھپی بڑی سی کوئی چیز تھی جسے انہوں ے بغل میں دبا رکھا تھا۔

کیا ہوا پروفیسر؟" لڑکی نے انہیں رکتے دیکھ پوچھا۔ "

کچھ نہیں میں کہہ رہا تھا کہ ہر چیز پر دھیان رکھو۔ جو جیسا نظر آرہا ہو لازمی نہیں ویسا ہی ہو۔۔!" انہوں نے شیلف کی جانب دیکھ کر عجیب نظروں سے کہا تھا یوں جیسے میرہ کو سنایا گیا ہو۔

پھر وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔ جیسے ہی وہ دروازے کے پار گئے اور دروازہ بند ہوا میرہ فٹافٹ شلیف کے پیچھے سے نکلی اور دروازے کی جانب بڑھی۔ جیسے ہی اس نے دروازہ کھولا تو باہر کا منظر بدلا ہوا تھا۔ باہر کوئی راہداری نہیں تھی جسے پہلے تھی جب وہ یہاں آئی تھی۔ یہ تو کوئی بڑا سا ہال نما کمرہ تھا۔ اس نے چاروں طرف نظریں دوڑائیں تو ان دونوں کو ایک جانب جاتے دیکھا وہ ایک دروازہ تھا جسے اب لڑکی کھول رہی تھی اور اسکے ہاتھ میں ایک لالٹین جل رہی تھی۔ دروازہ کھلتے ہی نیچے سیڑھیاں تھیں یعنی وہ کسی تہہ خانے میں جارہے تھے۔ جب وہ دونوں وہاں غائب ہوگئے تو میرہ نے بھی دروازہ کی جانب بڑھنا شروع کیا۔ حیرت انگیز طور پر اس دروازے کی جگہ اب تصویر لٹکی تھی ایک بڑی سی تصویر۔۔۔ اسی لڑکی کی تصویر جسکی شکل میرہ سے ملتی تھی اور اس تصویر کے پار دروازہ تھا۔ جیسے ہی میرہ اس تصویر کے پاس پہنچی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر تصویر کو سرکایا اور دروازہ کھولا تو کسی اژدھے کی مانند آگ کا گولا اسکے جسم سے ٹکرایا۔ نیچے تہہ خانے میں آگ لگی تھی۔ چیخنے چلانے کی آوازیں ابھر رہی تھیں میرہ کو اپنا جسم اس آگ میں جلتا محسوس ہوا۔ وہ پوری وقت سے چلائی اور پھر ایک جھٹکے سے اس بیٹھی۔

حازم۔۔!" اسے دیکھ کر حائنہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں لیکن اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتی، وہ فضا میں قائم کسی ان دیکھی شیشے کی دیوار سے ٹکرا گئی جسکے پار حازم کھڑا تھا۔ ان دونوں کے درمیان میں ایک دیوار تھی جو دونوں کو الگ رکھے ہوئے تھی۔

دھیان سے ہنی!" اسے شیشے کی دیوار سے ٹکراتے دیکھ کر حازم بھی اسکی جانب لپکا تھا۔ وہ اب آنکھیں پھاڑے اس ان دیکھی دیوار پر ہاتھ جمائے حازم کو دیکھ رہی تھی۔ نا جانے اسکی عمر کتنے سال کتنی صدیاں تھیں لیکن وہ بالکل نوجوان لگتا تھا۔ حائنہ کو لگتا تھا اسکی عمر بڑھ رہی تھی جبکہ وہ آج بھی ویسا ہی تھا جیسے وقت اسکو چھو کر نہیں گزرتا تھا۔

"یہ سب کک۔۔ کیا ہے؟ اور تم کہاں تھے حازم؟" حائنہ رو دی تھی۔ اس نے کتنے سالوں بعد حازم کو دیکھا تھا۔ آج وہ ملنے آیا بھی تھا تو کیسے؟

"میں تو ہمیشہ سے تمہارے پاس رہا ہوں ہنی! کبھی دور نہیں ہوا" اس نے شیشے کی دیوار پر حائنہ کے ہاتھوں مقابل ہاتھ رکھتے کہا تھا۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اسکے ہاتھ رکھتے ہی وہ شیشے کی دیوار واضح ہو گئی تھی۔

"میں نے بہت مس کیا تمہیں!" وہ اب بتا رہی تھی۔

"جانتا ہوں! لیکن تم اب میری بات غور سے سنو میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔۔" حازم نے کہنا شروع کیا۔

ہوا کچھ یوں تھا کہ حازم کے باپ کو جو قوم کا سردار اور بادشاہ تھا کچھ اپنوں نے مل کر اسے دھوکے سے قتل کر دیا تھا تاکہ وہ خود بادشاہ بن سکیں۔ میڈیمز کی دنیا میں آج کل افراتفری پھیلی تھی۔ وہ ایک رحم دل سردار تھا۔ جو حازم کے وفادار تھے انہوں نے حازم کو قید سے نکالا تھا وہ اسے بادشاہ بنانا چاہتے تھے اس سے پہلے کہ ظالم لوگوں کی انکی دنیا پر حکومت ہوتی۔

حازم کو اب ان لوگوں کے خلاف جنہوں نے اپنی ایک فوج بنالی تھی جنگ کر کے اپنا تخت واپس لینا تھا۔ اپنے باپ کا عہدہ جو اب اسکا تھا اسے حاصل کرنا تھا۔ کوئی اور وقت ہوتا تو وہ اس عہدے کو کبھی نہ لیتا لیکن چونکہ اسکے باپ کو قتل کر دیا گیا تھا اسے اب بدلا لینا تھا۔ وہ آخری بار اس سے ملنے آیا تھا۔ کیونکہ میڈیم کی دنیا کا سردار بننے کے بعد اسکا رابطہ ہمیشہ کیلئے انسانی دنیا سے ختم ہو جاتا۔ پھر وہ کبھی انسانی دنیا میں داخل نہ ہو پاتا۔

"مجھے لڑنا ہے حائنہ اپنی قوم کی بقا کیلئے!" وہ بھیگے لہجے میں بتا رہا تھا۔ اور حائنہ تو جیسے ساکت تھی۔ وہ اس سے ملنے بھی آیا تھا تو آخری بار! کتنا ظلم تھا۔

"انکبور ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا، وہ تمہارا خیال رکھے گا۔ میں یہ جنگ جیت جاؤں پھر انسانوں کا اپنی دنیا میں داخل ہونے کا ایک دروازہ کھولوں گا پھر جب تمہارا دل چاہے گا تم مجھ سے ملنے آسکو گی۔" وہ اسے تسلی دے رہا تھا۔

ابھی مجھے جانا ہو گا۔ میں نہیں جانتا یہ جنگ کب تک چلے گی، اس میں فاتح کون ہو گا لیکن یاد رکھنا انکبور تمہارا ہے وہ تمہاری ہر ممکن " مدد کرے گا۔ تم ہمیشہ لوگوں کے کام آنا اگر تم اپنی طاقت کا غلط استعمال کرو گی تو یہ ختم ہوتی جائے گی۔۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا اور حائنہ کی آنکھوں میں نمی ابھرتی جارہی تھی جو ہر چیز کو دھندلا کر رہی تھی یہاں تک کہ حازم کے عکس کو بھی۔۔

کک کیا ہوا؟" میرہ کی چیخ سن کر، کیچپ کا پیکٹ ہاتھ میں پکڑے انکبور اچھلا تھا۔ اسے حائنہ نے میرہ کی پہرے داری اور حفاظت " کیلئے رکھا تھا۔ وہ اسکے کمرے میں کب سے بیڈ کے قریب بیٹھا اسکے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اسے اچھی لگتی تھی ابھی کچھ دیر پہلے وہ کیچپ کا پیکٹ اٹھا کر اسے کھانے میں مگن ہوا تھا جب میرہ کی چیخ نے اسے بوکھلا کر رکھ دیا۔ پہلے پہل جب میرہ نے اسے دیکھا تو ڈر گئی تھی لیکن اب اسے عادت ہو گئی تھی۔

کک۔۔ کچھ نہیں۔۔!" میرہ نے خود پر قابو پاتے کہا۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا جو اس نے دیکھا وہ خواب تھا یا حقیقت؟"

مجھے حائنہ سے بات کرنی ہے!" وہ ایک جھٹکے سے بیڈ سے اتری۔"

آپ مالکن کے کمرے میں نہیں جاسکتیں۔!" انکبور اسکے راستے میں آیا۔"

کیا مطلب؟" میرہ حیران ہوئی۔"

مم میرا مطلب میں خود انہیں بلا کر لاتا ہوں۔۔!" انکبور گڑبڑایا۔ اور پھر وہ پلک جھپکتے حائنہ کے کمرے میں موجود تھا جو ہاتھ میں " پکڑے ایک چھوٹے سے خنجر کو دیکھ کر آنسو بہا رہی تھی جو اسے حازم دے کر گیا تھا۔

"!مالکن جلدی چلیے میرہ بی بی آپکو بلا رہی ہے"

انکبور کی بات سن کر میرہ نے نم آنکھوں کو صاف کیا اور اس خنجر کو دراز میں رکھتے کمرے سے باہر نکل گئی۔

"اسکامطلب ہے تم وقت کاسفر طے کر کے پیچھے گئی تھی یہ دیکھنے کہ ماضی میں کیاہوا تھا۔ گریٹ! اس خواب نے ہمارے کام کو آسان کر دیاہے اب ہمیں اس کتاب کوڈھونڈناہو گا۔۔" حائنہ کے چہرے پر عجیب سی چمک تھی۔

"مجھے سمجھ نہیں آتاکہ وہ ل-ڑکی کون ہے اور وہ پروفیسر؟" میرہ کے چہرے پر الجھن واضح تھی۔

"تم نے کہا کہ دروازہ اس تصویر کے پیچھے چھپا تھا۔۔ میرہ وہ تصویر کس کی تھی؟"حائنہ کے ذہن میں جھماکہ ہوا تھا۔

"ہاں وہ تصویر اسی لڑکی کی تھی جو مجھے دکھائی دی۔۔!"میرہ نے بتایا۔

"اسکامطلب ہے وہ کتاب اسی محل میں ہے!"حائنہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم کیسے کہہ سکتی ہو؟"میرہ نے حیرانی سے پوچھا۔

"غور کرو میرہ تمہیں خود ہی پتہ چل جائے گا۔ اس محل میں جو تہہ خانہ ہے اس میں بھی اسی لڑکی کی تصویریں لگی ہیں۔ تم نے دیکھاوہ لوگ تہہ خانے میں گئے تھے اور وہاں کوئی حادثہ ہوا تھا اور جتنا مجھے معلوم ہے وہ لڑکی اسی تہہ خانے میں قید ہے جہاں تم دوبار جاچکی ہو۔۔"

"لیکن وہ کوئی اور دروازہ تھاوہ جگہ کوئی اور تھی۔۔"میرہ نے اپنے خواب پر زور دے کر یاد کرتے بتایا۔

"توبات صاف ہے۔ محل میں تہہ خانے تک جانے کے اور بھی راستے ہونگے!"حائنہ کی آنکھیں چمک رہی تھیں وہ لوگ ایک اور راز پانے کے قریب تھے۔

"مجھے امید ہے رام ناتھ تم ہم سے جھوٹ نہیں بولوگے۔۔"وہ دونوں اب رام ناتھ کے سامنے موجود تھیں۔

ہمیں میرہ کی جان بچانی ہے رام ناتھ! اس سے پہلے کے ریحان اس کتاب تک پہنچے ہمیں وہ کتاب ڈھونڈنی ہو گی اور اس میں تم ہی" ہماری مدد کر سکتے ہو!" حائنہ نے کسی حد تک رام ناتھ کو اعتماد میں لیا تھا۔ وہ اچھا رازدار تھا اور رام ناتھ نے کچھ سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

یہ مالک کا کمرہ ہے! یہاں ان کے علاوہ کوئی نہیں آتا جاتا۔۔ مجھے ایک دو بار انہوں نے بلایا تھا۔ وہ مجھ پر اعتبار کرتے ہیں۔۔!" رام" ناتھ نے مکیش سنگھ کے کمرے کا دروازہ کھولتے بتایا۔ اب وہ لوگ کمرے میں موجود تھا۔ وہ ایک عالیشان کمرہ تھا۔

مجھے کبھی معلوم نہ ہوتا کہ اس محل میں تہہ خانہ بھی ہے اگر اس روز مالک مجھے اس تہہ خانے میں نہ لے کر جاتے۔۔!" رام ناتھ نے" اب آگے بڑھ کر ایک شیلف کو ہٹایا تو اسکے پیچھے سے ایک دروازہ بر آمد ہوا۔ اب رام ناتھ جھک کر اسکا تالا کھول رہا تھا۔ اسکے ہاتھ میں چابیوں کا گچھا تھا۔ کلک کی آواز سے تالا کھولا اور وہ تینوں بلکہ انکبور جو نظر نہیں آ رہا تھا اس دروازے سے ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں داخل ہو گئے۔

ہاں یہی کمرہ تھا وہ۔۔!" میرہ نے جھٹ سے کہا۔ ہال کی دیواروں پر چاروں طرف بڑی بڑی سی تصویریں لگی تھیں جنہیں دیکھ کر میرہ" حیران رہ گئی تھی۔ تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ وہ لک بھک اسکی ہی تصویریں تھیں۔

مالک کا مجھے صبح مجھے فون آیا تھا کہ دھیان رہنا کل پورے چاند کی رات ہے اس سے پہلے کوئی تہہ خانے میں نہ جانے پائے۔۔" رام" اور جب میں نے پہلی بار میرہ بی بی کو دیکھا تو میں سمجھ گیا تھا کہ یقیناً کوئی راز کھلنے والا" ناتھ آگے بڑھ کر ایک تصویر کو ہٹاتے کہا۔ ہے۔۔!" اب انکے سامنے تہہ خانے کی سیڑھیاں تھی۔

وہ چاروں نیچے اترے۔ یہ تہہ خانے کا وہ حصہ نہیں تھا جہاں پیانو رکھا تھا بلکہ یہ کوئی اور حصہ تھا یقیناً کوئی اسٹڈی روم۔

یہاں پرانے زمانے کے طبیبوں کی کتابیں رکھی ہوتی تھیں جن میں کارآمد نسخے لکھے ہوتے تھے انکے تاکہ کوئی چرا نہ لے۔۔!" رام" ناتھ بتا رہا تھا۔ وہ محل اور اسکے ماضی کے بارے میں بہت کچھ جانتا تھا۔

اتنی ساری کتابیں! ہم اس کتاب کو کہاں ڈھونڈیں گے؟" میرہ نے کتابوں کے بھرے شیلفوں کی جانب دیکھ کر کہا۔ وہاں واقعی بہت " سی کتابیں تھی۔ حائنہ نے ہاتھ میں پکڑی مشعل کو جو اس نے مکیش سنگھ کمرے سے اٹھائی تھی ایک جانب رکھا۔ رام ناتھ نے بتایا تھا تہہ خانے میں بجلی کا انتظام نہیں تھا۔

اب وہ چاروں طرف طائرانہ نظروں سے دیکھ رہی۔ ہر شیلف پر نمبر لکھا تھا۔ اچانک اسکے ذہن جھماکہ ہوا۔

انیس بیس کے الٹے فرق کے درمیان تمہیں بہت کچھ مل جائے گا۔۔!" حازم نے جاتے ہوئے اس سے یہ بات کہی تھی۔ حائنہ نے " مشعل اٹھائی اور پرجوش لہجے میں کہا۔ "ہمیں بیس نمبر شیلف ڈھونڈنا ہوگا۔۔!" وہ مشعل اٹھائے تیزی سے شیلفوں پر لگے نمبر چیک کر رہی تھی۔ وہاں اندھیرا بہت زیادہ تھا۔ میرہ نے اسکے پیچھے چلنا چاہا اور تب اسکا پاؤں زمین پر پڑی کسی چیز سے ٹکرا گیا۔ وہ ایک ٹارچ یہ یہاں کیسے آئی؟" اس نے سوچا اور پھر کندھے اچکا کر بیس نمبر شیلف ڈھونڈنا" تھی۔ میرہ نے اسے اٹھا کر جلایا تو وہ جل اٹھی۔ شروع کر دیا۔

یہ رہا بیس نمبر شیلف۔۔!" میرہ کی آواز پر حائنہ کو جیسے جھٹکا لگا وہ بھاگتے ہوئے اسکے قریب آئی۔ وہ شیلف باقیوں کی نسبت بڑا تھا اور" اس میں بسبتاً پرانی کتابیں رکھی تھیں۔

اس میں تو بہت سی کتابیں ہیں حائنہ اب ہم اپنی مطلوبہ کتاب کیسے ڈھونڈیں گے؟" میرہ نے کتابوں کے انبار کو دیکھتے کہا۔ "

کا الٹ 02۔۔" حائنہ نے ذہن پر زور ڈالا۔ "ہمیں کتاب نمبر 02 چاہیے!" حائنہ نے پرجوش لہجے میں کہا اور کتابوں کے نمبر "20 چیک کرنے لگ گئی۔ عجیب طور اس شیلف میں کتابیں ترتیب سے نہیں رکھی گئی تھیں۔

مل گئی۔۔!" بالآخر اسے وہ موٹی سی کتاب مل گئی تھی جسکی جلد کافی موٹی اور عجیب تھی۔ جیسے ہی حائنہ نے کتاب کو چھوا اسے زور سے " جھٹکا لگا تھا۔ کتاب اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے جا گری تھی۔ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ کتاب اٹھائی اور دروازے کی جانب بڑھی۔

جلدی چلو ہمیں یہاں سے نکلنا ہے!" اس سے پہلے کہ وہ لوگ دروازے کی جانب بڑھتے دروازہ خود بخود بند گیا۔ "

آپ اس کتاب کو یہاں سے باہر نہیں لے جا سکتیں۔۔!" رام ناتھ نے زرد پڑتے چہرے کے ساتھ کہا۔ "ہمیں یہاں سے نکلنا ہوگا " "!ہمارے پاس وقت کم ہے

ان تینوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔ انکبور چوکنا کھڑا تھا۔ اسکی عقابی نظریں چاروں طرف کا جائزہ لے رہی تھیں۔

اسکا مطلب ہمیں اسے یہیں پر پڑھنا ہوگا۔۔!" میرہ نے کہا۔ "لیکن ہم اس میں سے ڈھونڈ کیا رہے ہیں؟ اتنی موٹی کتاب ہے یہ تو " جلد پڑھی نہیں جانی!" وہ خوزدہ تھی۔

میں جانتی ہوں ہمیں اس میں سے کیا چاہیے!" حائنہ نے پر اسرار لہجے میں کہا اور ایک گہرہ سانس لیتے ہوئے کتاب کی جلد کو کھولا۔ " کتاب کھولتے ہی ایک خوفناک سی آواز پھیل گئی۔ میرہ اور رام ناتھ نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ کر اس آواز سے بچنے کی کوشش کی۔

کا الٹ 91 ہے یعنی صفحہ نمبر 91۔۔" حائنہ نے بڑبڑاتے ہوئے کتاب کے صفحے آگے کو پلٹے۔ اس کتاب سے عجیب سی بو آ رہی "19 تھی۔ وہ تیزی سے پنے پلٹ رہی تھی جب اسکے ہاتھ ساکت ہوئے۔ اکانوے سے پہلے کتاب کے بہت سے صفحے غائب تھے۔

ایسا کیسا ہو سکتا ہے؟ وہ ساکت ہوئی۔ آنکھیں خوف سے پھیلنے کو تیار تھیں۔ "کیا ہوا؟" میرہ نے اسکے وحشت زدہ چہرے کی جانب دیکھتے پوچھا۔

ہم سے پہلے بھی کوئی یہاں آیا تھا۔ وہ کتاب کے کچھ صفحے چرا کر لے گیا ہے۔۔!" حائنہ نے میرہ کے ہاتھ میں پکڑی ٹارچ کی جانب " دیکھتے کہا۔ جو بھی آیا تھا وہ ٹارچ وہیں بھول گیا تھا۔ لیکن انکی خوش قسمتی تھی جو کتاب کے اکانوے سے آگے کے صفحے بالکل سلامت تھے۔

ریحان۔۔!" وہ دونوں بیک وقت بڑبڑائی تھیں۔ میرہ کی آنکھوں میں خوف ابھرا۔ اسے دکھ ہوا تھا۔ ناجانے ریحان یہ سب کیوں کر " رہا تھا؟

جلدی کریں میرہ بی بی ہمارے پاس وقت نہیں ہے!" رام ناتھ ڈرا ہوا تھا۔ یوں جیسے اس پرانی لائبریری میں رکھے شیلفوں کے پیچھے " سے ابھی کوئی چیز نکل کر آئے گی اور اسے گردن سے دبوچ لے گی۔

انکبور!" حائنہ نے انکبور کی جانب دیکھا تھا۔ اور انکبور اثبات سر ہلا کر آگے بڑھا۔ "

اب وہ کتاب کو میز پر رکھے ہوئے تھا۔ بایاں ہاتھ ہوا میں لہرا کر اس نے ایک بڑی سی کاغذ کی صاف شیٹ بنائی اور دائیں ہاتھ کو وہ کتاب کے اوپر لہرا رہا تھا۔ جو کتاب پر لکھا تھا اب وہ اس شیٹ پر اتر رہا تھا۔ یوں جیسے کاپی ہو رہا ہو۔

بس ہو گیا کام!" مطلوبہ صفحہ تک پہنچنے کے بعد حائنہ نے کہا اور کتاب اٹھا کر واپس رکھی۔ اس نے کچھ پڑھ کر کتاب پر پھونکا اور پھر وہ " سب آگے پیچھے اس دروازے کی جانب بڑھ گئے جس سے وہ وہاں داخل ہوئے تھے۔

بس ہو گیا کام!" مطلوبہ صفحہ تک پہنچنے کے بعد حائنہ نے کہا اور کتاب اٹھا کر واپس رکھی۔ اس نے کچھ پڑھ کر کتاب پر پھونکا اور پھر " وہ سب آگے پیچھے اس دروازے کی جانب بڑھ گئے جس سے وہ وہاں داخل ہوئے تھے۔ وہ جلدی سے دروازے سے باہر نکلے تھے۔ سب سے آخر میں میرہ تھی۔ دروازہ بند ہونے سے پہلے جیسے ہی اس نے پلٹ کر دیکھا تو، اسی شیلف کے پاس جسکے اندر وہ کتاب تھی،

پروفیسر کو کھڑے پایا۔ وہی پروفیسر جسے اس نے کتاب میں دیکھا تھا وہ اسے چمکتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اسکے ہونٹوں پر ہلکی پراسرار سی مسکراہٹ تھی۔ اس سے پہلے میرہ حائنہ کو بتاتی دروازہ خود بخود جھٹکے سے بند ہو گیا۔

"صرف اور صرف آج کا دن ہے ہمارے پاس۔ ہمیں جو بھی کرنا ہے آج ہی کرنا ہو گا!" قد آدم کھڑکیوں سے چھن کر آتی روشنی کو دیکھتے حائنہ نے اپنے پاس صوفے پر بیٹھی میرہ سے کہا تھا۔ اسکا ذہن ابھی تک کتاب میں الجھا تھا۔ وہ روشنی کے ذرات میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی کچھ تھا جو اسے الجھا رہا تھا۔ کیا تھا وہ؟ ریحان! ہاں ریحان! وہ عجیب تھا۔ کیا وہ تہہ خانے کی لائبریری میں اپنی ٹارچ بھول آیا تھا یہ؟ اور کتاب کے پھٹے صفحوں میں سے ایک صفحہ۔۔ وہ مزید سوچ نہ پائی جب میرہ نے ہولے سے اسے پکارہ۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ ہے جس سے ہم ماضی میں یہاں کیا ہوا تھا وہ جان سکیں؟" وہ ہولے سے بڑبڑائی تھی۔ بظاہر وہ دونوں سب کے سامنے تھیں لیکن دونوں کے ذہن کہیں اور الجھے تھے۔ ریحان کچن میں تھا۔ وہ آج اپنے ہاتھوں سے ناشتہ بنانا چاہتا تھا اور وہ اسی کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ ریحان کو دیکھ کر میرہ کو ایک بہترین اداکار کا خیال ذہن میں آتا تھا۔ کس قدر اداکاری سے وہ شخص ہر روپ نبھا رہا تھا۔

"ہاں۔۔ ایک طریقہ ہے لیکن تھوڑا خطرناک ہے!" حائنہ نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ یہ معاملہ ایک معمے کی مانند تھا۔ یوں جیسے حائنہ کو اس معاملے میں وقت کا سفر طے کرنے کی اجازت نہ ہو! وہ ماضی کی کچھ جھلکیوں کے علاوہ کچھ نہ دیکھ سکتی تھی اور نہ جان سکتی تھی۔

"وہ کیا ہے؟" میرہ نے تجسس سے پوچھا۔

"ناشتے کے بعد بتاتی ہوں!" حائنہ نے ہولے سے جواب دیا تو میرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

میرہ!"وہ ناشتے کے بعد حائنہ کے ساتھ اسکے کمرے میں جارہی تھی جب ریحان نے اسے پکارہ۔ اس نے ناشتہ اچھا بنایا تھا۔ اسکے " ہاتھ میں کسی ماہر شیف کی مانند ذائقہ تھا۔ آج کل صلہ اور ذینیہ آپی بھی حائنہ اور میرہ کو سر جوڑے دیکھ کر حیران ہوتی تھیں لیکن انکے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ محل میں سکون تھا۔

جی!"میرہ نے دھڑکتے دل کے ساتھ جواب دیا۔ وہ اب ریحان سے حد درجہ دور رہنے کی کوشش کرتی تھی۔ "

میرے ساتھ باہر چلو گی؟ میں چاہتا ہوں تمہارے ساتھ انگلینڈ گھوموں۔۔"ریحان نے نرم لہجے میں کہا تھا۔ اسکی آنکھوں میں " مقناطیسی چمک تھی۔ اس نے ایک نظر ریحان کو دیکھا اور پھر نظریں جھکا لیں۔

"میرا دل نہیں کر رہا۔۔"

پلیز۔۔!!"ریحان نے التجا کی۔ میرہ نے بے ساختہ حائنہ کی طرف دیکھا تھا جس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔"

ٹھیک ہے لیکن زیادہ دیر نہیں بس ایک گھنٹے کیلیئے!"میرہ نے شرط رکھی تھی۔ اسکی بات سن کر ریحان کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔ "

ٹھیک ہے!"وہ دل سے مسکرایا۔ "

میں تیار ہو کر آتی ہوں"میرہ اسے الجھن زدہ آنکھوں سے دیکھتی اوپر جاچکی تھی۔ "

تمہیں سوئمنگ نہیں آتی تم اپنا سانس بند نہیں کر سکتی اور ہمارے پاس صرف یہی ایک طریقہ ہے پیچھے جانے کا۔ خیر تم ریحان کے " ساتھ جاؤ میں خود کچھ کرتی ہوں۔۔!"حائنہ کے چہرے پر پریشانی پھیلی تھی۔ وہ اتنا جان گئی تھی انکے پاس وقت کم تھا۔

اگر اس نے مجھے نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو؟"جانے کیوں میرہ ڈر رہی تھی۔ "

نہیں کچھ نہیں ہو گا تمہیں انکبور تمہارے ساتھ ہو گا!"حائنہ نے اسکا ہاتھ تھامتے ہوئے حوصلہ دیا۔ جبکہ میرہ گہرا سانس فضا میں " خارج کرتے ہوئے کمرے سے نکل گئی۔ اسکے ساتھ ہی انکبور بھی گیا تھا۔

انکے جانے کے بعد حائنہ نے وہ کاغذ نکالا جس پر انہوں نے کتاب سے الفاظ اتارے تھے۔

اور اس رات جب نیلگوں"

روشنی پھیلی ہو

ایک آنکھ والے خنجر سے

اس پر وار کرنا ہے!!!"

وہاں حائنہ کو اپنے کام کی ایک چیز مل گئی تھی۔

پھر اس نے آنکھیں بند کیں اور اپنے آپکو اسی لائبریری میں کتاب کے ساتھ پایا۔ سب اسکے ساتھ تھے اور وہ اس صفحے کو پڑھ رہی تھی جو شاید ریحان پھاڑنا بھول گیا تھا۔ اس میں وقت کا سفر طے کرنے کا یا ماضی میں جو ہوا اسے دیکھنے کا طریقہ لکھا تھا۔ حائنہ نے وہ طریقہ ازبر کیا اور آنکھیں کھول دیں۔

کیا واقعی ریحان وہ صفحہ پھاڑنا بھول گیا تھا یا۔۔۔؟" یہ چیز اسے الجھا رہی تھی۔ پھر اس نے سر جھٹک کر اپنے کمرے کے سارے " کھڑکی دروازے اچھے سے بند کیے اور باتھ روم کی طرف آ گئی۔ وہاں باتھ ٹب رکھا تھا۔ حائنہ نے اپنا کوٹ اتارا۔ ایک موٹے مارکر کی مدد سے باتھ ٹب کے ارد گرد گول دائرہ بنایا۔ پھر اس نے باتھ ٹب کو ٹھنڈے پانی سے بھر دیا۔ یہ سب کرتے ہوئے اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

پھر اس نے کمرے سے پھلوں کی پلیٹ میں رکھی چھری اٹھائی اور واپس باتھ روم میں آ گئی۔ اب اس نے زیر لب کچھ الفاظ دہرائے جو اسی کتاب میں لکھے تھے اور دھڑکتے دل کے ساتھ ٹب میں پاؤں رکھ دیا۔ اسکے دائیں ہاتھ میں وہ چھری تھی جسے اس نے مضبوطی سے تھام رکھا تھا۔ ویسے یہ دو لوگوں کا کام تھا جو وہ اکیلے کرنے جا رہی تھی۔ اسے ایک کو ٹب میں لٹانا تھا جسے ماضی میں بھیجنا تھا جبکہ خود ٹب سے باہر اسکا ہاتھ تھام کر وہ منتر نما الفاظ دہرانے تھے جو اس نے کتاب میں پڑھے تھے جبکہ اس دوران آج کی دنیا سے رابطہ جوڑے

رکھنے کیلئے ان دونوں کا ہاتھ تھامے رکھنا ضروری تھا لیکن اب وہ یہ کام اکیلے کر رہی تھی۔ اس میں بہت خطرہ تھا۔ اگر ماضی کی دنیا میں اسے کچھ ہو جاتا تو وہ کبھی واپس نہ آپاتی۔

"جب بھی کوئی مشکل ہو یا مشکل کام کرنا ہو ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا اکیلے مت کود جانا۔۔!" اسے دانش کے الفاظ یاد آئے اور پھر وہ گہرا سانس لیتے ہوئے ٹب میں لیٹ گئی۔ اس نے اپنا چہرہ پانی کی سطح سے نیچے کیا اور سانس بند کرتے آنکھیں میچ لیں۔

تین سو سال پہلے؛

یہ محل جو آج مکیش سنگھ کے پاس تھا یہ جیمس ایبٹ کا تھا۔ جسکا فوج میں ایک اعلیٰ عہدہ تھا۔ اسکی ایک ہی بیٹی تھی۔ لیزا ایبٹ!! جو نہایت خوبصورت لڑکی تھی۔ جسکی ماں کا تعلق برصغیر سے تیار تھا۔ لیزا کے نین نقش ملے جلے تھے۔ وہ اپنے محل میں کسی شہزادی کی طرح رہتی تھی۔ اسکی زندگی پر سکون گزر رہی تھی۔ اس پر سکون بہتی ندی میں پہلا پتھر تب پڑا جب برکھا اس محل میں آئی۔

برکھا کو رنبیر سنگھ ایک نوکرانی کی حثیت سے اس محل میں لائے تھے۔ انگریزوں اور برصغیر کے رہنے والوں کے درمیان چلنے والی دشمنی کے باوجود جیمس اور رنبیر بہت اچھے دوست تھے۔

برکھا ایک پر کشش اور تیز طرار لڑکی تھی۔ لیزا کی ماں اسکے بچپن میں ہی اس دنیا سے کوچ کر گئی تھی۔ وہ نوکروں کی بڑی سے فوج کے درمیان محل میں کسی اداس شہزادی کی مانند رہتی تھی۔ یونیورسٹی جانا اور واپس آجانا، میوزک کلاس لینا بس اسکی زندگی میں یہی سب تھا۔ برکھا اسکی عمر تھی۔ لیزا کی جلد ہی برکھا سے دوستی ہو گئی۔ وہ اسے ہر گز ملازمہ نہیں سمجھتی تھی۔ اپنے کپڑے اسے پہننے کو دیتی، اپنے ساتھ میوزک کلاس لینے لے جاتی۔۔ غرض کہ وہ اسے اپنی بہنوں کی طرح پیار کرنے لگی تھی۔

لیزا کا ایک پروفیسر تھا ایلس! جو روحانی علوم میں ماہر تھا۔ جو زیادہ پیلس کے تہہ خانے میں موجود لائبریری میں پایا جاتا تھا۔ پروفیسر ایلس کبھی سفید تو کبھی سیاہ رنگ کا گاؤن پہنے ہوتا تھا۔ لیزا پروفیسر ایلس کی بہترین اسٹوڈنٹ تھی۔

لیزا کو دیکھ کر اسکے جیسا بننے اور اسکے زندگی گزارنے کی طلب برکھا میں بڑھتی گئی۔ جتنا لیزا برکھا کو اعلیٰ رتبہ دے رہی تھی اتنا ہی برکھا کے اندر جلن کا مادہ بڑھتا جا رہا تھا۔ اب وہ لیزا سے خار کھانے لگی تھی۔ وہ خوبصورت تھی لیکن لیزا کی طرح پرکشش اور اسکے جیسی ادا برکھا کے پاس نہیں تھی۔ وہ پڑھی لکھی نہیں تھی۔ وہ اسکے جیسے پیانو نہیں بجا سکتی تھی۔ اس کہانی میں موڑ تب آیا جب ریحان البرڈ کہانی میں داخل ہوا۔ جیمس ایبٹ نے ریحان البرڈ کو اپنی اکلوتی بیٹی کے ڈرائیور کے طور پر رکھا تھا کیونکہ ان دنوں سیاہ فام لوگوں نے گوروں کے خلاف محاذ کھولے ہوئے تھے۔ اپنی بیٹی کی حفاظت کیلئے انہوں نے ریحان کو رکھا تھا جو ایک دلکش انسان تھا۔ اسے پہلی ہی نظر میں لیزا پسند آگئی تھی۔

جبکہ دوسری جانب برکھا کو ریحان پسند آگیا تھا۔ اسکا رکھ رکھاؤ اور انداز برکھا کو بری طرح پاگل کر گیا تھا۔ وقت گزرتا گیا اور لیزا اور ریحان میں فاصلے سمٹتے گئے وہ دونوں ایک دوسرے سے شدید محبت کرنے لگے تھے۔ جس دن برکھا ریحان سے اپنی محبت کا اظہار کرنے والی تھی اسی روز اسے ریحان اور لیزا کی محبت کا پتا چل گیا۔ وہ دونوں بارش میں ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے عہد و پیماں کر رہے تھے۔ یہ منظر دیکھ برکھا بری طرح جل گئی۔ وہ ان دونوں سے کچھ فاصلے پر کھڑی بارش میں بھیگ نہیں بلکہ جل رہی تھی۔

میں نے تم سے زیادہ حسین لڑکی اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔۔!!" ریحان نے لیزا کے بھیگے چہرے پر چپکی گھنگریالے بالوں کی لٹ کو" کان کے پیچھے اڑستے کہا۔

تبھی لیزا کی نظر برکھا پر پڑی۔ جسکی آنکھوں سے سیال مائع بہہ رہا تھا جو کھا جانے والی نظروں سے لیزا کو دیکھ رہی تھی۔

ارے برکھا ادھر آؤ! میں تمہیں بتانے ہی والی تھی۔۔!" لیزا ریحان سے ہاتھ چھڑاتی برکھا کی جانب بڑھی۔ جبکہ برکھا اپنی محبت میں" اتنی اندھی ہو چکی تھی کہ ان دونوں کی نزدیکیاں دیکھ ہی نہ پائی۔

وہ ایک جھٹکے سے مڑی اور وہاں سے بھاگتی چلی گئی۔ رات گئے تک وہ دونوں اسے ڈھونڈتے رہے تھے لیکن وہ اسے نہیں ملی۔

لیزا کو برکھا کے جانے کا بہت دکھ تھا۔ کتنے ہی دن وہ دکھی رہی اور پھر جیسے جیمس پیلس واپس لوٹے لیزا نے انہیں اپنے اور ریحان کے بارے میں بتا دیا۔

ریحان دراصل جیمس کے دوست میجر البرڈ کا بیٹا تھا۔ جسے انہوں نے جان بوجھ کر ڈرائیور بنا کر بھیجا تھا۔ وہ لیزا کے اس فیصلے سے خوش ہوئے اور ایک حسین شام میں ان دونوں کی منگنی کر دی گئی۔ راج محل جو کبھی لیزا پیلس کے نام سے مشہور تھا اس رات دلہن بنا ہوا تھا۔ سیاہ رنگ کا گاؤن پہنے لیزا شہزادی لگ رہی تھی۔ لیکن اسی رات محل میں عجیب حادثہ ہوا۔ کچن سے باورچی کی لاش برآمد ہوئی جسے کسی درندے نے نوچا ہوا تھا۔ محل جو خوشیوں کا گہوارہ تھا پل بھر میں خوف وہراس کی لپیٹ میں آ گیا۔

برکھا کا باپ ایک تانترک تھا جو کالے اور شیطانی علم کا ماہر تھا۔ برکھا ہمیشہ اس سے خفا رہتی تھی کہ اسکا علم کسی فائدے کا نہیں جو انہیں امیر نہ بنا سکا۔ جب برکھا واپس اپنے باپ کے پاس لوٹی تو اسکی بائیس سالوں پر مشتمل کڑی تپسیا مکمل ہو چکی تھی۔ اب وہ خود شیطان کا بڑا پیروکار بن چکا تھا۔ باپ نے اپنی بیٹی کے مسئلے کو زیادہ اہمیت نہیں دی۔ برکھا نے سنا تھا اگر شیطان کو کسی ایسے انسان کی قربانی یا بلی دی جائے جس نے شیطان کی لمبے عرصے تک تپسیا کی ہو تو قربانی دینے والے کو وہ ساری طاقتیں مل جاتی ہیں جو قربانی چڑھنے والے کے پاس ہوتی ہیں۔ اور ایک رات برکھا نے اپنے ہی باپ کو قربان کر دیا۔ اسے لیزا کی جگہ لینی تھی اور اسکے لئے وہ کچھ بھی کر سکتی تھی۔

تمہیں دیکھ کر ایسا کیوں لگتا ہے میرہ جیسے تمہارا اور میرا تعلق صدیوں پرانا ہو!!" وہ میرہ کے سامنے بیٹھا اپنی الجھن بیان کر رہا تھا۔ "

تعلق کتنا ہی پرانا کیوں نہ ہو لوگ دھوکا دے ہی جاتے ہیں۔۔!" وہ پھیکا سا مسکرائی تھی۔ ریحان اسکی بات پر چونکا تھا۔ "کیا وہ سب جان گئی تھی۔۔۔؟ نہیں۔" ریحان نے سر جھٹکا۔

تم اداس شہزادی کیوں بنی رہتی ہو؟" وہ آج اپنے دل میں اٹھتے ہر سوال کا جواب مانگ رہا تھا۔ "

خوش رہنے کہ وجہ ختم ہو چکی ہے!" میرہ نے کافی کے کپ پر انگلی پھیرتے گہرا سانس لے کر جواب دیا۔ "

تبھی ریحان نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکا ہاتھ تھاما۔ میرہ ایک پل کو لرزی تھی۔

میرا یقین کرو میں تمہیں کبھی دھوکا نہیں دوں گا بلکہ ہمیشہ خوش رہنے کی ہر وجہ کو ڈھونڈ کر لانے کی کوشش کروں گا۔۔!" وہ مان" سے کہہ رہا تھا۔ میرہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا اور جانچنے کی کوشش کی آیا وہ سچ کہہ رہا تھا یا نہیں؟ ریحان کی آنکھیں جو نرم گرم جذبات سے لبریز تھیں پل بھر کے اندر سرد پڑیں اور اس نے ایک جھٹکے سے میرہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔

میرے خیال سے اب ہمیں چلنا چاہیے!" وہ سرد و سپاٹ تاثرات لیے کہہ رہا تھا۔ اور میرہ بس اسکے بدلتے روپ کو دیکھ کر رہ گئی" تھی۔

شیطان کی پیروکار بننے کے بعد برکھا نے سب سے پہلے ایک ڈائن شکنتلا کو محل بھیجا جس نے ایک ملازم کا خون پی کر اپنی طاقت کو بحال کیا اور پھر آہستہ آہستہ سب بدلنے لگا۔ ریحان کا رویہ لیزا کے ساتھ عجیب ہوتا گیا۔ برکھا اسے اپنے وش میں کر رہی تھی۔ اس نے جادوئی علم سے ریحان کے دماغ کو مکمل طور پر اپنے کنٹرول میں کر لیا تھا۔ وہ لیزا سے دور ہو گیا تھا۔ انہی دنوں پروفیسر ایلس ایسی ہی کسی مخلوق پر کتاب لکھ رہے تھے جس میں انہوں اس مخلوق کے بارے میں سب لکھا تھا کہ اسے کیسے زندہ رکھا جا سکتا تھا اور کیسے ختم کیا جا سکتا تھا۔ برکھا کو جیسے ہی اس کتاب کا علم ہوا تو وہ اسکو پانے کی کوشش کرنے لگی۔ پروفیسر نے لیزا کے ساتھ مل کر کتاب کو لائبریری میں چھپا دیا تھا۔ اس کتاب تک ایسی کوئی بری مخلوق نہیں پہنچ سکتی تھی۔ اس روز ریحان آخری بار پیلس آیا تھا۔ لیزا تہہ خانے میں موجود اپنے پسندیدہ کمرے میں رکھے پیانو کو بجا رہی تھی جب تہہ خانے میں آگ لگ گئی۔ اور یہ آگ لگانے والا ریحان تھا۔ اور اس آگ میں لیزا اپنی جان دے گئی۔ دوسری جانب پروفیسر ایلس برکھا کو قید کرنے کا عمل کر رہے تھے۔ جیسے ہی لیزا کی موت ہوئی تو برکھا اپنی حویلی میں جسے اس نے جادو کے زور پر حاصل کیا تھا قید ہو کر رہ گئی۔ وہ اس کمرے سے کبھی باہر نہیں نکل سکتی تھی۔ جیسے ہی برکھا قید ہوئی تو ریحان اپنے حواس میں لوٹا اور یہ دیکھ کر وہ حیران رہ گیا کہ اس نے اپنے ہاتھوں سے لیزا کو مار ڈالا تھا۔ اسکے ایک ہاتھ میں مشعل تھی جبکہ دوسرے ہاتھ میں تیل۔۔ جو اس نے تہہ خانے کی سیڑھیوں سے لے کر باہر تک گرا کر آگ لگا دی تھی۔

یہ میں نے کیا کیا؟" وہ ہیجانی انداز میں چلایا تھا۔ مگر تب تک دیر ہو چکی تھی۔ یہ سب دیکھ کر حائنہ کو اپنے سینے میں درد کی ٹیس اٹھتی " محسوس ہوئی تھی۔ ریحان اب وہی تیل اپنے اوپر گرا رکھا تھا۔ مشعل اس نے دور رکھی تھی۔

ریحان!" وہ اسے روکنا چاہتی تھی جب ایک سایہ اسکی جانب بڑھا اور اس نے حائنہ کو دبوچ لیا۔ ٹب میں ساکت پڑے حائنہ کے " !وجود میں حرکت ہوئی تھی۔ وہ کسی چیز سے اپنے آپکو چھڑا رہی تھی۔ برکھا قید ہو گئی تھی لیکن شکنتلا آزاد تھی۔ برکھا کی غلام ڈائن

دانش آج صبح سے اب تک کافی مصروف رہا تھا۔ وہ ابھی اپنے آفس لوٹا تھا جب اس نے کرسی پر گرنے والے انداز میں بیٹھتے ہوئے موبائل نکالا، حائنہ کا میسج دیکھ کر وہ فوراً سیدھا ہوا۔

میں آج خطرناک سفر پر جا رہی ہوں۔ میں نہیں جانتی میری واپسی ہو گی یا نہیں لیکن اتنا یاد رکھنا المیرہ کو ہر حال میں بچانا ہے لیکن " کیسے؟ یہ تمہیں کچھ میرہ بتا دے گی اور کچھ میرے کوٹ کی جیبوں میں پڑے کاغذ کے وہ چند ٹکڑے۔۔ مجھے امید ہے میری بات کر "!یقین کیا جائے گا

حائنہ کا میسج پڑھ کر دانش کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور باہر کی جانب بھاگا۔

وہ طوفان کی طرح گاڑی چلاتا محل تک پہنچا تھا۔ بنا کسی سے پوچھے کسی سے بات کیے وہ حائنہ کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اسکے چہرے پر ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ جیسے ہی وہ حائنہ کے کمرے کے باہر پہنچا میرہ پہلے سے وہاں موجود تھی۔ وہ اسکا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔ ریحان اسے محل چھوڑ کر جانے کہاں چلا گیا تھا۔

حائنہ کہاں ہے؟" دانش نے خشک ہو چکے گلے کے ساتھ میرہ سے پوچھا۔ "

وہ اندر ہے اور دروازہ نہیں کھول رہی۔ مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا" میرہ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "

اورا نکبور؟" دانش اب دروازے کو کندھے سے ٹکر دیتے پوچھ رہا تھا۔ محل کے دروازے مضبوط تھے وہ ایسے نہیں ٹوٹ سکتے تھے۔ "

پتا نہیں محل تو میرے ساتھ آیا تھا اب جانے کہاں چلا گیا" میرہ نے جواب دیا۔ "

تم جاؤ رام ناتھ کو بلاؤ۔۔!" دانش نے چلا کر کہا اور میرہ رام ناتھ کو بلانے بھاگی جسکے پاس ہر کمرے کی چابی ہوتی تھی۔ دانش کو جانے " کیوں اپنا دل ڈوبتا محسوس ہو رہا تھا۔ وہ تیزی سے بالکونی کی جانب بھاگا۔ جہاں سے ایک کھڑکی میرہ کے کمرے میں کھلتی تھی۔ اب وہ اپنی گن نکال کر اسکے دستے سے کھڑکی کے شیشے پر وار کر رہا تھا۔ جیسے ہی شیشہ ٹوٹا اس نے ہاتھ اندر ڈال کر کھڑکی کی کنڈی گرائی اور اسے کھول کر اندر داخل ہوا۔

حائنہ کہاں ہو تم؟" اب وہ اسے ڈھونڈ رہا تھا۔ جیسے ہی باتھ روم میں پہنچا تو اسے ایک جھٹکے لگا۔ اسکے قدم لڑکھڑا گئے۔ حائنہ باتھ ٹب " میں جیسے تیر رہی تھی۔ اور ٹب کا پانی خون کی مانند سرخ ہو چکا تھا۔

شام کے چار بجے حائنہ کو ہوش آیا تھا۔ اسکی بائیں بازو بری برح زخمی تھی۔ جو شکنتلا اب قید تھی وہ ماضی میں آزاد تھی اور حائنہ کی بد قسمتی کہ اس نے حائنہ کو ماضی میں دیکھ لیا۔ حائنہ نے اسکا پہلے ہی انتظام کیا تھا۔ اسے اندازہ تھا ایسا کچھ ہو گا تبھی وہ چھری ہاتھ میں تھام کر باتھ ٹب میں لیٹی تھی۔ جیسے ہی شکنتلا نے اس پر حملہ کیا اس نے اپنے بچاؤ کیلئے چھری سے شکنتلا پر وار کیا تھا۔ وہ دونوں زخمی ہو گئی تھیں۔

"کیسی طبیعت ہے اب؟" حائنہ کو آنکھیں کھولتے دیکھ کر دانش اسکی جانب لپکا۔ اس نے ہی حائنہ کو ٹب سے باہر نکالا تھا اور اس نے ہی اسکے بازو کی پٹی کی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں!" وہ نقاہت سے مسکرائی۔ اسکا کافی خون بہہ گیا تھا۔

"مجھے اگر پتا ہوتا کہ یہ کام اتنا خطرناک ہے میں تمہیں کبھی اجازت نہ دیتی۔۔" المیرہ رو دینے کو تھی۔ اس سے پہلے حائنہ کوئی جواب دیتی صلہ دودھ کا گلاس تھامے کمرے میں داخل ہوئی۔

"آپکو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا حائنہ آپی! اگر دانش بھائی آپ سے ناراض تھے تو ہمیں بتاتی ہم خود انہیں منا لیتے لیکن خود کشی۔۔ اففف!!" صلہ نے جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ اسکی بات پر حائنہ نے چونک کر دانش کو دیکھا جو سٹپٹاتے ہوئے نظریں چرا گیا تھا۔ حائنہ نے المیرہ والا معاملہ ذینیہ آپی اور صلہ سے بھی پوشیدہ رکھا تھا اسی لیے اسکی اس حالت پر جانے دانش نے سب سے کیا جھوٹ بولا تھا۔ صلہ نے دودھ کا گلاس حائنہ کو تھمایا جب اب تکیے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔

"اور آپ دانش بھائی آپکو حائنہ آپی کا خیال رکھنا چاہیے اپنی چاہت کو ایسے ناراض نہیں کرتے۔۔!" دودھ پیتی حائنہ کو تو جیسے اچھو ہی لگ گیا تھا۔

"اچھا اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ کچھ کھانے کو لاؤ باقی باتیں بعد میں کر لینا۔۔!" دانش اور حائنہ کو گڑبڑاتے دیکھ کر المیرہ نے اسے کمرے سے باہر بھیجا۔

"ایم سوری مجھے جھوٹ بولنا پڑا کہ ہماری منگنی ہو چکی ہے اور میں تم سے ناراض تھا اسی لیے تم نے ایسا کیا۔۔!" دانش نے شرمندہ ہوتے معذرت کی۔

"کوئی بات نہیں!" وہ زبردستی مسکرائی۔ اس بار اسے بچانے حازم نہیں آیا تھا یعنی وہ اپنی قوم کا سردار بن چکا تھا۔

جانے یہ انکبور کہاں چلا گیا ہے؟" میرہ بڑبڑائی۔ "

"وہ یہاں نہیں ہے شاید واپس گیا ہے آجائے گا۔۔" حائنہ نے گلے میں اٹکے آنسوؤں کے گولے کو اندر کھینچتے جواب دیا۔

"میں جانتی ہوں آج رات کیا ہونے والا ہے۔ اور ہمیں اسکی تیاری کرنی چاہیے۔ اور پورے چاند کی رات ہے اور آج ریحان۔۔" وہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔ میرہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا۔

پھر حائنہ نے ان دونوں کو برکھا، ریحان اور لیزا کی کہانی سنائی۔ المیرہ کی شکل لیزا سے کس حد تک ملتی تھی جبکہ ریحان اس ریحان کا ہم نام تھا جس سے لیزا اور برکھا نے بیک وقت محبت کی تھی۔

اس رات جب ریحان اور لیزا کی منگنی ہوئی اور شنکنلا نے ایک ملازم کا خون پیا اسی رات برکھا لیزا کے کمرے میں آئی تھی۔ اسکا خوبصورت روپ انتہائی مکرہ صورت اختیار کر گیا تھا۔ اس نے لیزا کو ریحان سے دور رہنے کا کہا تھا۔ لیزا کو جب پتا چلا کہ برکھا انسان نہیں رہی تو اسے بہت افسوس ہوا۔ اس نے ایک اچھی دوست کھو دی تھی۔ وہ لیزا کو اسی وقت مارنا چاہتی تھی لیکن اس نے دھمکی دے کر چھوڑ دیا اور چیز کا لیزا کو فائدہ ہوا۔ اس نے پروفیسر ایلس کو سب کچھ بتا دیا اور پروفیسر ایلس نے اسی کام پر وہ کتاب لکھنا شروع کر دی۔ انہوں نے اپنے سارے علوم کو استعمال کرتے ہوئے برکھا کو قید کر دیا تھا لیکن وہ سب کچھ تباہ کر چکی تھی اور اب واپس آنا چاہتی ہے۔۔!" حائنہ نے دانش اور میرہ کو ساری کہانی سنائی۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہو گا۔۔؟" المیرہ نے بے ساختہ پوچھا۔

"انتظار۔۔!" حائنہ نے کمرے کی کھڑکی سے باہر اترتی شام کو دیکھتے جواب دیا۔ "رات کا انتظار جب چاند اپنے جوبن پر آجائے گا تب ریحان اپنا مقصد پورا کرے گا۔۔!" حائنہ نے پراسرار لہجے میں کہا تھا۔ دانش کے چہرے پر سوچ کی پرچھائیاں تھیں جبکہ حائنہ کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم وہ کیسے بھول آئے؟" وہ غصے سے چلا رہی تھی۔ "ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔ کیوں کیا تم نے یہ؟" وہ جیسے اسے کھا جانے کو بے چین تھی جبکہ وہ سر جھکائے کھڑا تھا۔ کوئی جواب نہ دیا۔

"آج کی رات بہت اہم رات ہے۔ آج مجھے باہر نکال لو ریحان میں تمہارے بنا نہیں جی سکتی۔۔ پھر ہم ایک ساتھ رہیں گے ہمیشہ۔۔!" اسکی غصے بھری آواز پل بھر میں نرم ہوئی اور التجائیں جھلکنے لگیں۔ وہ جھکی گردن کو اثبات میں ہلانے لگا۔

اب جاؤ اور شکنتلا کو آواز کرواؤ اسکی ضرورت ہے مجھے۔۔" ایک پھر سے حکم دیا گیا تھا۔"

آج کی رات معمول سے زیادہ روشن اور چمکدار تھی۔ محل میں ایک عجیب سی پر اسرار خاموشی چھائی تھی۔ وہاں رہنے والے نفوس کے دل تیزی سے دھڑک رہے تھے۔ جانے کیا ہونے والا تھا کوئی نہیں جانتا تھا۔

جیسے ہی گھڑی نے گیارہ پینتالیس کا گھنٹا بجایا ایک سایہ المیرہ کے کمرے کی جانب بڑھا۔ وہ دبے قدموں اور ساکت دل کے ساتھ اسکے کمرے تک پہنچا اور دروازے کا ہینڈل گھما کر اسے کھول دیا گیا۔ اب وہ سایہ بیڈ لر سوئے وجود کی جانب بڑھ رہا تھا۔ المیرہ پر سکون نیند سو رہی تھی۔ اس نے ایک نظر اسکے وجود پر ڈالی اور پھر اسے اٹھا کر کندھے پر ڈالا۔ آج محل کی ساری روشنیاں بند تھیں۔ محل کی قد آدام کھڑکیوں سے جو شیشے کی تھیں، چاند کی روشنی محل میں داخل ہو رہی تھی۔ اب وہ المیرہ کو اٹھائے سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ اسکے مطابق سب اپنے اپنے کمروں میں خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔ اسکا رخ محل سے باہر کی جانب تھا۔ جیسے ہی محل کے خارجی دروازے سے کچھ فاصلے پر پہنچا اچانک ایک تیز آواز ابھری اور پورا محل روشنیوں میں نہا گیا۔ تیز روشنی سے بچنے کیلئے ریحان نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھا۔ وہ چونک گیا تھا۔ جب اس نے ہاتھ ہٹا کر سامنے دیکھا تو ساکت رہ گیا۔ اسکے سامنے دروازے پر المیرہ کھڑی تھی۔

اگر وہ میرہ تھی تو پھر جسے اس نے اٹھایا ہوا تھا وہ کون تھی۔ اس نے گود میں اٹھائے وجود کو زمین پر کھڑا کرنا چاہا۔ جیسے ہی اس نے اسے زمین پر کھڑا کیا صلہ نے فٹ سے آنکھیں کھول دیں۔ وہ میرہ کا لباس پہنے اسکے کمرے میں سو رہی تھی۔ لیکن اس نے اچھے سے دیکھا تھا وہ المیرہ تھی لیکن اب۔۔۔

وہ بونچکارہ گیا تھا۔ صلہ تیزی سے اس سے دور ہوئی۔ ریحان نے ایک نظر اپنے چاروں طرف ڈالی تو وہ گھرا ہوا تھا۔ دانش، داؤد، حائنہ، زینیہ آپی صلہ، میرہ اور رام ناتھ سب نے اسے گھیرا ہوا تھا۔ ریحان نے سپاٹ تاثرات لیے اور برف جیسی سرد آنکھوں سے ایک ایک نظر سب کو دیکھا تھا۔ آخر میں اسکی نظریں میرہ پر آکر رک گئیں۔

"تمہیں کیا لگتا ہے دھوکا دینا صرف جانتے ہو؟" دانش نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ یہ دانش کی پلاننگ تھی کہ المیرہ کی جگہ صلہ کو اسکے کمرے میں لٹایا جائے۔ اور صلہ کے چہرے پر المیرہ کی جھلک حائنہ لائی تھی تا کہ ریحان کو کسی قسم کا شک نہ ہو۔ ریحان نے دانت بھینچتے خود پر ضبط کیا۔ وہ اپنے حواسوں میں بالکل نہیں لگ رہا تھا۔ اسے دیکھ کر میرہ کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔ اسے کہیں نا کہیں لگتا تھا کہ شاید ریحان کا اس سب میں ہاتھ نہ ہو لیکن اب ثابت ہو گیا تھا وہ اسکی جان لینے آیا تھا۔ وہ خود پر ضبط کرتی آگے بڑھی اور ریحان کے سامنے آکر رک گئی۔ اس نے نم آنکھوں سے ریحان کی سیاہ اور سرد آنکھوں میں جھانکا۔ وہاں کوئی جذبہ کوئی رمق نہیں تھی۔ یوں جیسے اسکے پاس جذبات نام کی کوئی چیز ہو ہی نا۔۔

"محبت کرنے کا دعوی کر کے موت کا تحفہ دینے جا رہے تھے۔۔ کوئی ایسا کیسے کر سکتا ہے ریحان؟ مناظر ٹھیک کہتا تھا یہ جان کہنے والے ہی اکثر جان لیتے ہیں۔۔" وہ سسکیوں سے رو دی تھی۔ پل بھر کو ریحان کے دل میں حرکت ہوئی اسے درد محسوس ہوا تھا لیکن اگلے ہی پل کسی آہنی شکنجے نے اسکے دل کو جکڑتے ہوئے ساکت کیا۔

"محبت کرتے تھے نا مجھ سے پھر یہ سب کیا ہے؟" وہ شکوے بھری نظروں سے سوال کر رہی تھی۔ جبکہ ریحان خاموش رہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میرہ کو گلے سے دبوچا۔

"اسے چھوڑ دو ریحان ورنہ تم جان سے جاؤ گے۔۔!" حائنہ چلائی تھی۔ اسکے ہاتھ میں وہ گھڑی تھی جو ریحان نے میرہ کو دی تھی۔ ریحان نے چونک کر اسے دیکھا۔ اس نے ابھی تک میرہ کی گردن کو دبوچا ہوا تھا۔

"المیرہ۔۔!" اسکی ابلتی آنکھیں دیکھ کر زینیہ آپی اور صلہ تڑپ اٹھی تھیں۔ ریحان کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ وہ کھا جانے والی نظروں سے میرہ کو دیکھ رہا تھا۔ حائنہ نے بائیں ہاتھ میں پکڑا لائٹر جلایا اور اسکے شعلے پر گھڑی کو رکھا۔ جیسے ہی آگ کی تپش نے گھڑی کو جلایا ریحان کی چیخ ابھری اور اس نے جھٹکے سے میرہ کو چھوڑ دیا۔ اب وہ سینے پر ہاتھ رکھے نیچے جھکا ہوا تھا۔ میرہ کھانستے ہوئے اپنا گلا مسل رہی تھی۔ "تم ٹھیک ہو میرہ؟" زینیہ آپی نے اسے تھاما تھا۔ میرہ نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"بند کرواسے۔۔!" ریحان حائنہ کی جانب دیکھتے چلایا تھا۔ لیکن حائنہ نے گھڑی کو آگ کے شعلے سے دور نہیں کیا تھا۔ ریحان اب گھٹنوں کے بل بیٹھ چکا تھا۔ اسکا سینہ جل رہا تھا۔ یا اسکے سینے پر جمی برف پگھل رہی تھی۔ ریحان نے درد سے کراہتے ہوئے میرہ کی جانب دیکھا تھا اسکی آنکھوں میں درد تھا۔۔ نمی تھی۔۔ ویسا ہی درد ویسی ہی نمی جو مناظر کی آنکھوں میں تھی جس رات اس نے میرہ کو آخری بار دیکھا تھا اور پھر خودکشی کرلی تھی۔ میرہ کو ریحان میں مناظر کی جھلک نظر آئی تھی اور پھر اسکی سماعت میں حائنہ کے الفاظ گونج گئے۔

"ریحان کا کوئی قصور نہیں ہے میرہ! وہ بے بس ہے بالکل ویسے ہی جیسے ریحان البرڈ بے بس تھا جیسے مناظر بے بس تھا۔۔ اگر ریحان اب تک زندہ ہے تو اسکی وجہ اسکا نام ہے جو ریحان البرڈ سے ملتا ہے ورنہ وہ مناظر کی طرح اب تک ختم ہو چکا ہوتا۔۔"

وقت سے تھوڑا پیچھے جائیں تو وہ سب حائنہ کے کمرے میں موجود تھے۔

"لیزا تو مر گئی لیکن اسکے احساسات اسی محل میں زندہ ہیں۔ جب تم یہاں آئی تو اس نے محسوس کرلیا تھا۔ وہ تمہیں تہہ خانے میں لے کر گئی تاکہ تمہاری مدد کرسکے لیکن تمہاری کلائی میں بندھی وہ گھڑی جس میں شکنتلا کا سایہ تھا وہ لیزا پر جھپٹ پڑی۔ اس رات تہہ خانے میں تمہیں بچانے والی لیزا ہی تھی۔۔ جو روشنی تم نے دیکھی تھی جس نے دروازہ کھولا تھا وہ اور کوئی نہیں لیزا ہی تھی۔۔!" حائنہ بتارہی تھی جبکہ وہ سب دم سادھے سن رہے تھے۔ اب وقت آگیا تھا جب ذینیہ آپی اور صلہ کو بھی ساری سچائی سے آگاہ کیا جاتا تاکہ وہ انکی مدد کرسکتیں۔

"برکھا کے قید سے نکلنے کا ایک ہی طریقہ تھا کسی ایسی لڑکی کو شیطان کے سامنے پیش کیا جاتا تو چند خصوصیات کے ساتھ پیدا ہوئی ہو۔ پہلی یہ کہ وہ اکلوتی اور وہ چاند کی چودہ کو پیدا ہوئی ہو اور سب سے بڑی خصوصیت کہ اسکی شکل لیزا سے ملتی ہو اور یہ ساری نشانیاں تم میں موجود ہیں المیرہ۔۔!" حائنہ نے الماری کی جانب دیکھتے کہا۔ میرہ کا دل ڈوب کر ابھرا تھا اسے اپنی موت صاف دکھائی دینے لگی تھی۔

"تمہیں یاد ہے وجے پور کا وہ مندر جہاں مناظر نے خودکشی کی تھی اور جسکے سامنے تمہاری گاڑی اکثر رک جاتی تھی وہ وہی مندر ہے جہاں برکھا کے باپ نے تپسیا کی تھی۔ برکھا تو قید تھی لیکن شکنتلا نے اسکی ہر ممکن مدد کی۔ جب اسے تمہارا علم ہوا تو اس نے مناظر کو اپنے وش میں کیا۔۔ آج سے پانچ سال پہلے بھی یہ رات آئی تھی جو آج ہے۔ لیکن مناظر تمہیں مار نہیں سکتا تھا۔ وہ جب اپنے حواسوں میں لوٹا تو اس نے خودکشی کرلی۔۔ اور پھر ریحان آیا۔ ریحان کو دیکھ کر برکھا خوشی سے جھوم اٹھی تھی اس نے ریحان کو مضبوطی سے اپنے اثر میں لیا تھا وہ اسے ریحان البرڈ بنانے میں کامیاب ہوگئی ہے جس نے لیزا کی جان لی تھی۔۔ ریحان تمہیں چاہتا ہے یہ سچ ہے لیکن اسکا دل شکنتلا نے جکڑ رکھا ہے سچ تو یہ ہے جب وہ تمہارے آس پاس ہوتا ہے شکنتلا اسکے اندر ہوتی ہے وہ اسکے دل کو ساکت رکھتی ہے دھڑکنے نہیں دیتی جیسے ہی وہ دھڑکتا ہے وہ ڈائن اسے دبوچ لیتی ہے۔ ریحان کے اندر جو تکلیف ہے وہ ہم نہیں محسوس کر سکتے۔۔"

وہ سانس لینے کو رکی تھی جبکہ باقی سب کا سانس اٹک گیا تھا۔

"لیکن ہم ریحان برکھا کے قبضے سے آزادی کیسے دلا سکتے ہیں؟" دانش نے پوچھا۔

"ایک ہی حل ہے۔۔ شکنتلا کو مارنا ہوگا۔ فی الوقت تو وہ تہہ خانے میں قید لیکن ریحان کے دل پر اسکا قبضہ ہے۔ میں نے انکبور کو بھیجا ہے مجھے امید ہے وہ اس گھڑی کو نکال لانے میں کامیاب ہوگا۔۔ کچھ اس طرح کے شکنتلا آزاد نہ ہو۔۔!" حائنہ نے گہرا سانس لیا۔

"برکھا اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوئی تو پھر کیا ہوگا؟" داؤد نے سوال کیا۔

"برکھا قید میں کچھ نہیں کر سکتی وہ سب شکنتلا سے کرواتی ہے۔ اگر آج کی رات گزر گئی تو برکھا کو انتظار کرنا پڑے گا جب پانچ سال بعد یہ رات واپس نہیں آجاتی اور اگر المیرہ اسکا شکار نہ بن پائی تو پھر اسے انتظار کرنا ہوگا جب تک میرہ جیسی کوئی لڑکی پیدا نہیں ہوتی لیکن اس بار وہ یہ کام کیے بنا سانس نہیں لے گی کیونکہ شکنتلا زندہ ہے۔۔ اگر اسے ختم کر دیا جائے تو برکھا کبھی قید سے باہر نہیں نکل پائے گی۔۔!" انکبور کو کمرے میں ظاہر ہوتے دیکھ کر حائنہ خاموش ہوئی۔ اسکے ہاتھ میں وہ گھڑی تھی۔ اس نے وہ گھڑی حائنہ کو دی۔

جیسے ہی حائنہ نے گھڑی تھامی اسے ایک جھٹکا لگا تھا۔ وہ تیزی سے کھڑی ہوئی۔

"کیا ہوا سب ٹھیک ہے نا؟" المیرہ نے پریشانی سے پوچھا۔ حائنہ کے چہرے کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں۔ وہ جتنی دیر بے ہوش رہی اس میں ریحان اپنا کام کر چکا تھا۔ اس نے شکنتلا کو تہہ خانے سے آزاد کر دیا تھا۔

"شکنتلا آزاد ہو چکی ہے اور۔۔"

"اور کیا؟" المیرہ نے پھیکے پڑتے چہرے کے ساتھ پوچھا

"ریحان کی جان اس گھڑی میں قید ہے۔۔ اگر ہم نے اس گھڑی ختم کرنے کی کوشش کی تو ریحان مر جائے گا۔۔!" حائنہ نے افسردہ لہجے میں کہا۔ اسکی بات سن کر سب جیسے سناٹے میں چلے گئے تھے۔ ایک گہری خاموشی کمرے میں پھیل گئی تھی۔

"ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔ ہمیں جو کرنا ہے جلد کرنا ہو گا۔۔!" حائنہ کہتی الماری کی جانب بڑھی۔ اور اس نے اس میں سے کچھ نکالا تھا۔ یہ ایک خنجر تھا۔ نیلے رنگ کی میان میں قید وہ تیز دھار والا خنجر اسے حازم نے دیا تھا۔ خنجر پر ایک آنکھ کا نشان بنا تھا۔

اور اس رات جب نیلگوں"

روشنی پھیلی ہو

ایک آنکھ والے خنجر سے

"!!اس پر وار کرنا ہے

"ریحان نے شکنتلا اور برکھا جیسی شیطان کی پیروکاروں کی قید میں ہونے کے باوجود ہماری مدد کی ہے۔ اس نے وہ ٹارچ لائبریری میں چھوڑی تھی تاکہ ہم سمجھ سکیں کہ ہم سے پہلے بھی وہاں کوئی آیا تھا۔ اور خنجر سے وار کرنے والا صفحہ بھی وہ جان بوجھ کر چھوڑ گیا تھا

تاکہ ہم اسے پڑھ سکیں اور جان سکیں شکنتلا کو کیسے ختم کیا جاسکتا ہے!" حائنہ نے سرد آہ بھرتے کہا۔ اسے ریحان پر ترس آرہا تھا۔ المیرہ کا دل تیزی سے دھڑکا تھا۔

ہمارے پاس خنجر تو ہے لیکن ہمیں یہ وار کس پر کرنا ہوگا؟" دانش نے اچنبھے سے پوچھا۔

"اس گھڑی پر۔۔!" حائنہ نے ہاتھ میں پکڑی گھڑی کو دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ اسکی بات پر وہاں موجود ہر نفوس کا سانس اٹکا تھا۔

ابھی حائنہ نے لائٹر کی آگ بجھائی بھی نہیں تھی جب ایک سایہ خوفناک آواز میں چیختا محل کی کھڑکی کو توڑ کر حائنہ کی جانب لپکا۔ یہ سب اتنی تیزی سے ہوا تھا کہ حائنہ کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا اور وہ نیچے گری۔ گھڑی اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر دور جا گری تھی۔ اب وہ سایہ جو یقیناً شکنتلا ڈائن تھی اس گھڑی کی جانب لپکی۔ اس سے پہلے وہ گھڑی کو اٹھاتی انکبور جو نظروں سے اوجھل تھا بجلی کی مانند شکنتلا کی جانب لپکا۔ دانش نے تیزی سے اپنی گن نکالی۔ اس میں ایک خاص گولی نہیں تھی بلکہ ایک خاص قسم کا مائع تھا جو انہیں لائبریری سے ملا تھا وہی لائبریری جہاں وہ کتاب تھی اور یہ کتاب میں لکھا تھا۔ شکنتلا جیسی ڈائن کو ختم کرنے کیلئے اس سیال مائع کو اس پر گرایا جاتا۔ اور کتاب کے صفحہ نمبر اکانوے سے ایک سو کے درمیان لکھا تھا۔ اس لائبریری سے یہ مائع دانش اور داؤد نکال کر لائے تھے اور ابھی دونوں کے پاس تھا۔

انکبور شکنتلا کو پکڑ چکا تھا وہ دونوں اب سائے کی صورت میں محل کی دیواروں سے ٹکرا رہے تھے۔ اس سے پہلے کہ ریحان اس گھڑی تک پہنچتا حائنہ بجلی کی مانند اس گھڑی تک پہنچی اور اپنے کوٹ کی جیب سے وہ خنجر نکال کر گھڑی کے ڈائل پر وار کیا۔

گھڑی کے ڈائل کا شیشہ ٹوٹا تھا۔ ریحان کی دردناک چیخ ابھری اور وہ کراہ کر نیچے گر گیا۔ چونکہ شکنتلا ریحان سے جڑی تھی اسکی بھی چیخ ابھری تھی۔ وہ اب سائے سے ایک انسانی وجود میں آئی جسکا چہرہ خوفناک تھا۔ انکبور نے اسے گردن سے پکڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے آپکو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔ انکبور نے گردن سے پکڑے ہوئے اسے نیچے پٹخا تھا۔ شکنتلا انکبور کی موجودگی اور اسکے وجود سے ناواقف تھی ورنہ وہ کبھی وہاں ایسے آنے کی حماقت نہ کرتی۔ دانش اور داؤد نے آگے بڑھ کر اپنی گن سے بنا دیر کیے شکنتلا پر فائر کیا۔

وہ گہرا سیال مائع کسی گولی طرح شکنتلا کے وجود سے ٹکرایا تھا۔ محل میں اسکی چیخوں کی خوفناک آوازیں گونج اٹھی تھیں۔ شکنتلا کے وجود میں آگ لگ چکی تھی۔

اب وہ سوکھی لکڑی کی مانند جل رہی تھی۔ آگ لپک لپک کر انکی جانب بڑھنے کی کوشش کررہی تھی لیکن حائنہ نے سب کو پیچھے کر دیا تھا۔ آگ کا الاؤ بہت زیادہ تھا۔ آگ کے بھڑکتے شعلوں کے پار سیڑھیوں سے پرے کھڑکی کے قریب چاند کی دودھیاں روشنی میں کھڑے پروفیسر ایلس پر حائنہ کی نظر پڑی۔ انہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں حائنہ کو داد دی تھی۔ پروفیسر کے بائیں جانب حائنہ کو لیزا نظر آئی تھی جو نم آنکھوں سے خون میں لت پت پڑے ریحان کو دیکھ رہی تھی۔

"ریحان!" "المیرہ جیسے خواب سے جاگی تھی وہ چلاتی اسکی جانب بڑھی تھی۔ اب وہ سب لوگ ریحان کے ارد گرد جمع تھے۔ داؤد اور دانش اسے اٹھانے کی کوشش کررہے تھے جبکہ المیرہ کو اپنی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھاتا محسوس ہو رہا تھا۔

المیرہ کو ریحان کیلئے روتا دیکھ کر لیزا ہلکا سا مسکرائی اور پھر وہ دونوں آگ کے بجھتے ہی چاند کی روشنی میں دھویں کی مانند تحلیل ہو گئے۔

حائنہ نے ایک گہرا سانس لے تنے اعصاب کو ڈھیلا چھوڑا۔ اسکے ہاتھ میں حازم کا دیا گیا خنجر تھا۔ اس نے ڈوبتے دل کے ساتھ میرہ کو دیکھا جسکے سامنے سب کچھ دھندلا گیا تھا اور پھر آہستہ آہستہ اسکا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

دو دن بعد؛

اسکی آنکھ کھلی تو اس نے اپنے آپکو نرم گرم سے بستر پر پایا تھا۔ نقاہت سے اس نے دھیرے دھیرے مندھی مندھی آنکھیں کھولیں۔

"ریحان۔۔!" "میرہ کی آواز گونجی تھی۔ اس نے نرم ملائم ہاتھوں سے ریحان کا ہاتھ تھاما تھا۔ ریحان نے دائیں جانب دیکھا تو میرہ کو اپنے اوپر جھکے پایا۔

"تم ٹھیک ہو؟" وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔ وہ ہولے سے مسکرا دیا۔ اسکا جسم پٹیوں میں جکڑا تھا۔ حائنہ نے اس پر وار لازمی کیا تھا وہ اسی لیے کہ شکنتلا کمزور پڑے اور اسکے اندر سے شکنتلا کا سایہ نکلے لیکن اس نے یہی کوشش کی تھی کہ ریحان کو موت سے بچایا جائے۔ اسے مسکراتا دیکھ کر وہ اسکے پاس ہی بیڈ کے کنارے ٹک گئی۔ ریحان نے واپس اسکا ہاتھ تھاما تھا۔ وہ اب محبت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم مجھ سے نفرت نہیں کرتی؟" وہ بمشکل بول رہا تھا۔

"المیرہ ریحان سے نفرت کر سکتی ہے لیکن لیزا ہرگز نہیں!! میں لیزا سے اسکی محبت نہیں چھین سکتی۔۔!" وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی تھی۔ اور ریحان جانتا تھا المیرہ لیزا ہی تو تھی پھر وہ ریحان سے الگ کیسے رہ سکتی تھی؟ اسکی بات پر ریحان بھی مسکرا دیا تھا۔ ایک گہری چال چلنے کے بعد بالآخر وقت انہیں ملانے میں کامیاب ہو ہی گیا تھا۔

"تو تم حازم سے ملنے کب جا رہی ہو؟" وہ دونوں کچھ دیر پہلے ریحان سے مل کر آئے تھے اور اب ہسپتال کی عمارت سے باہر نکل رہے تھے جب دانش نے حائنہ سے پوچھا۔ موسم ابر آلود تھا ہلکی ہلکی بوندا باندی جاری تھی۔

"جب وہ بلائے گا میں چلی جاؤں گی۔۔!" حائنہ نے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔

"میں ریحان اور المیرہ کیلئے بہت خوش ہوں کم از کم انہیں تو اپنی محبت ملی۔۔!" دانش مسکرایا تھا۔ اس سے پہلے کہ حائنہ کوئی جواب دیتی دانش کے موبائل پر بیل ہوئی۔ داؤد کی کال تھی۔ دانش نے گہرا سانس لیتے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو دانش کہاں ہو تم؟ جلدی سے سٹی لائبریری پہنچو۔ یہاں عجیب و غریب معاملہ پیش آیا ہے۔ کچھ دیر پہلے لائبریری میں آگ لگ گئی تھی۔ لائبریری کے اندر ایک رائٹر موجود تھا۔ حیرت انگیز طور پر لائبریری کی ساری کتابیں جو جل گئی تھیں اب واپس سہی سلامت موجود ہیں جبکہ وہ رائٹر جل کر راکھ ہو چکا ہے۔۔!" داؤد کی خوفناک سی آواز ابھری تھی۔ حائنہ اور دانش نے بیک وقت چونک ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

یعنی ایک اور معمہ ایک اور راز۔۔۔!! داؤد مزید کچھ کہہ رہا تھا جبکہ حائنہ نے انکبور کو پکارہ تھا۔ وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوا۔ دانش اور داؤد کا ایک ایک ہاتھ پکڑا اور پل بھر میں وہاں سے غائب ہو گیا۔۔۔ جہاں کچھ دیر پہلے دانش اور حائنہ موجود تھے وہاں اب کوئی نہیں تھا۔۔ یعنی وہ سٹی لائبریری پہنچ چکے تھے۔ ہسپتال کے لان میں کام کرتے مالی نے یہ منظر دیکھا تھا اور پھر وہ غش کھا کر گر !!پڑا۔۔ لندن کی بارش اس منظر پر مسکرائی تھی۔۔ آج کی نارش نئے راز، نئی کہانی ساتھ لائی تھی۔۔

ختم شد

{!!جلد ملیں گے مس ونڈر اور اسکی ٹیم (دانش، انکبور، داؤد اور پروفیسر ایلس) کے ساتھ کسی اور کہانی میں۔۔}

ے

ں